عمران سیریز
الرٹ کیمپ
مظہر کلیم ایم۔اے

محترم قارئین! سلام مسنون۔ نیا ناول "الرٹ کیمپ" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ موجودہ دنیا میں وہ کونسا ملک ہے جس کے خلاف عالمی پیمانے پر سازشیں نہیں ہو رہیں۔ ایسے ایسے بھیانک کھیل کھیلے جاتے ہیں جن کا تصور ہی رُوح کو لرزا دیتا ہے لیکن عالمی مصلحتیں ہمیشہ ان بھیانک سازشوں پر پردہ ڈال دیتی ہیں۔ ان سازشوں کے نتیجے تو سامنے آجاتے ہیں لیکن ان کا پس منظر سامنے نہیں لایا جاتا جبکہ ہر دل میں ان سازشوں کے پس منظر میں جھانکنے کا تجسس بہرحال موجود ہوتا ہے۔ اس کہانی میں بھی پاکیشیا کے خلاف کھیلے جانے والے ایک بھیانک کھیل اور ایک خوفناک عالمی سازش سے پردہ اٹھایا گیا ہے۔

اس کہانی میں مجرم پاکیشیا کی مکمل اور خوفناک تباہی کا مشن لے کر آتے اور جب یہ مشن اپنے عروج پر پہنچا تو پاکیشیا کا دارالحکومت سینکڑوں خوفناک میزائلوں اور راکٹوں کے پھٹنے سے انتہائی بھیانک تباہی کا شکار ہو گیا۔ لیکن کیا مجرموں کا مقصد صرف اتنا ہی تھا یا یہ تباہی ان کے مشن کی صرف ابتدا تھی۔ صورتحال اس وقت کچھ زیادہ ہی گھمبیر ہو جاتی ہے جب یہ تباہی عمران اور اس کے ساتھیوں کے سامنے ہوتی ہے۔ تو کیا واقعی عمران جیسا محب وطن اپنی کھلی آنکھوں اور بے بس نظروں سے اس تباہی کو وقوع پذیر ہوتا دیکھتا رہا۔ یا اس نے مجرموں کے اس خوفناک مشن کو روکنے کے لئے کوئی کردار ادا کیا اس کا اندازہ تو آپ ناول پڑھ کر ہی لگا سکیں گے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول آپ کے سامنے سوچ کی نئی راہیں روشن کر دے گا۔ لیکن ناول پڑھنے

سے پہلے قارئین کے چند خطوط بھی ملاحظہ کر لیجیے۔

کوئٹہ سے محترمہ اے ایس۔ بلوچ صاحبہ لکھتی ہیں۔ "ایکسٹو ہمیشہ سیکرٹ سروس کے ارکان کو سزا کی دھمکیاں تو دیتا رہتا ہے لیکن سزا دینے کا موقع آتا ہے تو معاف کر دیتا ہے۔ آپ کسی کہانی میں سچ مچ کی سزا دلوا دیں خاص طور پر جولیا کو تو ضرور سزا دلائیں لیکن جولیا کو سزا چھوٹی موٹی ہی ملنی چاہیے۔ آخر صنف نازک ہے"۔

محترمہ اے ایس بلوچ صاحبہ! جولیا کو آپ مزید کیا سزا دلانا چاہتی ہیں میرے خیال میں تو اسے ایکسٹو کی طرف سے مستقل سزا مل رہی ہے کم از کم آپ تو اس سزا کی نوعیت کو زیادہ بہتر طور پر سمجھ سکتی ہیں۔

کھاریاں کینٹ سے محمد طارق سکندر صاحب لکھتے ہیں۔ "عمران کی کہانیاں پڑھنے والے تو بوڑھے ہوتے جا رہے ہیں لیکن عمران کے متعلق آپ نے کبھی نہیں لکھا کہ وہ کب اپنے بالوں پر کالی مہندی لگاتا ہے"۔

محمد طارق سکندر صاحب! اگر سب کے سامنے ہی کالی مہندی لگائی ہو تو پھر کالی مہندی لگانے کا اصل مقصد ہی ختم ہو جائے گا۔ یہ تو تھی ایک بات۔ دوسری بات یہ کہ آپ نے کبھی عمران کو کنگھا کرتے بھی نہ دیکھا ہو گا جس کے لئے کنگھا بے کار ہو جائے اس کے لئے کالی مہندی کا کیا مصرف رہ جاتا ہے۔ امید ہے دونوں ہی باتیں سمجھ میں آ گئی ہوں گی۔

سرگودھا صدیق اکبر چوک سے محمد شاہد محمود صاحب لکھتے ہیں۔ "مجرم جیسے جیسے سائنسی طور پر ترقی یافتہ ہوتے جا رہے ہیں اور مارشل آرٹ میں اب بے پناہ مہارت رکھنے والے مجرم سامنے آ رہے ہیں۔ لیکن اتنا ہی وہ اب عمران سے زیادہ شکست کھانے لگ گئے ہیں۔ حالانکہ شروع کے ناولوں میں ب مجرم اتنے ترقی یافتہ اور ماہر نہ ہوتے تھے تو وہ عمران کو زخمی بھی کر دیتے ے اور مکمل طور پر نہ سہی، جزوی طور پر شکست بھی دینے میں کامیاب جاتے تھے۔ اس کی کوئی وجہ آپ بتا سکیں گے؟

محمد شاہد محمود صاحب! ایک محاورہ ہے۔ "خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ ب پکڑتا ہے"۔ اور جہاں ایک طرف ایک خربوزہ ہو اور دوسری طرف سل خربوزے اس کا رنگ گہرا کرنے کے لئے آتے رہیں تو لامحالہ اس ب خربوزے کا رنگ زیادہ گہرا ہوتا چلا جاتے گا۔ امید ہے کہ وجہ آپ سمجھ میں آ گئی ہو گی۔

کراچی سے حفاظت علی خان صاحب لکھتے ہیں۔ "ایڈونچر مشن مجھے بے حد ند آیا ہے مگر اس میں ایک غلطی ہے۔ ایک جگہ پاکیشیا کی بجائے پاکستان لکھ گیا ہے۔ امید ہے اس غلطی کی نشاندہی دوسرے قارئین نے بھی کی ہو گی"۔

حفاظت علی خان صاحب! غلطی کی نشاندہی کا شکریہ! جہاں تک دوسرے رئین کا تعلق ہے تو بیشتر قارئین نے اس غلطی کی نشاندہی کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ غلطی نہیں بلکہ ہمارے اصل جذبات کی ترجمانی ہے لیکن اس ترجمان کا ق کاتب صاحب نے ادا کر دیا ہے۔

شہر کا نام لکھے بغیر سرفراز احمد صابری صاحب نے لکھا ہے۔ "آپ کے ناول ھ کر ہمارے جذبہ حب الوطنی کو بے حد تقویت ملتی ہے۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ پ ایکسٹو کو فلم سازی پر رضامند کر لیں تاکہ ہمیں معیاری اور جذبہ حب الوطنی سے بھرپور فلمیں دیکھنے کو ملیں۔

سرفراز احمد صابری صاحب! آپ کے جذبات قابل قدر ہیں اور ان جذبات کے لئے میں آپ کا مشکور ہوں۔ باقی رہا ایکسٹو کو فلم سازی پر رضامند کرنے کا

مسئلہ۔ تو ایکسٹو تو شاید راضی ہو جائے۔ لیکن پھر اُسے فلم کے سُپر سٹار زت
شوٹنگ کے لئے ڈیٹیں لینے اور ان کے ناکام انتظار کے بعد شوٹنگ پیک اَر
کرانے کے علاوہ اور کوئی کام نہ رہے گا۔ اور ایکسٹو کی طبیعت تو آپ جانتے ہیں
مقبول نگر گلگت سے علی مردان صاحب لکھتے ہیں۔ گولڈن سینڈ بے حد
پسند آیا لیکن اگر عمران کے ساتھ جولیا ہوتی تو پھر لُطف دوبالا ہو جاتا اس کے
علاوہ اگر آپ سیکرٹ سروس میں نئے کردار شامل کریں تو یقیناً ناول منفرد ہو
جائیں گے۔ اور اگر ہو سکے تو لالنسر فائیو اور اس کی گرل فرینڈ کو بھی ضرور
سیکرٹ سروس میں شامل کریں مجھے یہ کردار بیحد پسند آئے ہیں۔

علی مردان صاحب! ناول کی پسندیدگی کا شکریہ! جہاں تک جولیا کے
ساتھ جانے کا تعلق ہے تو یہ خالصتاً عمران کی اپنی مرضی ہے کہ وہ کسے اپنے
ساتھ لے جانا پسند کرتا ہے۔ باقی رہا لالنسر فائیو اور اس کی گرل فرینڈ کو پاکیشیا
سیکرٹ سروس میں شامل کرنا تو میرے ذاتی خیال میں تو سیکرٹ سروس میں
شامل ہونے کا ان دونوں سے زیادہ حق بندر کپتان کا بنتا ہے جس کی وجہ
سے یہ دونوں کردار شکست کھانے پر مجبور ہو گئے۔

اب اجازت دیجیے۔

والسّلام

مظہر کلیم ایم۔اے

عمران نے چولہا بند کیا اور پھر ناشتے کو ٹرے میں رکھ
کر وہ ٹرے اٹھائے باورچی خانے سے نکل کر ڈرائنگ روم
کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کا حلیہ خاصا خراب ہو رہا تھا۔ ہاتھوں
اور کپڑوں پر بڑے بڑے دھبے تھے۔ منہ پر کئی جگہ کالک
لگی ہوئی تھی اور اس حالت میں وہ خاصا مضحکہ خیز لگ رہا
تھا۔ سلیمان کئی روز سے چھٹی پر اپنے گاؤں گیا ہوا تھا۔ اور
عمران کو صبح صبح اٹھ کر ناشتے کے لئے کسی ہوٹل کا رخ کرنا پڑتا
تھا۔ اس لئے آج عمران نے فیصلہ کیا کہ وہ ناشتہ خود
بنائے گا۔ کیونکہ اس کے خیال کے مطابق دنیا میں سب
سے آسان کام ناشتہ کی تیاری ہے۔ بس انڈے
نیم برشت کئے۔ توسوں کو سینک کر ان پر مکھن لگایا۔ دلیے
میں چینی اور دودھ ڈال کر ڈش تیار کی۔ اور پھر چائے کی کیتلی

چولہے پر چڑھا کر اس میں پانی ابالا۔ چائے کی پتی کے دو تین چمچے اس میں ڈالے۔ دودھ اور چینی ڈالی۔ اور بس ناشتہ تیار ہو گیا۔ لیکن اب جب کہ وہ ناشتہ تیار کر کے باورچی خانہ سے نکل رہا تھا۔ تو اب اس کا خیال قطعاً بدل چکا تھا۔ اب اس کے خیال کے مطابق دنیا میں سب سے مشکل کام ناشتہ تیار کرنا تھا۔ کیونکہ انڈے نیم برشت ہونے کی بجائے اس قدر پک گئے تھے کہ چٹانوں کا روپ دھار چکے تھے۔ چائے کا پانی ابل کر کئی بار اس کے ہاتھوں کو جلا چکا تھا۔ چینی کی بجائے وہ نمک ڈال بیٹھا تھا۔ اس لئے اُسے دوبارہ چائے بنانی پڑی۔ چولہا جلتے جلتے بند ہو جاتا تو جب تک وہ چولہے کو دوبارہ درست حالت میں لے آتا۔ چائے اس دوران ٹھنڈی اور بدمزہ ہو چکی ہوتی۔ توس یا تو کچے رہ جاتے یا پھر بالکل جل جاتے۔ دلیے میں دودھ زیادہ پڑ جاتا تو وہ دلیے کی ڈش کی بجائے دودھ کا گلاس بن جاتا اور کم دودھ ڈالتا تو دلیہ اس قدر گاڑھا ہو جاتا کہ جیسے آٹا گندھا ہوا ہو۔ اس لئے تقریباً دو گھنٹے کی زبردست مشقت کے بعد جب وہ ناشتہ تیار کرنے میں کامیاب ہوا تو اُسے خطرہ تھا کہ اگر اس ناشتے کی شکل کسی شریف آدمی نے دیکھ لی تو وہ اُسے انسان کی بجائے کسی جنگل سے مفرور جانور ہی سمجھے گا۔ لیکن اب چونکہ وہ بُری طرح تنگ آ چکا تھا۔ اس لئے بس جیسا بھی ناشتہ بنا تھا وہ اُسے ٹرے میں اٹھا کر نکل آیا تھا۔

" لاحول ولاقوۃ۔ اگر ناشتہ تیار کرنے میں اس قدر عذاب بھگتنا پڑتا ہے تو کھانے کے لئے کیا کرنا پڑتا ہوگا۔ یہ باورچی گیری تو ہماری جاسوسی سے بھی زیادہ مشکل کام ہے۔ میں خواہ مخواہ غریب سلیمان پر برستا رہتا ہوں۔ بس آج سے اس کی تنخواہ ڈبل ـــــ وہ تو واقعی مظلوم ہے" ـــــ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور ٹرے لا کر میز پر رکھی اور خود ہاتھوں پر لگے ہوئے دھبے صاف کرنے کے لئے باتھ روم کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا کہ کال بیل بجنے کی آواز سنائی دی۔ آواز مسلسل آ رہی تھی۔

" ارے کیا آفت آ گئی۔ ذرا ہاتھ دھو کر ناشتہ تو کرنے دو۔ اتنی مشکل سے تو یہ ناشتہ تیار کیا ہے" ـــــ عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔ لیکن گھنٹی تھی کہ مسلسل بجے جا رہی تھی اور آخر مجبوراً عمران کو باتھ روم جانے کی بجائے بیرونی دروازے کی طرف بڑھنا پڑا۔

" کیا مصیبت ہے" ـــــ عمران نے انتہائی جھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور دروازہ کھول دیا۔

" کیا تم بہرے ہو گئے ہو سلیمان۔ گھنٹی کی آواز نہیں سنتے" دروازے پر کھڑی ایک بوڑھی عورت نے عمران سے بھی زیادہ جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھوں پر موٹے شیشوں کی عینک لگی ہوئی تھی۔ اور لباس سے وہ متوسط طبقے کی بزرگ عورت لگ رہی تھی۔

"کیا بات ہے اماں۔ ویسے اس عمر میں بھی تمہاری انگلی میں اتنی قوت ہے کہ اتنی دیر تک مسلسل گھنٹی بجا سکتی ہو تو جوانی میں کیا ہوتا ہو گا" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ۔ تم کون ہو۔ کیا سلیمان کے نوکر ہو" ۔۔۔ بڑھیا نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں اس کا نوکر ہوں" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ خود کہاں گیا ہے" ۔۔۔ بڑھیا نے قدرے مایوس سے لہجے میں کہا۔

"صاحب دورے پر گیا ہوا ہے۔ آج انٹرنیشنل باورچی ایسوسی ایشن کی سالانہ میٹنگ ہے۔ اور وہ اس کا صدر ہے" ۔۔۔ عمران نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ پھر تو بڑا غضب ہو گیا آج تو آخری تاریخ ہے" بوڑھی اماں نے انتہائی مایوس لہجے میں کہا۔

"آخری تاریخ ہے ۔۔۔ کیا مطلب۔ کیا عزرائیل نے آپ کو موت کی باقاعدہ تاریخ دے رکھی ہے" ۔۔۔ عمران نے چونک کر کہا۔

"تم واقعی بہرے ہو۔ یہ سلیمان کو کیا سوجھی کہ تم جیسے احمق اور بہرے کو نوکر رکھ لیا اس نے۔ میں بجلی کے بل کی آخری تاریخ کہہ رہی ہوں۔ تم پتہ نہیں کیا کیا بکے جا رہے ہو" بڑھیا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"بجلی کا بل تو کیا سلیمان آپ کو بجلی فراہم کرتا ہے۔ واہ۔ اچھا سائیڈ بزنس ہے" ۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

"سلیمان بہت اچھا ہے۔ وہ نہ صرف میرا بل اپنے پاس سے ادا کرتا ہے بلکہ بینک میں جا کر بل ادا بھی کر آتا ہے۔ میں بوڑھی غریب عورت ہوں۔ یہاں سے دس فلیٹ دور رہتی ہوں ۔۔۔ میں خود تو جا کر لائن میں کھڑی نہیں ہو سکتی لیکن اب کیا ہو گا۔ آج اگر بل نہ بھرا گیا تو وہ بجلی والے آ کر بجلی کاٹ دیں گے اور پھر میرے پاس پیسے بھی نہیں ہیں" ۔۔۔ بڑھیا کا لہجہ واقعی گلوگیر ہو گیا تھا۔ اور اب بات عمران کی سمجھ میں آ گئی تھی۔

"تو کیا ہوا بوڑھی اماں۔ سلیمان صاحب نہیں ہیں تو کیا ہوا میں ان کا نوکر موجود ہوں۔ لائیے بل مجھے دیجئے میں ابھی جا کر بھر آتا ہوں" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"لیکن پیسے۔ وہ کہاں سے آئیں گے۔ میرے پاس تو نہیں ہیں۔ پورے چالیس روپے انچاس پیسے کا بل ہے" بوڑھی اماں نے شکستہ لہجے میں کہا۔

"آپ پیسوں کی فکر نہ کریں۔ میں نے صبح ہی سلیمان صاحب کی جیب سے پچاس روپے کا نوٹ اڑایا ہے۔ میرا تو خیال تھا آج جی بھر کر گول گپے کھاؤں گا۔ لیکن چلو گول گپے پھر کھا لوں گا۔ آپ کا بل بھر دیتا ہوں" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"لاحول ولا قوۃ۔ مجھے پہلے ہی تمہاری شکل دیکھ کر ہی اندازہ

ہو رہا تھا کہ تم چور لگتے ہو۔ پتہ نہیں سلیمان نے کیا دیکھ کر تمہیں
نوکر رکھ لیا ہے۔ اب چوری کی رقم سے بل بھرو گے۔ نہ میں
اپنی عاقبت کیوں خراب کر دوں۔ ٹھیک ہے کاٹ دیتے ہیں
تو کاٹ دیں۔ بجلی میں اندھیرے اور گرمی میں جی لوں گی۔ لیکن
چوری کی رقم سے بل بھرا جائے لاحول ولا قوۃ"۔۔۔ بوڑھی
اماں نے بڑے غصیلے لہجے میں کہا اور واپس مڑنے لگی۔

"ارے ارے۔ بوڑھی اماں۔ وہ تو میں مذاق کر رہا تھا۔
صاحب نے مجھے خود پیسے دیئے تھے۔ اور بتایا تھا کہ آپ
آئیں گی تو آپ کا بل بھرنا ہے"۔۔۔ عمران نے جلدی
سے کہا۔

"اچھا۔۔۔ دیکھا کتنا اچھا ہے سلیمان۔ اللہ تعالےٰ
اُسے جزا دے۔ سنجلے نے کتنے غریب اُسے دن رات
دعائیں دیتے ہیں۔ کتنے پیسے دیئے ہیں اس نے"
بوڑھی اماں نے اس بار خوش ہو کر کہا۔

"بتایا تو ہے۔ پچاس روپے دیئے ہیں"۔۔۔ عمران
نے زچ ہو کر جواب دیا۔ ویسے تو اب وہ دل ہی دل میں
ناشتے پر فاتحہ پڑھ چکا تھا۔

"لیکن بل تو چوالیس روپے اننچاس پیسے کا ہے"
بوڑھی اماں نے چونک کر کہا۔

"تو کیا ہوا۔ میں باقی رقم صاحب کو واپس کر دوں گا"
عمران نے کہا۔

"نہیں۔ تم شکل سے ہی اچکے لگتے ہو۔ تم نے اُسے رقم
واپس نہیں کرنی۔ تم پہلے باقی پیسے نکالو۔ میں خود اُسے دوں
گی۔ نکالو پانچ روپے اکاون پیسے۔ جلدی نکالو۔ اور ہاں تم
میرے ساتھ چلو۔۔۔ اور میرے سامنے بل بھرو۔ مجھے تم پر
قطعی اعتبار نہیں ہے"۔۔۔ بوڑھی اماں نے اس بار
تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"واہ۔۔۔ حساب میں تو کمپیوٹر سے بھی تیز ہو۔ اتنی
جلدی بقایا کا حساب لگا لیا۔ اب میرے پاس ٹوٹے
ہوئے پیسے نہیں ہیں۔ چلو بل بھر کر میں بل کے ساتھ ہی باقی
رقم بھی آپ کو دوں گا۔ اب تو آپ کی تسلی ہو گئی"۔۔۔ عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ تم میرے ساتھ چلو۔ بل بھرو اور بل اور باقی رقم
مجھے دو۔ تم پر میں ہرگز اعتبار نہیں کر سکتی"۔۔۔ بوڑھی
اماں نے سخت لہجے میں کہا۔

"اچھا۔ آپ اندر آ کر بیٹھیں۔ میں ناشتہ کر لوں۔ کپڑے
بدل لوں پھر آپ کے ساتھ چلتا ہوں"۔۔۔ عمران کو
آخر کار ہتھیار ڈالنے ہی پڑے۔

"یہ وقت ہے ناشتہ کرنے کا۔ کوئی ضرورت نہیں
ناشتہ کرنے کی۔ اور تم نوکر ہو۔ لاٹ صاحب تو نہیں ہو۔
کہ کپڑے بدل کر جاؤ گے۔ ایسے ہی چلو۔ چلو"۔۔۔ بوڑھی
اماں نے کہا۔

"اچھا چلو۔ آج پتہ نہیں صبح صبح کس کا منہ دیکھ لیا تھا"
عمران بڑبڑاتے ہوئے باہر نکل آیا۔

"آئینہ دیکھا ہوگا۔ تم سے زیادہ منحوس شکل اور کس کی ہو سکتی ہے" ــــ بڑھیا نے جواب دیا اور عمران اس کے خوب صورت جواب پر واقعی دل کھول کر ہنس پڑا۔ بڑھیا اس سے بھی دو ہاتھ آگے ثابت ہو رہی تھی۔

عمران نے دروازہ بند کیا۔ تالا لگا کر چابی وہیں دہلیز کے نیچے کھسکائی اور پھر سیڑھیوں کی طرف مڑ گیا۔

"ارے ارے۔ کہاں بھاگے جا رہے ہو۔ آہستہ چلو" بڑھیا نے تیز لہجے میں کہا۔

"تم نیچے آؤ۔ میں اتنی دیر میں کار نکال لوں" ــــ عمران نے جلدی سے کہا۔ اور پھر انتہائی تیزی سے سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے سڑک پر آ گیا۔ اس نے گیراج کا دروازہ کھول کر کار باہر نکالی تو اسی وقت بڑھیا آہستہ آہستہ سیڑھیاں اترتی ہوئی نیچے پہنچی ــــ کار دیکھ کر اس کے چہرے پر واقعی زلزلہ سا برپا ہو گیا تھا۔

"یہ ــــ یہ کس کی کار ہے" ــــ بڑھیا نے حیرت سے اس خوب صورت اور جدید ماڈل کی خوب صورت کار کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"تم اندر بیٹھو۔ اماں تمہیں آم کھانے سے مطلب ہونا چاہیے۔ گٹھلیاں گننے کا فائدہ" ــــ عمران نے بڑھیا کا

بازو پکڑ کر اسے سائیڈ سیٹ پر زبردستی بٹھاتے ہوئے کہا۔ اور پھر دروازہ بند کر کے وہ گھوم کر دوسری طرف آیا۔ اور سٹیرنگ پر بیٹھ گیا۔ دوسرے لمحے کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھی تو بڑھیا کے حلق سے چیخ نکل گئی۔

"ارے ارے۔ بچاؤ بچاؤ" ــــ یک لخت بڑھیا نے کوک بھری گڑیا کی طرح چیخنا شروع کر دیا۔ اور عمران نے یک لخت گھبرا کر بریک لگائی تو بڑھیا کا سر زور سے ونڈ سکرین سے جا ٹکرایا۔

"ارے خدا تمہارا بیڑہ غرق کرے۔ تمہاری قبر میں کیڑے پڑیں۔ میرا سر توڑ دیا۔ ہائے ہائے" بڑھیا نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ کر اسے کوسنا شروع کر دیا۔

"تو آرام سے بیٹھو ناں۔ یہ بچاؤ بچاؤ کیا تھا" ــــ عمران نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ آج تک دوسروں کو جھلاہٹ میں مبتلا کر دینے کا عادی رہا تھا۔ لیکن شاید زندگی میں پہلی بار اس بڑھیا کے ہاتھوں وہ خود جھلاہٹ میں مبتلا ہو گیا تھا۔

"ارے تمہیں کار چلانی تو آتی نہیں۔ بس بیٹھ گئے پہیہ ہاتھ میں پکڑ کر۔ اس طرح چلاتے ہیں کار۔ یک لخت بھگا دی۔ کسی دیوار میں مار دیتے تو تمہارا کیا جاتا۔ مجھ بوڑھی کی ہڈیاں ٹوٹ جاتیں۔ چلو نیچے اترو۔ ہم پیدل جائیں گے" ــــ بڑھیا

نے دروازہ کھولنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ لیکن عمران نے آہستہ سے کار آگے بڑھا دی۔

" اچھا اب آہستہ چلاؤں گا۔ تم فکر نہ کرو۔ سلیمان صاحب نے مجھے اس کار کا ڈرائیور رکھا ہے "——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ڈرائیور ——— اوہ تو تم ڈرائیور ہو۔ اور وہ بھی اس قدر خوب صورت کار کے۔ شکل دیکھی ہے اپنی۔ مجھے تو تم سڑکیں کوٹنے والے انجن کے ڈرائیور لگتے ہو "——— بڑھیا نے کہا۔ اور عمران نے ایک بار پھر دل کھول کر قہقہہ لگایا۔ آج واقعی سیر کو سوا سیر ٹکر گیا تھا۔

" میں نے تو اس سے بھی زیادہ خوب صورت کاریں چلائی ہیں۔ لیکن پھر نجانے کیا ہوتا ہے۔ وہ کاریں خود بخود کسی کھمبے۔ کسی دیوار یا کسی ٹرک سے جا کر ٹکرا جاتی ہیں۔ اور مجھے نئے سرے سے نوکری ڈھونڈھنی پڑتی ہے "۔ عمران نے کہا۔ وہ بھی اب لطف لینے لگا تھا۔

" ارے ارے۔ روکو۔ روکو۔ مجھے پہلے ہی خطرہ تھا "۔ بڑھیا ایک بار پھر چیخنے لگی۔

" زیادہ اونچی آواز میں نہ چیخو بوڑھی اماں۔ ورنہ کار کو اختلاجِ قلب ہو جائے گا۔ اور پھر اختلاج قلب ہو گیا تو اس کا نروس بریک ڈاؤن بھی ہو سکتا ہے "——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" اوہ اوہ۔ بریک ——— تمہارا مطلب ہے اس کی بریک نہیں ہے۔ اوہ۔ پھر یہ رکے گی کیسی۔ یا اللہ میں بیٹھے بٹھائے کس مصیبت میں پھنس گئی۔ اس سے تو اچھا تھا وہ بجلی ہی کاٹ جاتے "——— بڑھیا نے اب باقاعدہ خوف سے رونا شروع کر دیا۔

" ارے کار کی بریک کی بات نہیں کر رہا۔ نروس بریک ڈاؤن کہہ رہا تھا "——— عمران نے کہا۔

" وہ کیا ہوتا ہے "——— بڑھیا نے رونا بند کر کے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

" کاروں کی بیماری ہوتی ہے۔ میں صرف ڈرائیور ہی نہیں کاروں کا ڈاکٹر بھی ہوں "——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ اچھا اچھا۔ پھر ٹھیک ہے۔ میں بھی سوچ رہی تھی۔ کہ تمہاری شکل ڈنگر ڈاکٹروں سے ملتی جلتی ہے۔ لیکن یہ تم جا کہاں رہے ہو "——— اچانک بات کرتے کرتے بڑھیا نے چونک کر پوچھا۔ وہ حیرت سے ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔

" بل بھرنے "——— عمران نے جواب دیا۔

" ارے۔ تمہارا ستیاناس۔ یہ تم مجھے اغوا کر کے کہاں لے جا رہے ہو۔ بل بھرنے والا بنک تو قریب تھا۔ یہ تو تم کسی نئی سڑک پر آ گئے ہو "——— بڑھیا نے اس بار قدرے خوف زدہ لہجے میں کہا۔ اور عمران بڑھیا کی بات پر اس قدر

زور سے ہنسا کہ کار تیزی سے ڈولی اور سیدھی سامنے والے
ٹرک کی طرف بڑھی۔ اور بڑھیا کے حلق سے اس قدر خوفناک
چیخ نکلی کہ عمران واقعی گھبرا گیا۔ اور یقیناً اس گھبراہٹ میں
خوفناک ایکسیڈنٹ ہو جانا یقینی تھا۔ لیکن عمران نے
لاشعوری طور پر سٹیرنگ موڑ کر ٹرک سے ہونے والا ایکسیڈنٹ
بال بال بچا لیا۔

"کہاں ہے وہ بنک جہاں۔ یہ بل بھرا جاتا ہے"
عمران نے کار سیدھی کرتے ہوئے پوچھا۔

"وہ وہیں فلیٹ سے آگے۔ خدا کے لئے جلدی واپس
چلو۔ میرا تو خوف سے دم نکلا جا رہا ہے" ——— بڑھیا نے
روتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے ذرا آگے جا کر کار موڑ
لی اور پھر واپس چلنے لگا۔ گو اُسے ساری دنیا کی معلومات
رہتی تھیں۔ لیکن آج اُسے پتہ چلا تھا کہ اُسے تو یہ بھی معلوم
نہیں کہ بجلی کا بل بنک میں بھرا جاتا ہے اور وہ بنک فلیٹ
کے قریب ہے۔ تھوڑی دیر بعد عمران واپس فلیٹ کے
قریب پہنچ گیا۔ اور پھر بڑھیا کی رہنمائی میں وہ ایک عمارت
کے سامنے پہنچ ہی گیا جس پر بنک کا بڑا سا بورڈ لگا ہوا تھا۔

لیکن عمران نے دیکھا کہ وہاں ایک کھڑکی کے سامنے
لوگوں کی ایک لمبی قطار موجود تھی جو گھوم کر سڑک کی سائیڈ سے
ہوتی ہوئی نجانے کہاں تک چلی گئی تھی۔

"یہ لوگ یہاں کیوں قطار بنائے ہوئے کھڑے ہیں"

عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بل بھرنے کے لئے کھڑے ہیں۔ اور کس لئے کھڑے
ہیں۔ تم مجھے وہ پچاس کا نوٹ تڑوا کر بقایا دو۔ اور خود لائن
میں کھڑے ہو جاؤ۔ میں تو اتنی دیر یہاں نہیں ٹھہر سکتی۔ میں تو
واپس گھر جاؤں گی" ——— بڑھیا نے کہا۔

"ارے خدا کی پناہ۔ اس قدر لمبی لائن۔ ارے یہ تو سارا
دن لگ جائے گا ایک بل بھرتے بھرتے اور کھڑے کھڑے
ٹانگیں سوج جائیں گی۔ گردے فیل ہو جائیں گے" ——— عمران
نے کار کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

"تو اور کیا۔ تمہارا خیال تھا کہ بنک والے تمہارے
انتظار میں بیٹھے ہوں گے کہ تم کب آؤ اور وہ بل بھر دیں۔
یہ لو بل۔ لیکن وہ بقایا" ——— بڑھیا نے اپنی چادر کے
پلو کی گانٹھ کھول کر اس میں سے مڑا تڑا بل نکال کر عمران
کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"واہ۔ میں سلیمان صاحب کا نوکر ہوں۔ مجھے کیا ضرورت
ہے لائن میں لگنے کی" ——— عمران نے کہا۔ اور بل لے کر
تیزی سے بنک کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

"کیا بات ہے۔ بل بھرنا ہے" ——— دروازے پر
کھڑے مسلح چوکیدار نے ہاتھ اٹھا کر اُسے روکتے ہوئے
کہا۔ اس نے شاید عمران کے ہاتھ میں پکڑا ہوا بل دیکھ
لیا تھا۔

"ہاں" ـــــ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیا۔

"تو ادھر جا کر لائن میں کھڑے ہو جاؤ۔ ادھر کیوں منہ اٹھائے آ رہے ہو" ـــــ چوکیدار نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے لائن کی طرف اشارہ کر دیا۔

"مم ـــــ مگر میں تو سلیمان صاحب کا نوکر ہوں میں کیسے لائن میں کھڑا ہو سکتا ہوں" ـــــ عمران نے کہا۔

"سلیمان صاحب ـــــ وہ کون ہیں" ـــــ چوکیدار نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ارے تم سلیمان صاحب کو نہیں جانتے۔ کمال ہے اس کا نام سن کر تو بنک کا منیجر دس دفعہ سلام کرتا ہے۔ آخر وہ انٹرنیشنل کک ایسوسی ایشن کے صدر ہیں" ـــــ عمران نے جان بوجھ کر باورچی کی بجائے کک کا لفظ استعمال کیا تھا۔

"اچھا اچھا۔ ٹھیک ہے" ـــــ چوکیدار نے حسب توقع سمٹتے ہوئے کہا۔ انٹرنیشنل اور ایسوسی ایشن کے ساتھ صدر کے الفاظ ہی چوکیدار کے لئے کافی تھے۔

اور عمران مسکراتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اور سیدھا منیجر کے کمرے میں پہنچ گیا۔ وہاں چار پانچ کاروباری قسم کے افراد موجود تھے۔ اور منیجر ٹیلی فون پر کسی سے باتیں کر رہا تھا۔ عمران بڑے اطمینان سے جا کر صوفے پر بیٹھ گیا۔

"ارے ارے۔ کون ہو تم۔ کیا بات ہے" ـــــ منیجر نے چونک کر عمران کی طرف دیکھا جس کا حلیہ اور کپڑے دونوں ہی انتہائی مضحکہ خیز ہو رہے تھے۔

"مجھے سلیمان صاحب نے بھیجا ہے۔ یہ بل بھرنا ہے" عمران نے بڑے اطمینان بھرے انداز میں جواب دیا۔

"سلیمان صاحب ـــــ وہ کون ہیں" ـــــ منیجر نے بھی وہی سوال کیا جو چوکیدار نے کیا تھا۔

"ڈائریکٹر جنرل سنٹرل انٹیلی جنس سر رحمان کے لڑکے عمران کا باورچی ہے۔ اتنا تعارف کافی ہے یا مزید بھی کراؤں" عمران نے کہا۔

"کیا کیا ـــــ ڈائریکٹر جنرل سنٹرل انٹیلی جنس۔ اوہ اوہ کہاں ہے بل۔ دکھاؤ مجھے" ـــــ منیجر نے بوکھلا کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

اور عمران نے بل اور ساتھ ہی جیب سے پچاس کا نوٹ نکال کر اس کی طرف بڑھا دیا۔ اور منیجر بل اٹھائے خود باہر کی طرف بھاگ پڑا۔ اور عمران اس کی بوکھلاہٹ پر بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ کاروباری افراد جو کہ پہلے عمران کو دیکھ کر ناگوار سے انداز میں ہونٹ بھینچے بیٹھے تھے یکدم عمران کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"جناب آپ تو سر رحمان کے خاص آدمی ہوں گے میرا بھی ایک کام ہے جناب۔ اگر آپ کرا دیں تو میں آپ

کی خدمت کر دوں گا اور دعائیں بھی دوں گا" ۔۔۔ ایک موٹی
توند والے نے بڑے گھگھیائے ہوئے لہجے میں کہا۔
"آپ کو سر رحمان سے کام ہے۔ اچھا کیا کام ہے"
عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔
"جی میں۔ میرا صدر میں ہوٹل ہے۔ ہوٹل نشاط۔ بس جناب
وہاں نجانے کس طرح کوئی آدمی منشیات لے کر آ گیا۔ ا
جناب میرا چالان ہو گیا۔ آپ صاحب سے سفارش کر دیں
وہ چالان چھوڑ دیں۔ میں آپ کی خدمت کر دوں گا"
موٹی توند والے نے کہا۔
"ارے یہ کون سی بڑی بات ہے۔ یہ کام تو سر رحما
براہِ راست کرتے ہیں۔ میں روز دیکھتا ہوں۔ آپ ایسا
کریں۔ بڑے نوٹوں کا ایک بنڈل لیں۔ اور سیدھے
سر رحمان کے دفتر پہنچ جائیں باہر کھڑے چپڑاسی سے
کہیں کہ آپ سپرنٹنڈنٹ فیاض کی شکایت کرنے آئے
ہیں۔ یہ کوڈ ورڈ ہیں۔ اس سے سر رحمان سمجھ جائیں گے
کہ آپ ان سے چالان چھڑوانے کی بات کرنے آئے
ہیں۔ بس جب آپ سر رحمان کے سامنے پہنچیں تو.....
عمران یکدم بات کرتے کرتے رک گیا۔
"تو جناب" ۔۔۔ موٹی توند والے نے انتہائی بے چی
سے کہا۔
"بس یہی ایک خاص نقطہ ہے۔ آپ کو صرف ایک لف

بولنا ہو گا اور اس کے بعد رقم سر رحمان کی جیب میں
اور چالان پھٹ کر ردی کی ٹوکری میں" "لیکن جناب میں بھی
غریب آدمی ہوں" ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے
کہا۔
"اوہ اوہ۔ اچھا میں سمجھ گیا۔ آپ کی خدمت تو انتہائی
ضروری ہے" ۔۔۔ موٹی توند والے نے سر ہلاتے
ہوئے کہا۔ اور جلدی سے جیب سے پانچ پانچ سو کے
دو نوٹ نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیئے۔ عمران نے دونوں
نوٹ ہاتھ میں پکڑ لیے۔
"بس آپ نے جا کر نوٹوں کا بنڈل میز پر رکھنا ہے اور
کہنا ہے جناب میں اس سے زیادہ رشوت نہیں دے
سکتا۔ لفظ رشوت آپ ضرور استعمال کریں گے۔ یہ کوڈ ورڈ
ہے ۔۔۔ اگر آپ نے یہ لفظ استعمال نہ کیا تو پھر نہ صرف
آپ کا چالان نہیں پھٹے گا بلکہ سر رحمان آپ کو دفتر سے
بھی باہر نکال دیں گے۔ جب آپ رشوت کا لفظ لیں گے
تو پھر وہاں ایک زبردست ڈرامہ کھیلا جائے گا۔ سر رحمان
غصے کی شدت سے اٹھ کھڑے ہوں گے ۔۔۔ وہ آپ
پر چیخیں گے چلائیں گے اور کہیں گے کہ آپ رشوت دیتے
ہیں میں آپ کو گرفتار کرا دوں گا۔ لیکن آپ اپنے موقف پر
اڑے رہیں۔ بس ڈرامہ ختم۔ سر رحمان سمجھ جائیں گے کہ
آپ واقعی صحیح آدمی ہیں۔ چنانچہ پولیس واپس چلی جائے

گی اور آپ بھی ان کے ساتھ "۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"گگ ۔۔۔ گگ ۔۔۔ میں بھی پولیس کے ساتھ"

موٹی توند والے نے انتہائی خوف زدہ لہجے میں کہا۔

"تو آپ وہاں دفتر میں کیا بیٹھ کر آرام کرتے رہیں گے۔ جناب آپ کا کام ہو جائے گا تو آپ واپس تو جائیں گے بس کام ہو جائے گا"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور موٹی توند والے نے سر ہلا دیا۔

"کمال ہے بھائی۔ اس ملک میں رشوت لینے کے لئے کیا کیا ڈرامے کھیلے جاتے ہیں"۔۔۔ ایک اور آدمی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جی ڈرامے کھیلنے کے لئے رشوت لی جاتی ہے"

عمران نے کہا۔ اور وہ آدمی اس طرح سر ہلانے لگا جیسے عمران نے واقعی کوئی گہری بات کر دی ہو۔

اُسی لمحے منیجر واپس آیا۔ اور اس نے رسید اور بقایا رقم عمران کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا" اور کوئی حکم جناب میرے لائق"

"بس شکریہ"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور بل اور بقایا رقم لے کر تیزی سے باہر چل پڑا۔ ویسے وہ جاتے جاتے اس ہوٹل کے مالک کو دیکھ کر دل ہی دل میں بے اختیار ہنس پڑا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ یہ جیسے ہی سر رحمان کے سامنے رشوت کی رقم رکھے گا۔ اس کی باقی آدھی زندگی

لازماً جیل میں گزر جائے گی۔ اس نے جان بوجھ کر یہ ڈرامہ کھیلا تھا۔ تاکہ ہر کام رشوت دے کر کرانے والوں کو کچھ سبق تو بہرحال ملنا چاہیئے۔

بینک سے باہر آکر جب وہ کار تک پہنچا تو بڑھیا اُسے دیکھ کر غصے سے چیخ اٹھی۔

"ارے تم اندر کیوں چلے گئے تھے۔ خواہ مخواہ وقت ضائع کیا۔ اب تک لائن میں کچھ تو آگے پہنچ چکے ہوتے۔ تم نے سوچا ہو گا کہ تم لاٹ صاحب ہو کہ تمہیں لائن میں کھڑے ہونے کی ضرورت نہیں"۔۔۔ بڑھیا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"بوڑھی اماں۔ آخر میں سلیمان صاحب کا نوکر ہوں۔ سلیمان صاحب تمہارے بل کا منیجر کو کہہ گئے تھے۔ اس لئے جیسے ہی میں اندر گیا۔ منیجر نے بڑے ادب سے مجھے کرسی پیش کی۔ کوک کی بوتل پلائی"۔۔۔ عمران نے سٹیرنگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اچھا تو تم اندر بیٹھے بوتلیں پیتے رہے ہو۔ اور میں یہاں دھوپ میں سڑتی رہی ہوں۔ تمہیں شرم نہ آئی نوکر ہو کر بوتل پیتے ہوئے"۔۔۔ بڑھیا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"چلو اگر آپ ناراض ہو رہی ہیں تو میں آپ کو بوتل پلا دیتا ہوں۔ اور باقی ۔۔۔ نوسو ستانوے روپے میں رکھ لیتا ہوں"

عمران نے کار اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔

" نو سو ستانوے روپے ـــــ کیا مطلب "

بڑھیا نے بُری طرح چونک کر پوچھا۔

" وہ سلیمان صاحب منیجر کو کہہ گئے تھے کہ میرے نوکر کو بوتل پلا دینا۔ اور بوڑھی اماں کو میرے اکاؤنٹ سے ایک ہزار روپے دے دینا۔ چنانچہ میں نے بوتل پی۔ اور آپ کے لئے ایک ہزار روپے لے آیا۔ اب آپ بوتل پینا چاہتی ہیں تو میں تین روپے خرچ کر کے بوتل آپ کو پلا دیتا ہوں۔ باقی نو سو ستانوے روپے میرے" ـــــ عمران نے کار واپس فلیٹ کی طرف موڑتے ہوئے کہا۔

" ارے ارے۔ تم واقعی اچکے ہو۔ نکالو۔ وہ ایک ہزار روپے جلدی نکالو" ـــــ بڑھیا نے انتہائی غضب ناک لہجے میں کہا۔

" لیکن وہ بوتل" ـــــ عمران نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

" لعنت بھیجو بوتل پر۔ وہ ایک ہزار روپے نکالو" ـــــ بڑھیا نے غراتے ہوئے کہا۔ ایک ہزار روپے کی رقم کا سن کر وہ واقعی بپھر گئی تھی اور عمران نے جلدی سے پانچ پانچ سو روپے کے وہی دو نوٹ نکال کر بڑھیا کے ہاتھ پر رکھ دیئے۔ بڑھیا کا چہرہ خوشی سے انار کی طرح سرخ ہو گیا۔ اس نے بڑے اطمینان سے انہیں دو تین بار گنا پھر اُسے اپنی چادر کے پلو سے

باندھنے لگی۔

" ارے وہ بقایا۔ وہ کہاں ہے۔ اچھا تو تم اسے بھی ہضم کرنا چاہتے ہو۔ نکالو پانچ روپے اکاون پیسے" ـــــ بڑھیا کو اچانک بقایا رقم یاد آ گئی۔

" کمال ہے۔ اس عمر میں ایسی یادداشت کہ ایک پیسہ بھی کم یاد نہیں رہا۔ یہ لو" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے بل اور بقایا رقم اس کی طرف بڑھا دی۔ بڑھیا نے ساری رقم چادر کے پلو میں باندھ لی۔ اس دوران کار عمران کے فلیٹ کے سامنے پہنچ چکی تھی۔

" خدایا تو اپنے نیک بندے سلیمان کو اپنی عافیت میں رکھنا۔ خدایا سلیمان کو مجھ غریب کی مدد کرنے پر اجر دینا۔ اور خدایا سلیمان کو اس اچکے اور چور ڈرائیور کے شر سے بھی محفوظ رکھنا" ـــــ بڑھیا نے دعا کرتے کرتے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" اچھا تو میں اب چور بھی بن گیا اور اچکا بھی" ـــــ عمران نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا۔

" تو اور کیا سلیمان مجھے ملے گا تو میں اسے بتاؤں گی کہ یہ اچکا ساری رقم ہضم کر رہا تھا اور بوتل بھی اس نے مفت میں پی لی ہے" ـــــ بڑھیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور پھر کار سے نیچے اتر کر وہ جلدی جلدی آگے بڑھ گئی جیسے اُسے خطرہ ہو کہ اور کچھ دیر رک گئی تو عمران لازماً اس سے

سلیمان کی دی ہوئی رقم چھین لے گا۔ اور عمران مسکراتے ہوئے نیچے اترا۔ اس نے گیراج کھول کر کار اندر کی اور پھر گیراج بند کر کے وہ مسکراتا ہوا سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ لیکن جیسے ہی وہ دروازے کے سامنے پہنچا یک لخت چونک پڑا۔ کیونکہ فلیٹ کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور اندر سے جولیا اور سیکرٹ سروس کے دوسرے ساتھیوں کے ہنسنے بولنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

"یا اللہ رحم کر۔ بڑی مشکل سے ایک بڑھیا سے پیچھا چھوٹا ہے تو ایک اور بوڑھی میم سے واسطہ پڑنے والا ہے" عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے خاصی اونچی آواز میں کہا۔ تاکہ جولیا اور دوسرے ساتھی سن لیں۔ اور واقعی اس کی آواز سنتے ہی ڈرائنگ روم میں خاموشی سی چھا گئی۔ اور عمران مسکراتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

ہلکے نیلے رنگ کی کار جھیل کی طرف جانے والی سڑک پر درمیانی رفتار سے چلتی ہوئی آگے بڑھی جا رہی تھی۔ سٹیرنگ پر ایک درمیانے قد کا نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ جب کہ اس کے ساتھ والی سیٹ پر ایک نوجوان لڑکی بیٹھی تھی جس کے کانوں میں سنہرے رنگ کے بڑے بڑے بُندے کار کی رفتار کے ساتھ ساتھ آہستہ آہستہ لرز رہے تھے۔ لڑکی کے بال شانوں تک تھے۔ اور اس نے سلیٹی رنگ کی شلوار قمیض پہنی ہوئی تھی۔ جب کہ نوجوان کے جسم پر براؤن رنگ کے قیمتی کپڑے اور جدید تراش کا سوٹ تھا۔

"کچھ معلوم ہے عاطف سیلائی کس وقت پہنچے گی یہاں" لڑکی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"بس اتنا معلوم ہے کہ آج پہنچنے والی ہے۔ دیکھو کس

وقت آتی ہے" ——— نوجوان نے جس کا نام عاطف تھا۔ مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا بات ہے۔ تم سے بھی اب یہ باتیں چھپائی جانے لگی ہیں" ——— لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ بات نہیں ہے جو تم سوچ رہی ہو۔ آج کل کے حالات تو تم دیکھ رہی ہو۔ حکومت نے نگرانی انتہائی سخت کر دی ہے۔ قدم قدم پر چیکنگ ہو رہی ہے۔ حکومت کے خفیہ اداروں کے بے شمار افراد ہر جگہ پھیلے ہوئے ہیں۔ اس لیئے باس نے بھی رازداری کچھ زیادہ ہی اختیار کر لی ہے" ——— عاطف نے جواب دیا۔

"اوہ ہاں۔ واقعی حالات بہت ٹائٹ جا رہے ہیں لیکن ہماری سپلائی کو کیا خطرہ ہو سکتا ہے۔ یہاں کے سب اعلیٰ افسران تو ہماری مٹھی میں ہیں۔ لمبی لمبی رقمیں ان کے گھروں میں پہلے پہنچ جاتی ہیں" ——— لڑکی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اسی وجہ سے تو اب تک کسی نے ہم پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہیں کی۔ پھر بھی احتیاط اچھی ہوتی ہے" ——— عاطف نے جواب دیا۔ اور اُسی لمحے اس نے کار ایک بائی روڈ کی طرف موڑ دی۔

"ادھر کیوں جا رہے ہو" ——— لڑکی نے کار مڑتے ہی چونک کر پوچھا۔

"باس نے اڈہ بدل دیا ہے۔ اب اس نے فیصلہ کیا ہے کہ ہر روز نیا اڈہ ہو گا۔ اور بس اس اڈے کا صرف اُسی کو علم ہو گا جسے باس آگاہ کرے گا" ——— عاطف نے جواب دیا اور لڑکی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ایک بات پوچھوں عاطف بُرا تو نہیں مناؤ گے" اچانک لڑکی نے کہا۔ اور عاطف چونک پڑا۔

"بُرا اور تمہاری بات کا۔ ڈیئر رضیہ۔ یہ تم نے کیسے سوچ لیا" ——— عاطف نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور لڑکی جس کا نام رضیہ تھا بڑے دلکش انداز میں ہنس پڑی۔

"میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں عاطف کہ کیا اس تنظیم میں کام کر کے ہم اپنے ہی ملک کی جڑوں کو کھوکھلا نہیں کر رہے" رضیہ نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب ——— کیا کہنا چاہتی ہو تم" ——— عاطف نے بُری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ باس کا تعلق روسیاہ سے ہے۔ اور سیکنڈ باس کا تعلق ایب لینڈ کی ایجنسی حاد سے ہے۔ اس طرح تھرڈ باس کا تعلق کافرستان سے ہے۔ جب کہ ہمارا تعلق پاکیشیا سے ہے۔ اور یہ تینوں ملک مل کر پاکیشیا میں ناجائز اسلحے کے ڈھیر لگائے چلے جا رہے ہیں۔ روسیاہ والے یہ اسلحہ بھیجتے ہیں۔ حاد والے یہاں اس اسلحے کو استعمال

کرنے کا ٹارگٹ منتخب کرتے ہیں اور کافرستان والے اپنے ایجنٹوں کے ذریعے اس اسلحے سے یہاں بے گناہ افراد کی خون کی ہولی کھیلتے ہیں۔ اور یہ دھندہ روز بروز بڑھتا جا رہا ہے۔ کیا اس سے ہمارا ملک تباہ و برباد نہ ہو جائے گا" —— رفیہ کے لہجے میں بے پناہ سنجیدگی تھی۔

"شکر ہے۔ تم نے یہ باتیں میرے سامنے کی ہیں کسی اور کے سامنے نہیں کیں۔ ورنہ دوسرے لمحے ہم دونوں کی لاشیں کسی چوک پر پڑی نظر آتیں۔ پلیز رفیہ یہ باتیں اپنے ذہن سے کھرچ کر نکال دو۔ ہمیں ملک سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ تم تو اچھی طرح جانتی ہو۔ کہ میرے ساتھ اس ملک نے کیا سلوک کیا ہے۔ میرے بھائی کو یہاں کی پولیس پکڑ کر لے گئی اور پھر اس کی لاش واپس آئی۔ بے پناہ تشدد سے میرے بھائی نے دم توڑ دیا۔ حالانکہ اس کا قصور صرف اتنا تھا کہ وہ ایک طالب علم تنظیم کا عہدے دار تھا اور حکومت کے خلاف باتیں کرتا تھا اس کے بعد مجھ پر روزگار کے تمام دروازے بند ہو گئے۔ حالانکہ میں نے اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہے۔ میرا باپ ٹی بی کی وجہ سے خون تھوکتا مر گیا۔ اور میں اس کے علاج کے لئے رقم اکٹھی کرنے کے لئے دربدر ٹھوکریں کھاتا رہا میری چھوٹی بہن کو کالج جاتے ہوئے اغوا کر لیا گیا اور پھر ایک ہفتے بعد یہاں کے ایک وڈیرے کے ڈیرے سے اس کی لاش واپس کی گئی اس صدمے سے میری بوڑھی ماں مر گئی۔ جو مکان میری ماں نے ساری عمر اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ کاٹ کاٹ کر بنایا تھا۔ اس پر ایک بااثر آدمی نے قبضہ کر لیا اور میری نہ پولیس نے سنی نہ حکومت نے۔ میرے پاس رقم نہ تھی کہ میں خرچ کر کے اپنے مکان کا مقدمہ لڑتا۔ اس لئے میں بے یار و مددگار گلیوں میں دھکے کھاتا رہ گیا۔ اب دو صورتیں باقی رہ گئی تھیں کہ یا تو میں ڈاکو اور لٹیرا بن جاتا۔ یا پھر بھکاری۔ اور میں نے بھکاری بننے کی بجائے پہلا راستہ اختیار کر لیا۔ پھر میں نے اپنے باپ۔ بھائی۔ ماں۔ بہن کا بھرپور دل بھر کر انتقام لیا۔ میرے دل میں جو آگ بھڑک رہی تھی وہ کسی طور پر ٹھنڈی نہ ہو رہی تھی۔ میں چاہتا تھا کہ پاکیشیا کے ایک ایک آدمی کو گولیوں سے بھون ڈالوں۔ پورا ملک ہی تباہ کر دوں۔ اسی وجہ سے میری جرات۔ بہادری کے ہر طرف چرچے ہونے لگے۔ اور پھر باس کی نظریں مجھ پر پڑ گئیں اور نتیجہ یہ کہ میں اس تنظیم میں شامل ہو گیا۔ اب میری پشت پر تین طاقتور ملکوں کی ایجنسیاں ہیں اور اب جو کام ہو رہا ہے اس سے یقیناً میرا انتقام ضرور پورا ہو گا۔ اس ملک کی آخر کار اینٹ سے اینٹ بج جائے گی۔ یہاں کے ہر آدمی کو خون دینا ہو گا۔ اس ملک کو تباہ ہونا ہی پڑے گا" —— عاطف کا لہجہ اس قدر جذباتی تھا کہ رفیہ حیرت سے اُسے دیکھتی رہ گئی۔

"اوہ۔ تو تمہارے دل میں ملک کے خلاف اس قدر آگ بھری ہوئی ہے۔ لیکن عاطف ذرا سوچو کہ کیا ایسے واقعات کافرستان میں نہیں ہوتے رہتے۔ کیا اپ لینڈ اور روسیاہ والے سب فرشتے ہیں۔ کیا وہاں جبر و استحصال نہیں ہوا کرتا۔ میں مانتی ہوں کہ تمہارے ساتھ بہت زیادتیاں ہوئی ہیں۔ لیکن کیا یہ زیادتیاں پاکیشیا کے عوام نے کی ہیں۔ کیا انتقام لینے سے اس ملک سے جبر و استحصال ختم ہو جائے گا۔ تم اعلیٰ تعلیم یافتہ ہو۔ تمہیں یہ بات سوچنی چاہئیے تھی کہ یہ تمہارا اپنا ملک ہے۔ اس کی تعمیر و ترقی تمہاری تعمیر و ترقی ہے۔ تمہیں نوکری نہ مل رہی تھی تو کیا ہوا تم مزدوری بھی کر سکتے تھے۔ چھوٹی موٹی ملازمت بھی کر سکتے تھے۔ لیکن تم تو صرف ڈپٹی کمشنر بننا چاہتے تھے۔ اب تمہاری کیا حیثیت ہے۔ تم ڈاکو، لٹیرے، بدمعاش، غنڈے اور ملک کے غدار بن چکے ہو۔ بظاہر تمہارے پاس بے پناہ دولت ہے۔ نئے سے نئے ماڈل کی کاریں ہیں۔ کمرشل بزنس ہیں۔ کروڑوں کی جائیدادیں ہیں۔ اور تم بظاہر پاکیشیا کے انتہائی معزز شہری ہو۔ لیکن تم خود جانتے ہو کہ تم کیا ہو۔ کیا تمہارا ضمیر واقعی مردہ ہو چکا ہے۔ کیا تمہارے ضمیر میں کبھی کوئی خلش پیدا نہیں ہوئی" ——— رضیہ جب بولنے پر آئی تو بولتی چلی گئی۔

"لیکن تم پر آخر یہ بھوت کیسے سوار ہو گیا ہے۔ تم خود بھی تو اسی کشتی کی سوار ہو" ——— عاطف نے ہونٹ بھینچتے

ہوئے کہا۔

"میری بات چھوڑو۔ میں کیا ہوں کیا نہیں ہوں۔ میں تو صرف تمہاری محبت کی خاطر اس دھندے میں ملوث ہوئی ہوں۔ لیکن میرا ضمیر مجھے مسلسل لعنت ملامت کرتا آ رہا ہے۔
رضیہ نے جواب دیا۔

"سوری رضیہ۔ اب میں اتنا آگے نکل چکا ہوں کہ اب واپسی کا کوئی راستہ باقی نہیں رہا۔ اب تو اس دھندے سے نکلنے کا راستہ صرف موت ہے۔ اور میں فی الحال مرنا نہیں چاہتا۔ پھر میں خود تو یہ سارا دھندہ نہیں کرتا۔ میرا کام تو صرف سپلائی کی نگرانی کرنی ہے اور انہیں مخصوص گوداموں تک پہنچانا ہے۔ باقی ٹارگٹس اور ٹارگٹس پر عمل درآمد کا کام تو دوسرے لوگوں کا ہے اور دوسرے لوگ کیا کرتے ہیں اور کیوں کرتے ہیں اس سے مجھے کیا مطلب ہو سکتا ہے" ——— عاطف نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تمہاری مرضی۔ میں بہرحال تمہارے ساتھ ہوں اچھے وقت میں بھی اور برے وقت میں بھی"
رضیہ نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"بس آخری بار کہہ رہا ہوں کہ آئندہ اس قسم کے خیالات کا اظہار تو ایک طرف تصور تک تمہارے ذہن میں نہیں آنا چاہئیے۔ ورنہ مجھے اپنے ہاتھوں تمہیں گولی مارنی پڑے گی"
عاطف نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ

ہی اس نے کار ایک بڑی کوٹھی کے پھاٹک کی طرف موڑ دی۔
وہ اس وقت ایک رہائشی کالونی میں موجود تھے۔ پھاٹک پر کار
روک کر عاطف نے تین بار مخصوص انداز میں ہارن بجایا تو
پھاٹک خود بخود کھلتا چلا گیا۔ اور عاطف کار اندر لے گیا۔ یہ خاصی
بڑی اور وسیع کوٹھی تھی۔ برآمدے میں مشین گنوں سے مسلح
چار کرخت چہروں والے آدمی خاموش کھڑے تھے۔ عاطف
نے کار پورچ میں روکی اور پھر نیچے اتر آیا۔ دوسری طرف سے
رفیعہ بھی نیچے اتر آئی۔ اور پھر وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے
درمیانی راہداری سے گزر کر ایک بڑے کمرے میں داخل ہو
گئے۔ یہ کمرہ سٹنگ روم کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ یہاں بڑے
بڑے صوفے موجود تھے۔ اور ان میں سے ایک پر لمبے قد
اور دبلے پتلے جسم والا ایک روسیاہی بیٹھا ہوا تھا وہ شکل
وصورت سے کوئی انجینئر لگتا تھا۔ اس کے چہرے پر خاصے
موٹے شیشوں والی عینک تھی۔

" آؤ عاطف بیٹھو" ——— اس روسیاہی نے خشک لہجے
میں کہا۔ اور وہ دونوں اس کے سامنے والے صوفے پر مؤدبانہ
بیٹھ گئے۔

" نئی سپلائی کی وصولی کے لئے انتظامات مکمل کر لئے ہیں"
روسیاہی نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

" یس باس۔ گوداموں کو چیک کر لیا گیا ہے" ——— عاطف
نے جواب دیا۔

" گڈ۔ اس بار بہت بھاری اور قیمتی کھیپ آرہی ہے۔ اس
لئے اس بار تمہیں نگرانی بھی انتہائی سخت کرنی ہو گی" ——— باس
نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" آپ بے فکر رہیں باس" ——— عاطف نے جواب
دیا۔

" گڈ۔ یہ لو فائل۔ اس میں سپلائی کے متعلق تمام تفصیلات
موجود ہیں۔ تم نے اس بار پوائنٹ تھرٹی سے اسے لینا ہے۔
اور پھر گودام میں پہنچا کر مجھے رپورٹ دینی ہے" ——— باس
نے سامنے میز پر رکھی ہوئی ایک سرخ رنگ کی فائل اٹھا کر
عاطف کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

" یس باس۔ کیا راستے میں چیکنگ کے سلسلے میں تمام
انتظامات مکمل کر لئے گئے ہیں" ——— عاطف نے فائل لے
کر اسے جیب میں ڈالتے ہوئے پوچھا۔

" جب فائل تمہارے حوالے کی جاتی ہے تو تمام انتظامات
پہلے ہی مکمل کر لئے جاتے ہیں۔ لیکن پھر بھی تم نے محتاط رہنا
ہے۔ ہو سکتا ہے کسی کی حب الوطنی اچانک جاگ پڑے۔
ایسی صورت میں تم جانتے ہو تمہاری کیا ذمہ داری ہوتی ہے"
باس نے کرخت میں کہا۔

" یس باس ——— فوری صفایا" ——— عاطف نے جواب
دیا۔ اور باس نے سر ہلا دیا۔

" یہ سپلائی رات کو کسی وقت گوداموں تک پہنچے گی۔ اور

میں اس وقت ڈیوٹی پر ہوں گا۔ تم نے مجھے وہاں فون کر کے رپورٹ دینی ہے۔ تم نے فون پر مجھے صرف اتنا کہنا ہے کہ قرض کی رقم کا بند وبست ہو گیا ہے"۔ ـــــــ باس نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس"۔ ـــــــ عاطف نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"باس۔ آپ یہ سخت نوکری کیوں کرتے ہیں"۔ ـــــــ رضیہ نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"مس رضیہ۔ جس کام میں ہم ملوث ہیں یہ انتہائی سخت کام ہے۔ ہر قسم کے شک وشبہ سے بالاتر رہنے کے لئے ہمیں ہر قسم کا کام کرنا پڑتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ آج تک ہم پر کسی کو شک نہ ہو سکا ہے۔ میں مل میں انجینئر ہوں۔ عاطف بزنس کرتا ہے تم عاطف کی لیڈی سیکرٹری ہو۔ اسی طرح مطلوب مل میں مزدوری کرتا ہے اور افراسیاب ٹیکسی چلاتا ہے۔ اور بھی سب کارندے کوئی نہ کوئی کام کرتے ہی ہیں"

باس نے جواب دیا۔ اور رضیہ نے سر ہلا دیا۔ جیسے بات اس کی سمجھ میں آ گئی ہو۔

"او۔ کے باس۔ اب مجھے اجازت دیجئے"۔ عاطف نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"یس۔ پوری احتیاط کرنا"۔ ـــــــ باس نے کہا۔ اور عاطف او۔ کے کہہ کر بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔ رضیہ

نے بھی اٹھ کر باس کو سلام کیا اور پھر وہ بھی عاطف کے پیچھے کمرے سے باہر نکل آئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں کار میں بیٹھے دوبارہ شہر جانے والی سڑک پر رواں دواں تھے۔

"سنجانے یہ اسلحہ اب کہاں تباہی پھیلائے گا۔ سنجانے کس ندر بے گناہ لوگ مارے جائیں گے۔ سنجانے کتنے گھرانے باہ ہو جائیں گے"۔ ـــــــ رضیہ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ یکن عاطف نے نہ ہی کوئی جواب دیا اور نہ اس کی طرف مڑ کر یکھا وہ ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا رہا۔

"تمہیں کہاں اتاروں رضیہ"۔ ـــــــ شہر پہنچ کر عاطف نے پوچھا۔

"میرے فلیٹ پر اور کہاں"۔ ـــــــ رضیہ نے کہا۔ اور اطف نے سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار ایک سڑک پر بنے ہوئے اپارٹمنٹس کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔ اور عاطف نے انجن بند کیا اور نیچے اتر آیا۔ رضیہ بھی باہر آ گئی۔

"کیا تم بھی آؤ گے فلیٹ میں"۔ ـــــــ رضیہ نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں۔ آج کی ساری رات مصروف رہنا پڑے گا۔ اس لئے میں سوچ رہا ہوں کچھ دیر آرام ہی کر لوں"۔ ـــــــ عاطف نے کہا اور رضیہ نے مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا۔ لفٹ کے ریعے وہ دونوں چند ہی لمحوں میں چوتھی منزل پر پہنچ گئے۔ نیہ نے پرس سے چابی نکال کر ایک اپارٹمنٹ کا دروازہ کھولا۔

اور وہ دونوں اندر داخل ہو گئے۔ یہ تین کمروں کا لگژری فلیٹ تھا جسے انتہائی خوب صورت انداز میں سجایا گیا تھا۔

"چائے کا ایک کپ تو پلوا دو" ـــــ عاطف نے اندر داخل ہوتے ہی ایک کرسی پر آرام کرنے کے سے انداز میں لیٹتے ہوئے کہا۔

"ابھی بنا لاتی ہوں" ـــــ رضیہ نے کہا۔ اور تیزی سے کچن کی طرف بڑھ گئی۔ اس کے کچن میں جاتے ہی عاطف پھرتی سے اٹھا اور اس نے کوٹ کی جیب سے ایک چھوٹا سا بٹن نکالا۔ اور سائیڈ میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر اس نے جلدی سے اس کے ماؤتھ پیس کا ڈھکن کھولا۔ اور اس بٹن کو جس کے نیچے چپکنے والی ٹیپ لگی ہوئی تھی۔ ایک پتی کے اوپر رکھ کر دبایا تو وہ بٹن اس پتی کے ساتھ چپک گیا اس نے جلدی سے بٹن کے درمیانی حصے پر انگلی رکھ کر اسے مخصوص انداز میں دبا دیا۔ اور پھر ماؤتھ پیس کا ڈھکن بند کر کے رسیور دوبارہ کریڈل پر رکھا اور کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد رضیہ چائے کے دو کپ اٹھائے کمرے میں آئی اور اس نے ایک کپ عاطف کی طرف بڑھا دیا۔ عاطف نے کپ اس کے ہاتھ سے لیا اور آہستہ آہستہ چسکیاں لینے لگا

"کیا بات ہے۔ آج تم ضرورت سے کچھ زیادہ ہی سنجیدہ نظر آ رہے ہو" ـــــ رضیہ نے دوسرا کپ ہاتھ میں اٹھائے ہوئے ایک کرسی پر بیٹھ کر پوچھا۔

"کوئی خاص بات نہیں ہے۔ بس کام کے بارے میں سوچ رہا تھا" ـــــ عاطف نے چسکی لیتے ہوئے مسکرا کر جواب دیا۔

"نہیں۔ کوئی اور بات ہے۔ ورنہ ایسی سپلائیاں تو اکثر آتی رہتی ہیں تمہارے لئے تو یہ معمول کا کام ہے" ـــــ رضیہ نے کہا۔

"اس بار باس نے زیادہ سخت نگرانی کا کہا ہے۔ اس لئے بہر حال تمہیں فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے" عاطف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اگر میری باتوں سے تم رنجیدہ ہوئے ہو تو میں معافی مانگ لیتی ہوں" ـــــ رضیہ نے کہا۔

"ارے نہیں ڈیئر۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ تم مجھ سے غداری نہیں کر سکتیں۔ اور باس بھی اس بات کو اچھی طرح جانتا ہے۔ ورنہ شاید تم اب تک دس بار قبر میں پہنچ چکی ہوتیں" ـــــ عاطف نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور رضیہ بے اختیار جھرجھری لے کر رہ گئی۔

"او کے۔ اب میں چلتا ہوں مجھے ایک اور ضروری کام یاد آ گیا ہے۔ کل صبح دفتر میں ہی ملاقات ہو گی۔ پھر ہم جشن کا کوئی خاص پروگرام بنائیں گے" ـــــ عاطف نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ضرور ضرور" ـــــ رضیہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور

عاطف مسکراتا ہوا مڑا اور دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ اس نے جاتے ہوئے دروازہ بند کر دیا تھا۔ لیکن رفیعہ کے ہونٹ بھنچ گئے تھے اور اس کی پیشانی پر شکنیں سی پھیل گئی تھیں۔ عاطف کا رویہ پہلے سے یکسر بدل گیا تھا۔ اس نے جاتے ہوئے اُسے خدا حافظ بھی نہ کہا تھا۔ اس طرح اٹھ کر چلا گیا تھا جیسے وہ یکسر اجنبی ہو۔ لیکن رفیعہ اُسی طرح خاموشی سے بیٹھی چائے پیتی رہی۔ چائے کا کپ خالی کر کے وہ اٹھی۔ اور اس نے میز پر رکھا ہوا عاطف کا خالی کپ اٹھایا اور دوبارہ کچن کی طرف بڑھ گئی۔ اس کے ذہن میں ایک بھونچال سا آیا ہوا تھا۔ وہ کافی عرصے سے عاطف کے ساتھ تھی۔ اور اُسے عاطف کے اصل بزنس کا پوری طرح علم تھا۔ لیکن آج سے پہلے اس نے کبھی اس بات کی پرواہ نہ کی تھی لیکن کل اچانک ایک کام کے سلسلے میں اُسے دوسرے شہر جانا پڑ گیا جہاں کل بہت بڑا فساد ہوا تھا۔ اس شہر کے رہنے والے دو گروپوں کے درمیان یہ فساد اس قدر شدت سے پھیلا تھا کہ اس نے شہر کی کئی کالونیوں کو لپیٹ میں لے لیا تھا اور پھر فوج نے آکر بڑی مشکل سے اس سارے علاقے پر کنٹرول کیا تھا۔ لیکن رفیعہ نے جو حالات وہاں دیکھے تھے اس نے اس کے ضمیر کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا۔ اور اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ عاطف سے بات کرے گی۔ چنانچہ اس نے عاطف سے بات کی۔ لیکن اب اُسے اندازہ ہو گیا تھا کہ عاطف سے

بات کر کے واقعی اس نے غلطی کی ہے۔ عاطف اس دھندے یں بہت آگے تک چلا گیا تھا۔ وہ واپس نہیں آسکتا۔ بلکہ اب وہ رفیعہ سے بھی کھٹک گیا تھا۔ اس لئے اس کا رویہ رفیعہ سے انتہائی سرد مہری کا ہو گیا تھا اور کم از کم رفیعہ یہ بات برداشت نہ کر سکتی تھی۔ وہ عاطف کو اس قدر چاہتی تھی کہ وہ اس کا بگڑا ہوا موڈ بھی برداشت نہ کر سکتی تھی۔ لیکن اس کا ضمیر اُسے بار بار جھنجھوڑ رہا تھا کہ اُسے بے گناہ افراد کے تحفظ کی غرض سے کچھ کرنا چاہیئے۔ لیکن وہ کیا کر سکتی ہے۔ یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آرہی تھی۔ اُسے اچھی طرح معلوم تھا۔ کہ یہاں کی پولیس کے چھوٹے سے لے کر بڑے افسر تک سب کو تنظیم کی طرف سے باقاعدہ لمبی رقمیں ملتی ہیں۔ اس لئے بجائے اس کے وہ کارروائی کریں انہوں نے عاطف کو اطلاع کر دینی ہے۔ اور پھر عاطف اُسے خود گولی مار دینے سے بھی باز نہ رہے گا۔ وہ یہ بھی چاہتی تھی کہ عاطف کو بھی کوئی گزند نہ پہنچے اور کسی طرح اس تنظیم کا بھی خاتمہ ہو جائے۔ لیکن کوئی صورت اس کی سمجھ میں نہ آرہی تھی۔ اچانک یک خیال اس کے ذہن میں کوندے کی طرح لپکا۔ اُسے نی کلاس فیلو ثریا یاد آگئی۔ ثریا سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر نزل سر رحمان کی بیٹی تھی۔ اور رفیعہ کو تو اپنے والد اور والدہ لی ایک ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو جانے کے بعد تعلیم چھوڑ کر مروس جائن کرنی پڑ گئی تھی۔ لیکن ثریا کے ساتھ اس کے

تعلقات موجود تھے۔ کبھی کبھار سہرا ہے ان کی ملاقات ہو جا
تو وہ کئی کئی گھنٹے ریستوران میں بیٹھی گپیں لگاتی رہتی تھیں۔ ثریا
کبھی اکیلی گھر سے نہ نکلتی تھی۔ اس کے ساتھ ان کا پرانا ملازم
بابا ہوتا تھا۔ اُسے خیال آیا تھا کہ وہ ثریا کو فون کر کے اُسے
ساری بات بتا دے تاکہ وہ اپنے باپ کو کہہ کر اس تنظیم کا
خاتمہ کر دے۔ لیکن پھر اس نے یہ خیال بدل دیا۔ کیونکہ اُسے
معلوم تھا کہ اس طرح عاطف ٹارگٹ میں آجائے گا۔ اور وہ
سر رحمان کی عادات جانتی تھی۔ انہوں نے کسی کو بھی نہیں بخشا
پھر آخر وہ کیا کرے۔ یہی سوچتے سوچتے وہ واپس آ کر کرسی
بیٹھ گئی۔ لیکن کوئی صحیح بات اس کی سمجھ میں نہ آرہی تھی۔ اچانک
اس کے ذہن میں ثریا کے بھائی عمران کی شکل ابھری اور
وہ بیٹھے بیٹھے مسکرا دی۔ اُسے یاد آگیا تھا کہ ثریا کے ساتھ کئی
بار اس کی عمران سے ملاقاتیں ہو چکی ہیں۔ وہ بے حد شرارتی او
مسخرہ سا نوجوان ہے۔ جسے اس کی انہی عادات کی وجہ سے
سر رحمان نے گھر سے نکالا ہوا ہے۔ اور ثریا نے ایک
اُسے بتایا تھا کہ عمران یہاں کی کسی جاسوسی ایجنسی کے لئے کام
کرتا ہے۔ اُسے عمران کی طبیعت سے بھی واقفیت تھی۔ و
لازماً اس کی بات مان جائے گا۔ کہ عاطف کو کوئی گزند نہ پ
اور اگر عمران کچھ نہ کر سکا تو کم از کم اس کے ضمیر کی خلش تو دو
جائے گی۔ چنانچہ یہ سوچ کر اس نے عمران کا فون نمبر معلوم
کرنے کے لئے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھایا لیکن پھر وہ ر

گئی۔ فون کرنا بے سود تھا۔ ہو سکتا ہے عمران اس کا نام ہی بھول گیا
ہو۔ اس نے یہی فیصلہ کیا کہ کل کوئی وقت نکال کر وہ اس کے فلیٹ
میں جائے گی تاکہ اس سے تفصیلی بات ہو سکے۔ لیکن اس نے
فیصلہ کر لیا تھا کہ پہلے وہ چیک کرے گی کہ عمران اس قابل بھی
ہے کہ اس سے اتنی بڑی بات کی جائے۔ اگر اس نے اُسے
قابل سمجھا تو بات کرے گی ورنہ واپس آجائے گی۔ یہ فیصلہ کر
کے اُسے اطمینان ہو گیا اور وہ اٹھ کر بیڈ روم کی بڑھ گئی۔

"پتہ تم بوڑھی میم کسے کہہ رہے تھے" ——— عمران کے
ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہی سامنے بیٹھی ہوئی جولیا نے
غراتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے بوڑھی کو ہی کہا جاسکتا ہے۔ بڑی مشکل سے ناشتہ
تیار کیا تھا کہ بڑھیا بجلی کا بل لے کر آن ٹپکی۔ اب خدا خدا کر کے
اس سے پیچھا چھڑوایا ہے تو ......" ——— عمران نے صوفے
پر بیٹھتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے جان بوجھ کر فقرہ نامکمل
چھوڑ دیا۔

"عمران صاحب۔ کم از کم گھر آئے مہمانوں کا تو کچھ خیال کر لیا
کریں" ——— صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا تو تم مہمان ہو۔ واہ واقعی یہ تو خوش نصیبی کی بات ہے
اللہ تعالیٰ کتنا رحیم ہے۔ سلیمان چھٹی پر چلا گیا ہے تو

اللہ تعالیٰ نے مہمان بھیج دیئے ہیں کہ خود بھی کھائیں گے۔ اور
تمہیں بھی کھلائیں گے۔ ارے ہاں۔ میں نے سنا ہے جولیا
ناشتہ بنانے میں ایکسپرٹ ہے" ——— عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے کیا ضرورت پڑی ہے تمہارے لئے ناشتہ بنانے
کی۔ اور تم مہمانوں کو نوکر سمجھ رہے ہو" ——— جولیا نے
پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"تو اور کیا۔ نوکر وہ ہوتا ہے جو حکم مانے اور جو بہت زیادہ
مانے اُسے مہمان کہتے ہیں یعنی بڑا نوکر یا انتہائی فرمانبردار نوکر"
عمران نے فلسفہ بگھارتے ہوئے کہا۔

"مہمان کیسے فرمانبردار نوکر ہو گیا یہ منطق میری سمجھ میں تو نہیں
آئی" ——— کیپٹن شکیل نے پہلی بار بولتے ہوئے کہا۔ جولیا
کے ساتھ صفدر اور کیپٹن شکیل تھے۔

"مہا جانتے ہو کسے کہتے ہیں" ——— عمران باقاعدہ
سمجھانے پر اتر آیا۔

"ہاں۔ مہا بڑے کو کہتے ہیں" ——— کیپٹن شکیل نے
جواب دیا۔

"گڈ۔ اب یہ بھی بتا دو کہ مان کسے کہتے ہیں۔ چلو میں بتا دیتا
ہوں۔ مان کا مطلب ہے ماننے والا۔ مہمان دو حروف پر مشتمل
لفظ ہے۔ یعنی مہا اور مان۔ مہا مخفف ہو کر مہہ بن گیا۔ اس طرح
مہمان کا معنی ہوا بہت ماننے والا۔ اور جو بہت مانتے ہیں اُسے

نوکر ہی کہتے ہیں" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ اور اس کی اس نرالی منطق پر صفدر اور کیپٹن شکیل کے ساتھ جولیا بھی ہنس پڑی۔

"تم سے باتوں میں جیتنا ممکن ہی نہیں ہے۔ اب کہاں کی کوڑی لے آئے ہو" ـــــ جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ دور کی نہیں نزدیک کی کوڑی ہے۔ بالکل سامنے والے صوفے کی۔ ویسے ایک بات ہے کوڑی کا لفظ بھی بڑا معنی خیز ہے۔ یہ کرڑی کا مخفف بھی ہو سکتا ہے اور کوڑھی کا بھی" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اس بار جولیا نے تو برا سا منہ بنا لیا لیکن صفدر اور کیپٹن شکیل ایک بار پھر ہنس پڑے۔

اُسی لمحے کال بیل بجنے کی آواز آئی۔

"ارے کہیں وہ بڑھیا دوبارہ نہ آن ٹپکی ہو سوئی گیس کا بل اٹھائے۔ مجھے معلوم ہوتا کہ سلیمان کے چھٹی جانے پر اس طرح کی بڑھیاؤں سے واسطہ پڑے گا تو اس کی بجائے میں خود چھٹی چلا جاتا" ـــــ عمران نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

کال بیل ایک بار پھر بجی اور عمران منہ بناتا ہوا اٹھا۔

"میں دیکھتا ہوں" ـــــ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"بل بھرنے کے ساتھ ساتھ یقیناً تم بھی دے دینا وہ اعتبار نہیں کرے گی تم پر" ـــــ عمران نے پیچھے سے ہانک لگائی۔

اُسی لمحے دروازہ کھلنے اور پھر ایک نوجوان نسوانی آواز سنائی دی وہ عمران کو پوچھ رہی تھی۔

"عمران صاحب موجود ہیں" ـــــ صفدر کی آواز جواب میں سنائی دی۔ اور جولیا نسوانی آواز سن کر چونک گئی۔ اس کے ساتھ ہی وہ اس طرح سیدھی ہو کر بیٹھ گئی جیسے شیرنی خطرے کی بُو سونگھ کر مستعد ہو جاتی ہے۔

چند لمحوں بعد ڈرائنگ روم کے دروازے پر ایک نوجوان اور خوب صورت مقامی لڑکی نظر آئی۔ اس نے انتہائی خوبصورت لباس پہنا ہوا تھا۔

"آئیے آئیے تشریف لائیے۔ زہے نصیب۔ کمال ہے۔ ایک بل بھرنے سے اس قدر کایا پلٹ۔ واہ مجھے معلوم ہوتا تو میں جولیا کے فلیٹ کی بجلی کا بل بھی بھر دیتا" ـــــ عمران نے اٹھ کر کہا۔ اور جولیا جو عمران کے منہ سے پہلے بڑھیا کی کہانی سن چکی تھی۔ بری طرح ہونٹ بھینچ کر رہ گئی۔ وہ عمران کا طنز بخوبی سمجھ گئی تھی۔

"جی میرا نام رضیہ ہے اور میں آپ کی بہن ثریا کی سہیلی ہوں" آنے والی نے مسکراتے ہوئے عمران سے براہِ راست مخاطب ہو کر کہا۔ اور اب عمران نے بھی اُسے پہچان لیا۔ کیونکہ وہ ثریا کے ساتھ اُس سے دو تین بار پہلے بھی مل چکا تھا۔

"اچھا تو آپ آ ہی گئیں۔ مجھے ثریا نے کہا تھا۔ لیکن میں تو اُسے مذاق سمجھا تھا۔ بہرحال آئیے تشریف رکھیئے۔ یہ

مس جولیانا فٹرواٹر ہیں۔ یہ صفدر سعید ہیں اور یہ کیپٹن شکیل۔ مس
جولیانا فٹرواٹر بھی اسی مقصد کے لئے تشریف لائی ہیں جس مقصد
کے لئے آپ آئی ہیں۔ اب یہ تو قسمت کی بات ہے اس کے
فیصلے تو آسمانوں پر ہوتے ہیں" ——— عمران نے کہا۔

"جی ——— کیا مطلب۔ ثریا نے کہا تھا۔ کیا کہا تھا۔ میں آپ
کی بات نہیں سمجھی" ——— رضیہ نے بڑی طرح چونکتے
ہوئے کہا۔ وہ آگے بڑھ کر صوفے پر بیٹھ گئی تھی۔ لیکن جولیا
کے چہرے پر یک لخت زلزلے کے سے آثار پیدا ہو گئے
تھے۔ وہ انتہائی کینہ توز نظروں سے رضیہ کو دیکھنے لگی۔ رضیہ
تو عمران کی بات نہ سمجھی تھی لیکن جولیا عمران کا اشارہ بخوبی
سمجھ گئی تھی۔ اُسے یقین آ گیا تھا کہ عمران کی بہن ثریا اپنی سہیلی
رضیہ سے عمران کا رشتہ کرنا چاہتی ہے۔ اس لئے اس
نے کسی بہانے سے عمران کے فلیٹ میں بھیج دیا ہے اور
عمران جس طرح اب اس پر ریشہ خطمی ہو رہا تھا۔ اس سے جولیا
کے ذہن میں دھماکے سے ہونے لگے تھے۔

"ثریا نے آپ کی بڑی تعریفیں کی تھیں۔ کہ آپ بہت سگھڑ
ہیں۔ سلیقہ مند ہیں۔ امور خانہ داری کا بھی وسیع تجربہ رکھتی ہیں
لباس کے انتخاب کا بھی سلیقہ آپ کو آتا ہے۔ آپ فلیٹ
کو جنت بنانے کی بھی ماہر ہیں وغیرہ وغیرہ" ——— عمران کی
زبان چل پڑی۔ اور رضیہ اس طرح ہونٹ چبانے لگی جیسے
اُسے احساس ہو رہا ہو کہ وہ کسی غلط جگہ پر آ گئی ہے۔

"آپ کی باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں۔ بہر حال آئی۔ ایم۔ سوری۔
میں نے آپ کو ڈسٹرب کیا۔ میں پھر آؤں گی" ——— رضیہ نے
ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"تم کیوں جاؤ گی۔ تم تو یہاں مستقل رہنے کی نیت سے آئی
ہو۔ ہم چلے جاتے ہیں۔ اٹھو صفدر اور شکیل چلیں۔ ہر شخص
اپنی حیثیت اور سوچ سے آگے نہیں جا سکتا۔ گھٹیا لوگ گھٹیا
ہی رہتے ہیں۔ چاہے وہ کتنا ہی اپنے آپ کو اعلیٰ پوز کرنے
کی کوشش کریں" ——— جولیا نے ایک جھٹکے سے اٹھتے
ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔ اور تیزی سے بیرونی
دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

"واہ۔ اسے کہتے ہیں قسمت۔ ایک کھلاڑی اگر بغیر مقابلے کے
ہی واک آؤٹ کر جائے تو دوسرے کی جیت یقینی ہو جاتی
ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا

"مجھے آپ لوگوں کی باتیں سمجھ میں نہیں آ رہیں۔ میں تو ایک
انتہائی ضروری کام سے آئی تھی۔ لیکن یہاں کا ماحول دیکھ کر
مجھے افسوس ہو رہا ہے آپ لوگ نجانے کس چکر میں ہیں"
رضیہ نے پھنکارتے ہوئے کہا۔ اور پھر اٹھ کر وہ اس قدر
تیزی سے دروازے کی طرف بڑھی جیسے قیامت اس کا
پیچھا کر رہی ہو۔

"ٹھہرو" ——— اچانک دروازے کے سامنے کھڑی
جولیا نے کرخت لہجے میں رضیہ کو روکتے ہوئے کہا۔ اور

رضیہ چونک کر رک گئی۔

"تم کس کام کی غرض سے آئی تھی"۔۔۔۔ جولیا نے اُسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم سے مطلب۔ تم لوگوں کو ملک کی فکر ہی نہیں ہے۔ اور ہاں۔ تم تو غیر ملکی ہو۔ تمہیں کیا دلچسپی ہوسکتی ہے۔ البتہ مجھے افسوس تو ان لوگوں پر ہے کہ ملک پر قیامت ٹوٹ رہی ہے۔ اور یہ بیٹھے اس طرح گپیں ہانک رہے ہیں جیسے۔ بہرحال ٹھیک ہے جب ملک کا مقدر یہی ٹھہرا تو میں کون ہوتی ہوں دخل دینے والی"۔۔۔۔ رضیہ نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ اور تیزی سے آگے بڑھی۔ جیسے وہ جولیا کو زبردستی ایک طرف ہٹا کر۔۔۔۔ باہر نکل جاتے گی۔ لیکن اس کے منہ سے نکلے ہوئے ان فقروں نے پوری محفل کو چونکا دیا تھا۔

"مس رضیہ۔ پلیز وی۔ آر۔ ویری سوری۔ آپ تشریف رکھیں۔ اور جو ضروری بات کرنی ہے کرلیں۔ ہم جا رہے ہیں"۔۔۔۔ صفدر نے آگے بڑھ کر انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور پھر وہ جولیا اور کیپٹن شکیل کو اشارہ کرتے ہوئے باہر کی طرف چل پڑا۔ عمران خاموش بیٹھا پلکیں جھپکا رہا تھا۔ رضیہ کے فقرے نے اُسے بھی چونکا دیا تھا۔ لیکن کوئی ایسی بات اس کی سمجھ میں نہ آرہی تھی۔ جس کا تعلق رضیہ جیسی لڑکی سے ہوتا۔ رضیہ تذبذب کے سے انداز میں وہیں دروازے کے قریب کھڑی تھی۔ جیسے فیصلہ نہ کر پا رہی ہو۔

کہ واپس چلی جائے یا جس کام کے لئے آئی ہے اُسے پورا کرلے۔ جب بیرونی دروازہ بند ہونے کی آواز سنائی دی تو رضیہ نے ایک طویل سانس لیا اور پھر آہستہ آہستہ چلتی ہوئی عمران کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گئی۔

"مجھے ثریا نے ایک بار بتایا تھا کہ آپ جاسوسی وغیرہ بھی کرتے ہیں۔ آپ شاید پرائیویٹ جاسوس ہیں"۔۔۔۔ رضیہ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"آپ کی شادی کب ہوئی ہے"۔۔۔۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"شادی۔۔۔۔ میری تو شادی نہیں ہوئی۔ کیوں"۔۔۔۔ رضیہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا۔ میں سمجھا کہ شاید آپ کو اپنے شوہر پر شک ہو گیا ہے اس لئے آپ کسی پرائیویٹ جاسوس کی تلاش میں ہیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ بات نہیں۔ میں دراصل اپنے ضمیر کے ہاتھوں مجبور ہو کر یہاں آگئی ہوں۔ حالانکہ مجھے معلوم ہے کہ میں نے یہاں آکر اپنی جان کا خطرہ مول لیا ہے۔ لیکن میں کیا کروں۔ مجھ سے یہ حالات اب مزید نہیں دیکھے جاتے۔ ہزاروں بے گناہ افراد کی موت نے مجھے جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے"۔۔۔۔ رضیہ نے کہا۔ اور اس بار عمران کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی۔

"اوہ۔ آپ شاید ملک کے مختلف شہروں میں ہونے والے

دھماکوں سے متعلق کوئی راز جانتی ہیں" ـــــ عمران نے کہا۔

"بس یونہی سمجھ لیجئے۔ مسئلہ صرف دھماکوں کا ہی نہیں۔ یہ کھیل بہت طویل اور گہرا ہے۔ یہ لوگ انتہائی خطرناک کھیل کھیل رہے ہیں۔ لیکن پہلے آپ مجھے یہ یقین دلائیے کہ اس سلسلے میں اگر آپ کو کوئی اشارہ دیا جائے تو کیا آپ کچھ کر بھی سکتے ہیں یا نہیں" ـــــ رضیہ نے جواب دیا۔

"پہلے آپ یہ بتائیں کہ آپ کو یہاں آنے کا مشورہ کس نے دیا ہے۔ اور کون کون لوگ جانتے ہیں کہ آپ یہاں آئی ہیں" عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مجھے کسی نے مشورہ نہیں دیا۔ اور نہ کسی کو میرے یہاں آنے کا علم ہے۔ پہلے میں نے سوچا کہ ثریا سے بات کر کے یہ بات آپ کے ڈیڈی کے علم میں لے آؤں۔ لیکن پھر میں نے ارادہ بدل دیا۔ کیونکہ آپ کے ڈیڈی کی عادت میں جانتی ہوں۔ وہ انتہائی سخت مزاج اور با اصول آدمی ہیں۔ وہ اس کام میں ملوث کسی بھی آدمی کو نہ چھوڑیں گے۔ جب کہ میں ایک آدمی کو بہرحال بچانا چاہتی ہوں۔ پھر مجھے آپ کا خیال آگیا۔ ثریا نے مجھے بتایا تھا کہ آپ کسی جاسوسی ایجنسی کے لئے کام کرتے ہیں۔ میں نے سوچا کہ شاید آپ کچھ کر سکیں۔ لیکن میری شرط یہی ہو گی کہ میرے آدمی کو آپ نے ہر صورت میں بچانا ہے" رضیہ نے جواب دیا۔

"ایک منٹ۔ میں دروازہ بند کر آؤں" ـــــ عمران نے

انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ لیکن دروازے سے باہر نکلتے ہی اس نے اس طرح دونوں پیر مارنے شروع کر دیئے جیسے وہ رضیہ کو یہی تاثر دینا چاہتا ہو کہ وہ بیرونی دروازے کی طرف جا رہا ہے لیکن وہ ڈرائنگ روم کے دروازے کے قریب ہی رکا ہوا تھا اور ساتھ ہی وہ انتہائی محتاط انداز میں اوٹ سے اندر جھانک رہا تھا۔ رضیہ کی پشت دروازے کی طرف تھی۔ اس لئے عمران کو دیکھ لئے جانے کا خطرہ نہ تھا۔ لیکن جب رضیہ کو اس نے اسی طرح بے حس و حرکت بیٹھے ہوئے دیکھا تو وہ بے آواز چلتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف گیا اور دروازہ اندر سے بند کر کے واپس آگیا۔ اس کا خیال تھا کہ رضیہ اس کے اٹھتے ہی کوئی بم یا کوئی ڈکٹا فون یہاں نصب کرنے کی کوشش کرے گی۔ اس لئے اس نے اسے موقع دیا تھا۔ لیکن رضیہ اسی طرح خاموش بیٹھی تھی۔ اس لئے عمران کا تجسس دور ہو گیا تھا۔ وہ اب زیادہ اطمینان سے آکر بیٹھ گیا۔

"مس رضیہ آپ بالکل بے فکر ہو کر مجھے سب کچھ بتا دیں۔ آپ پر اور آپ کے آدمی پر ہرگز کوئی آنچ نہ آئے گی" ـــــ عمران کا لہجہ اس قدر سنجیدہ تھا کہ رضیہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔ تھوڑی دیر پہلے تک انتہائی مسخرہ اور لاابالی نظر آنے والا عمران اب اس قدر بردبار اور سنجیدہ نظر آ رہا تھا کہ رضیہ واقعی حیران

رہ گئی تھی۔

"آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت پاکیشیا میں کیا ہو رہا ہے"
رضیہ نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اچھی طرح معلوم ہے۔ بہرحال آپ تمہید میں وقت ضائع
نہ کریں اصل بات بتائیں" ——— عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"اس سارے کھیل کے پیچھے ایک تنظیم کام کر رہی ہے۔
اس تنظیم کا نام ہے لانگ سرکل۔ اس کا سربراہ ایک روسیاہی
انجینئر ہے جو کہ یہاں ایک غیر ملکی کارخانے میں انجینئر ہے۔ اُس
کا نام بالوف ہے۔ دوسرا باس اپ لینڈ کا باشندہ ہے۔
اس کا نام افراسیاب ہے۔ وہ بظاہر ٹیکسی چلاتا ہے۔ اور تیسرا
باس ہے۔ مطلوب۔ اس کا تعلق کافرستان سے ہے۔ وہ
بظاہر ایک مل میں مزدور ہے۔ یہ تینوں اس تنظیم کے باس ہیں۔
اور ان کا کام ہے پاکیشیا میں مکمل تباہی۔ اور پاکیشیا کے ایک
حصے کو ملک سے علیحدہ کرنا۔ اس سلسلہ میں یہ گزشتہ دو
تین سالوں سے باقاعدہ کام کر رہے ہیں۔ اسلحے کی بڑی بڑی
کھیپیں خفیہ طور پر آتی ہیں۔ یہ اسلحہ روسیاہ سے آتا ہے۔
اور بالوف اسے کنٹرول کرتا ہے۔ افراسیاب کا کام ٹارگٹس
مقرر کر کے اپنے ایجنٹوں کے ذریعے دھماکے کرانا ہے۔ اور
مطلوب کا کام ہے۔ ملک کے اس حصے میں اس اسلحے
کی مدد سے مختلف گروپوں میں فساد ڈلوانا۔ اور قتل عام کرانا"
رضیہ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ان میں سے آپ کا آدمی کون سا ہے" ——— عمران نے
سرد لہجے میں پوچھا۔

"وہ ان میں سے نہیں ہے۔ وہ یہاں کا مقامی آدمی ہے۔
اس کے ذمہ اس اسلحے کی سپلائی کو مختلف پوائنٹس سے لے
کر گوداموں تک پہنچانا ہے اور پھر وہاں سے اسے مطلوبہ جگہوں
پر تقسیم کرانا ہے۔ اس کا نام عاطف ہے۔ عاطف ٹریڈنگ کارپوریشن
کا مالک عاطف جو بظاہر بہت بڑا بزنس مین ہے۔ میں عاطف کی
سیکرٹری ہوں۔ اور ہم دونوں کی عنقریب شادی ہونے والی
ہے۔ عاطف کے ساتھ بہت زیادتیاں ہوئی ہیں۔ اس لئے
عاطف انتقامی جذبے کے تحت اس چکر میں ملوث ہو گیا ہے"
رضیہ نے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے عاطف کے ساتھ ہونے
والی تمام زیادتیوں کی تفصیل بتا دی۔

"ہونہہ۔ تو آپ چاہتی ہیں کہ عاطف کو کوئی گزند نہ پہنچے۔ لیکن
مس رضیہ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ اس تنظیم کے خاتمے کے بعد
عاطف ایسی ہی کسی دوسری تنظیم میں شامل ہو جائے" ——— عمران
کا لہجہ خاصا سخت تھا۔

"میں اُسے سمجھا لوں گی۔ مجھے یقین ہے کہ ایک نہ ایک دن
وہ راہِ راست پر آ جائے گا۔ وہ اچھا انسان ہے بس بھٹک گیا
ہے" ——— رضیہ نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"عاطف کو معلوم ہے کہ آپ میرے پاس آئی ہیں"
عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔ میں دفتر سے اٹھ کر یہاں آئی ہوں۔ عاطف کہیں گیا ہوا ہے۔ میں نے ایک سہیلی سے ملنے کا بہانہ کیا اور باقی وقت کی چھٹی کر کے آگئی۔ ویسے میں نے یہاں آنے سے پہلے اس بات کا خاص طور پر خیال رکھا تھا کہ مجھے یہاں آتے ہوئے کوئی دیکھ نہ سکے"۔۔۔۔ رضیہ نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔۔ اب ان لوگوں کے متعلق جتنی تفصیل آپ جانتی ہوں بتا دیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"میں زیادہ نہیں جانتی۔ مطلوب اور افراسیاب کو میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ بالوف روزانہ نیا اڈہ بدلتا ہے۔ اور صرف ان لوگوں کو اس اڈے کے متعلق بتاتا ہے جن کو چاہتا ہے۔ اور عاطف نے ہی مجھے بتایا ہے کہ وہ مسلسل میک اپ بھی بدلتا رہتا ہے۔ ویسے بھی میری اس سے چار پانچ بار ملاقات ہوئی ہے۔ ہر بار اس کا حلیہ مختلف ہوتا ہے"۔۔۔۔ رضیہ نے جواب دیا۔

"لیکن وہ جس کارخانے میں کام کرتا ہے۔ وہاں تو ایک ہی شکل میں رہتا ہوگا"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ لیکن وہ وہاں مقامی میک اپ میں ہوتا ہے۔ وہ یہاں کی مقامی زبان بہت اچھی طرح بولتا ہے۔ اس لئے اُسے سب مقامی ہی سمجھتے ہیں۔ کسی کو معلوم نہیں کہ وہ دراصل روسی ہی ہے"۔۔۔۔ رضیہ نے جواب دیا۔

"تو ایسی صورت میں تو کام کو آگے بڑھانے کے لئے آپ

کا آدمی ہی باقی رہ جاتا ہے۔ اُسے یقیناً سب معلومات حاصل ہوں گی"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"نہیں نہیں۔ آپ اُسے کچھ نہیں کہیں گے۔ پلیز اگر اس کا بال بھی بیکا ہوا تو میں خودکشی کر لوں گی"۔۔۔۔ رضیہ نے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا۔

"ارے ارے۔ آپ خواہ مخواہ گھبرا گئیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہم صرف اس سے معلومات حاصل کریں گے۔ اس کا بال بھی بیکا نہیں ہوگا۔ البتہ اس کی ہم حفاظت کریں گے۔ جب یہ تنظیم ختم ہو جائے گی تو اُسے آزاد کر دیا جائے گا اور آپ کا نام بھی درمیان میں نہ آئے گا۔ آپ قطعی بے فکر رہیں" عمران نے کہا اور رضیہ نے سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب مجھے اطمینان ہو گیا ہے۔ ورنہ میرا ضمیر مسلسل مجھے لعنت ملامت کرتا رہتا۔ اب مجھے اجازت دیجئے" رضیہ نے مطمئن انداز میں اٹھتے ہوئے کہا۔

"ویسے میں آپ کو ایک مشورہ دوں گا کہ آپ اس تنظیم کے خاتمے تک کہیں چھپ جائیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔ اور اگر آپ چاہیں تو میں آپ کی حفاظت کا مکمل انتظام کر سکتا ہوں۔ کیونکہ جیسے ہی اس تنظیم کے خلاف کام شروع ہوا انہوں نے سب سے پہلے آپ جیسے لوگوں پر ہی شک کرنا ہے"۔۔۔۔ عمران نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ انہیں ہم پر مکمل اعتماد ہے۔

آپ بے فکر رہیں" ـــــ رضیہ نے بااعتماد لہجے میں کہا۔ اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ عمران خاموش کھڑا اُسے واپس جاتے دیکھتا رہا۔ جب بیرونی دروازہ بند ہونے کی آواز اُسے سنائی دی تو اُس نے اونچی آواز میں کہا۔

"آپ لوگ اب بیڈ روم سے باہر آجائیں وہ جا چکی ہے"

عمران کا لہجہ خاصا سخت تھا اور چند لمحوں بعد جولیا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل راہداری سے ہوتے ہوئے ڈرائنگ روم میں آ گئے۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ ہم باہر جانے کی بجائے بیڈ روم میں ہیں" ـــــ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم تھا کہ تم اتنی آسانی سے جانے والی نہیں ہو۔ بہرحال صفدر، تم اس لڑکی رضیہ کے پیچھے جاؤ۔ تم نے اس کے پیچھے سائے کی طرح رہنا ہے۔ اور اگر کسی بھی لمحے اس کی جان خطرے میں نظر آئے تو تم نے اسے نہ صرف بچانا ہے بلکہ اُسے دانش منزل پہنچا دینا۔ اور کیپٹن شکیل تم فوراً عاطف ٹریڈرز کارپوریشن کے مالک عاطف کی مصروفیات کا کھوج لگاؤ میں اسے فوری طور پر دانش منزل بھجوانا چاہتا ہوں۔ زندہ اور صحیح سلامت" ـــــ عمران نے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

"لیکن رضیہ نے جو کچھ بتایا ہے۔ یہ ہماری لائن کا تو کام نہیں ہے۔ یہ تو انٹیلی جنس اور اسی قسم کی دوسری ایجنسیوں کا کام ہے" جولیا نے کہا۔

"اب تک میرا بھی یہی نظریہ تھا۔ کہ یہ سب کچھ سیاسی بنیادوں

پر ہو رہا ہے اور معمولی درجے پر ہے۔ لیکن اب رضیہ کی بات سن کر مجھے احساس ہوا ہے کہ جسے ہم معمولی بات سمجھ رہے تھے۔ معمولی نہیں ہے۔ تین ملک اس چکر میں ملوث ہیں۔ اور اس بار واقعی انہوں نے نیا کھیل کھیلا ہے۔ بالکل نئے آدمی ڈالے ہیں جنہیں کوئی بھی نہیں جانتا۔ اس لئے یہ چکر کافی دیر سے چل رہا ہے۔ اور اب اسے مزید آگے نہیں بڑھنا چاہیئے" ـــــ عمران کا لہجہ بے حد سخت تھا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل تو عمران کی بات سنتے ہی تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف لپک گئے تھے۔ اس لئے اب کمرے میں عمران اور جولیا اکیلے رہ گئے تھے۔

"ایسی بات ہے تو پھر باس سے بات ہونی چاہیئے۔ کیونکہ جب تک باس حکم نہ دے ہم صرف تمہارے کہنے پر تو نہیں دوڑ سکتے" ـــــ جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ میں بات کرتا ہوں" ـــــ عمران نے کہا۔ اور پھر اس نے رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے کے لئے ہاتھ ڈائل کی طرف بڑھایا ہی تھا کہ اچانک بیرونی دروازہ ایک دھماکے سے کھلنے کی آواز سنائی دی اور عمران اور جولیا دونوں ہی چونک پڑے عمران کا ڈائل کی طرف بڑھتا ہوا ہاتھ رک گیا تھا۔

"عمران صاحب۔ رضیہ کو گولی مار دی گئی ہے۔ یہاں سے تیسرے چوک پر۔ وہ بس سے اتری ہی تھی کہ اچانک کسی طرف سے گولی آئی اور رضیہ کی کھوپڑی صاف ہو گئی۔ میں اُسے تلاش کرتا ہوا اُس وقت وہاں پہنچا جب وہ مر چکی تھی" ـــــ صفدر نے

ڈرائنگ روم میں آکر تیز تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ ان لوگوں کو معلوم ہو گیا ہے کہ رضیہ نے ان کے متعلق ہمیں بتا دیا ہے اور اب وہ لازماً اس فلیٹ پر حملہ آور ہوں گے" ——— عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"یقینی بات ہے" ——— صفدر نے جواب دیا۔

"او۔ کے۔ پھر ہم پچھلے دروازے سے نکل جاتے ہیں اور باہر رک کر ان کی نگرانی کریں گے" ——— عمران نے کہا۔ اور پھر وہ ان دونوں کو ہمراہ لئے تیزی سے پچھلے دروازے سے نکل کر فلیٹ سے باہر آ گیا۔ اور اس کے بعد ان تینوں نے مختلف سمتوں میں پھیل کر فلیٹ کی نگرانی شروع کر دی۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی عاطف نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس ——— عاطف بول رہا ہوں" ——— عاطف نے سخت لہجے میں کہا۔

"منظور بول رہا ہوں باس۔ مس رضیہ دفتر سے نکلی ہیں اور پھر اچانک ایک ریستوران میں داخل ہو کر اس کے دوسرے دروازے سے غائب ہو گئی ہیں" ——— دوسری طرف سے ایک سہمی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ احمق آدمی اسے تلاش کرو۔ ہر صورت میں" ——— عاطف نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے دھڑام سے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کی پیشانی پر بے پناہ شکنیں پھیل گئی تھیں۔ رضیہ کا اس طرح ڈاج دے کر نکل جانا بے حد

خطرناک لگ رہا تھا۔ رضیہ نے جس طرح اس سے باتیں کی تھیں۔ اس
سے عاطف اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ اب رضیہ کا خاتمہ اس کی اپنی زندگی
کے لئے ضروری ہو گیا ہے۔ لیکن وہ آخری لمحے تک اُسے
چیک کرنا چاہتا تھا۔ اُسے واقعی رضیہ سے دلی محبت تھی۔ لیکن
اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنے مشن کو بھی خطرے میں نہ ڈال سکتا
تھا۔ چنانچہ وہ رضیہ کو آخری لمحے تک چانس دینا چاہتا تھا۔
اس کا خیال تھا کہ ہو سکتا ہے کہ یہ سب کچھ وقتی جذباتیت سے
زیادہ کچھ نہ ہو۔ اور اسی خدشے کے پیش نظر اس نے رضیہ
کے فلیٹ والے فون میں ڈکٹا فون بھی لگا دیا تھا اور پھر باہر
نکل کر وہ کافی دیر تک انتظار بھی کرتا رہا۔ لیکن رضیہ نے فون ہی
نہ کیا۔ جب اُسے تسلی ہو گئی کہ رضیہ سونے کے لئے چلی گئی ہے
تو اس نے اطمینان کا سانس لیا۔ اور پھر اپنے مشن پر نکل گیا۔ لیکن
صبح دفتر میں اس نے جب رضیہ کو پھر کھویا کھویا پایا تو اس
کے ذہن میں شک کے کنکھجورے رینگنے لگے۔ چنانچہ اس
نے اپنے خاص آدمیوں کو رضیہ کی نگرانی پر لگا دیا۔ اور خود وہ
یہاں اپنے خفیہ ہیڈ کوارٹر میں آ گیا۔ تاکہ باس کو رات کے
مشن کی کامیابی کی رپورٹ دے سکے۔ اس رپورٹ کے بعد
وہ فارغ ہی ہوا تھا کہ اُسے دفتر سے خفیہ طور پر اطلاع دی
گئی کہ رضیہ نے دفتر سے اپنی کسی سہیلی ثریا کو فون کیا ہے۔
اور اس کے بھائی عمران کی رہائش گاہ کا پتہ پوچھا ہے۔ اور
اس کے بعد رضیہ یہ کہہ کر دفتر سے اٹھ گئی کہ اس نے

اپنی کسی سہیلی سے ملنا ہے۔ اس کے بعد منظور کی رپورٹ آئی تھی۔
کہ رضیہ ڈاج دے کر نکل گئی ہے۔

"یہ عمران کون ہو سکتا ہے۔ جس کا پتہ رضیہ نے معلوم کیا ہے۔
وہ یقیناً اس کے پاس گئی ہو گی۔" ____ عاطف نے سوچتے
ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے سامنے پڑے ہوئے ٹیلی فون کا
رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ____ عاطف ٹریڈرز کارپوریشن" ____ دوسری
رف سے استقبالیہ کاؤنٹر پر بیٹھی لڑکی کی آواز سنائی دی۔

"میں عاطف بول رہا ہوں۔ ایکس چینج آپریٹر سے میری بات
کراؤ" ____ عاطف نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"یس باس ____ ہولڈ آن کریں" ____ دوسری طرف
سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"یس باس" ____ چند لمحوں بعد ایک اور نسوانی آواز
سنائی دی۔

"رضیہ نے کہاں فون کیا تھا اور اس نے کیا کیا باتیں
کیں۔ پوری تفصیل بتاؤ" ____ عاطف نے انتہائی کرخت
لہجے میں پوچھا۔ اور جواب میں اُسے پوری تفصیل بتا دی گئی۔
اطف نے اوکے کہہ کر ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا۔ اور پھر
س نے سنٹرل ایکس چینج کے انکوائری کے نمبر ڈائل کرنے
روع کر دیئے۔

"یس ____ انکوائری پلیز" ____ رابطہ قائم ہوتے ہی

دوسری طرف سے آواز سنائی دی ۔
" دیکھیئے ۔میرے ایک دوست نے مجھے ایک فون نمبر دیا ہے ۔لیکن یہ فون نمبر خراب ہے ۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اپنے دوست کے پاس جا کر اس سے ضروری بات کر سکوں ۔آپ پلیز مجھے بتائیے کہ اس نمبر کا پتہ کیا ہے "
عاطف نے انتہائی مہذبانہ لہجے میں کہا ۔ اور ساتھ ہی وہ نمبر دوہرا دیا جس پر رضیہ نے اپنی سہیلی ثریا سے بات کی تھی ۔
" ایک منٹ ہولڈ کیجیئے " ___ دوسری طرف سے کہا گیا ۔ اور عاطف ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا ۔
" ہیلو " ___ چند لمحوں بعد انکوائری آپریٹر کی آواز سنائی دی
" یس پلیز " ___ عاطف نے جواب دیا ۔
" یہ نمبر ڈائریکٹر جنرل سنٹرل انٹیلی جنس سر رحمان کی رہائشگاہ کا نمبر ہے ۔پتہ نوٹ کر لیجیئے " ___ دوسری طرف سے آپریٹر نے کہا ۔ اور ساتھ ہی اس نے سر رحمان کی رہائشگاہ کا پتہ بتا دیا ۔
" تھینک یو " ___ عاطف نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا ۔ اب اس بات میں کوئی شک باقی نہ رہا تھا کہ رضیہ اس سے غداری پر تل گئی ہے ۔یہ عمران یقیناً سنٹرل انٹیلی جنس میں کوئی بڑا عہدے دار ہو گا ۔ وہ ڈائریکٹر جنرل کا لڑکا ہے ۔ اور رضیہ یقیناً اب اس عمران سے ملنے گئی ہو گی ۔عمران کا پتہ اسے معلوم ہو گیا تھا ۔

" اب اسے مرنا پڑے گا ۔ اسے بھی اور اس کے ساتھی عمران کو بھی " ___ عاطف نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا ۔ اور تیزی سے ملحقہ باتھ روم کی طرف بڑھ گیا ۔تاکہ میک اپ بھی کر لے اور ضروری سامان بھی لے لے ۔تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے اس پتے کی طرف دوڑی جا رہی تھی ۔جس طرف اسے عمران کا فلیٹ بتایا گیا تھا ۔ اس نے میک اپ کر رکھا تھا ۔ اور ایک چھوٹی لیکن انتہائی طاقتور گن اس کے گھٹنوں پر رکھی ہوئی تھی ۔ اور پھر جیسے ہی وہ کار موڑ کر ایک چوک کی طرف بڑھا ۔اس نے وہاں رکی ہوئی ایک بس سے رضیہ کو نیچے اترتے دیکھا ۔ رضیہ کو دیکھتے ہی عاطف نے بجلی کی سی تیزی سے کار کو ایک سائیڈ پر کر کے روک دیا ۔ اور پھر گن جس پر جدید قسم کا سائیلنسر لگا ہوا تھا اٹھا کر اس کی نال کھڑکی میں رکھ دی ۔ رضیہ بس سے اتر کر شاید کسی ٹیکسی کی تلاش میں کھڑی تھی ۔سڑک پر سے کاروں کا سیلاب سا گزر رہا تھا ۔ عاطف کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے ۔ رضیہ کے چہرے پر بے پناہ سکون اور اطمینان کی جھلکیاں نظر آ رہی تھیں ۔ اور اسی اطمینان اور سکون نے عاطف کے دل میں زلزلہ سا برپا کر دیا تھا ۔ اس وقت اسے وہ رضیہ ہرگز نظر نہ آ رہی تھی ۔ اس نے ٹریگر پر انگلی رکھ دی ۔ اب اسے گزرتی ہوئی کاروں کے درمیان ایسے گیپ کا انتظار تھا جس سے وہ رضیہ کو نشانہ بنا سکے ۔ اسے معلوم تھا کہ اگر اس کا نشانہ ذرا برابر بھی چوک گیا یا اس سے اندازے کی غلطی ہو گئی تو گولی کسی کار میں بیٹھے ہوئے آدمی کو

چاٹ جائے گی اور پھر اس انتہائی بارونق چوک پر اس کا اپنا صحیح سلامت نکل جانا ناممکن ہو جائے گا۔ لیکن اگر اس کا نشانہ درست ثابت ہوا تو پھر نہ صرف رضیہ ختم ہو جائے گی بلکہ درمیان میں سے گزرتے ہوئے کاروں کے سیلاب کی وجہ سے کسی کو بھی معلوم نہ ہو سکے گا کہ گولی کہاں سے چلائی گئی ہے۔ اس کی نظریں رضیہ پر جمی ہوئی تھیں۔ چونکہ جس طرف رضیہ موجود تھی وہ جگہ اس جگہ سے خاصی نیچے تھی۔ جہاں عاطف کی کار موجود تھی۔ اس لئے عاطف نے حالانکہ نال کھڑکی پر رکھی ہوئی تھی۔ اور خود وہ اس نال سے خاصا اونچا تھا۔ لیکن اُسے معلوم تھا کہ نال اور رضیہ کے درمیان سیدھ موجود ہے۔ پھر ایک گیپ کا اندازہ لگاتے ہی اس نے ہونٹ بھینچ کر ٹریگر دبا دیا۔ ٹک کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔ اور دوسرے لمحے اس نے رضیہ کو کسی گیند کی طرح اچھل کر نیچے گرتے دیکھا اور اس کے لبوں پر اپنے نشانے کی درستگی کی مسکراہٹ اور اپنی بے پناہ دوست کی موت کا غم اکٹھے ہی نمودار ہو گئے۔ سڑک سے گزرتی ہوئی کاروں کی بریکوں کے شور اور لوگوں کے چیخنے کی آوازوں نے اُسے یک لخت چونکایا۔ اس نے گن کو نیچے کھسکایا اور دوسرے لمحے کار کو تیزی سے آگے بڑھا لے گیا۔ کافی دور آگے جا کر اس نے کار ایک سائیڈ پر روک دی اور پھر شیشے چڑھا کر وہ کار سے نیچے آیا اور اُسے لاک کر کے واپس پیدل اس چوک کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ پوری تسلی کرنا چاہتا تھا۔ تاکہ اس کے بعد

وہ عمران کے فلیٹ کا رخ کر سکے۔ چوک پر پولیس کی کاریں ایمبولینس گاڑی کھڑی اُسے دور سے ہی نظر آ گئی تھی۔ انہوں نے چوک کی ناکہ بندی کر رکھی تھی۔ اور پھر عاطف کو جب ایک آدمی سے معلوم ہوا کہ ایک نوجوان عورت کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے اور اس عورت کی کھوپڑی ہی اڑ گئی ہے تو عاطف نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اس کے پیٹ سے ایک گولہ سا نکلا اور اس کے گلے میں پھنس گیا۔ عاطف ایک جھٹکے سے واپس مڑ گیا۔

”اوہ۔ کاش رضیہ۔ تم تنظیم سے غداری نہ کرتیں مجھے اب ساری عمر اس بات کا افسوس رہے گا کہ میں نے اپنے ہاتھوں تمہیں ہلاک کر دیا ہے“ ____ عاطف نے آہستہ آہستہ خودکلامی کے سے انداز میں کہا۔ اور پھر قدم بڑھاتا واپس اپنی کار کی طرف بڑھتا گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار تیزی سے عمران کے فلیٹ کی طرف اڑی جا رہی تھی۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ رضیہ کا انتقام وہ اب اس ثریا کے بھائی عمران سے لے گا۔ وہ اس کی نہ صرف بوٹیاں اڑا دے گا بلکہ اس کا پورا فلیٹ ہی تباہ کر کے رکھ دے گا۔ یہی سوچتا ہوا وہ تھوڑی دیر بعد اس سڑک پر پہنچ گیا جس پر عمران کا فلیٹ تھا۔ اس نے کار کی رفتار آہستہ کی۔ اور فلیٹوں کے نمبر دیکھتا ہوا آگے بڑھنے لگا اور چند لمحوں بعد اُسے اس کا مطلوبہ فلیٹ نظر آ گیا۔ اس نے کار فلیٹ سے ذرا آگے لے جا کر ایک سائیڈ پر روکی اور پھر اس نے کوٹ کی اندرونی جیب

سے ایک جدید قسم کا مشینی پسٹل نکالا اور کار کا دروازہ کھول کر نیچے
اترنے لگا۔ چند لمحوں بعد ہی وہ فلیٹ کی سیڑھیوں کے سامنے
پہنچ گیا۔ اس نے ایک نظر اوپر دیکھا اور پھر ہونٹ بھینچتے ہوئے
اس نے ٹانگ اٹھا کر پہلی سیڑھی پر رکھی ہی تھی کہ یک لخت اُسے
دائیں طرف سے سائیں کی تیز آواز سنائی دی اور دوسرے
لمحے وہ بے اختیار چیختا ہوا نیچے فٹ پاتھ پر گرا۔ ایک لمحے کے
ہزارویں حصے میں اُسے صرف اتنا احساس ہوا کہ اس کی گردن میں
کوئی گرم سلاخ اتر گئی ہے اور پھر جس طرح کیمرے کا شٹر بند ہوتا
ہے۔ اس طرح اس کا ذہن تاریک ہو گیا۔

کمرے کے بند دروازے پر مخصوص انداز میں دستک
ہوئی تو میز کے پیچھے بیٹھا ہوا بالوف چونک پڑا۔

"یس ___ کم ان" ___ بالوف نے تیز اور اونچے لہجے
میں کہا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک درمیانے جسم کا
مالک مقامی نوجوان اندر داخل ہوا۔

"باس۔ عاطف کا خاتمہ کر دیا گیا ہے" ___ نوجوان نے
قریب آ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تفصیل سے رپورٹ دو" ___ بالوف نے سخت لہجے
میں کہا۔

"باس۔ اس کی بڑبڑاہٹ کی وجہ سے ہمارے آدمی نے
اُسے ٹریس کر لیا تھا۔ اور پھر اس کی بڑبڑاہٹ میں سے لفظ
غداری اور عمران ہی اس کی سمجھ میں آئے۔ ساتھ ہی یہ بات بھی

کہ رضیہ کو چوک پر گولی عاطف نے خود ماری ہے ۔ یہ انتہائی حیران کن بات تھی ۔ چنانچہ فوری طور پر ہمارے آدمی نے مجھ سے ٹرانسمیٹر پر بات کی ۔ اور میں نے آپ سے ۔ آپ نے عاطف کے فوری خاتمے کا حکم دے دیا ۔ اور یہ حکم اس ایجنٹ تک پہنچا دیا گیا ۔ جو اس کے تعاقب میں گیا ہوا تھا ۔ عاطف نے کنگ روڈ پر پہنچ کر کار ایک طرف روکی اور نیچے اتر کر وہ فلیٹ نمبر دو سو کی طرف بڑھا ۔ اس کے ہاتھ میں مشینی پسٹل کی جھلک بھی نظر آئی ۔ پھر جیسے ہی وہ فلیٹ کی سیڑھیاں چڑھنے لگا ۔ ہمارے آدمی نے ٹی ۔ تھری کی مدد سے اس کا خاتمہ کر دیا ۔ اور عاطف وہیں فلیٹ کی سیڑھیوں کے سامنے ہی فٹ پاتھ پر ڈھیر ہو گیا ۔ ادھر ادھر کے بہت سے لوگ وہاں اکٹھے ہو گئے ۔ پھر پولیس آ گئی ۔ اور عاطف کی لاش اٹھا کر لے جائی گئی ۔ لیکن ہمارے ایجنٹ نے ایک اہم ترین بات کا پتہ چلا لیا ہے ۔ یہ فلیٹ ایک نوجوان علی عمران نامی کا ہے ۔ وہ یہاں کی سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل کا لڑکا ہے " نوجوان نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا ۔

" اوہ ۔ تو یہ بات ہے ۔ لیکن میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ عاطف نے آخر رضیہ کو خود گولی کیوں ماری ۔ وہ دونوں تو ایک دوسرے کو دیکھ کر جیتے تھے " ——— بالوف نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا ۔

" یہی بات میں نے سوچی تھی ۔ اس لئے میں نے اس پوائنٹ پر جو انکوائری کی ہے ۔ اس سے ایک نئی بات سامنے آئی ہے ۔

رضیہ نے آج صبح دفتر سے سر رحمان کی رہائش گاہ پر ان کی بیٹی ثریا سے بات کی ۔ ثریا اس کی سہیلی تھی ۔ اس نے ثریا سے ایک ضروری کام کا کہہ کر عمران کے فلیٹ کا پتہ حاصل کیا ۔ اور پھر وہ دفتر سے اٹھ کر اس عمران سے ملنے گئی ۔ عاطف کو شاید اس پر کوئی شک تھا ۔ اس لئے اس کا آدمی اس کا تعاقب کر رہا تھا لیکن رضیہ اس آدمی کو ڈاج کر کے نکل گئی ۔ اس پر عاطف اپنے ہیڈ کوارٹر سے میک اپ کر کے نکلا ۔ وہ شاید اس عمران کے فلیٹ کی طرف جا رہا تھا کہ راستے میں چوک پر اُسے رضیہ نظر آئی ۔ اور اس نے رضیہ کو بھرے بازار میں گولی سے اڑا دیا ۔ اس کے بعد وہ تسلی کر کے واپس آیا تو اس کی خود کلامی نے ہمارے آدمی کو چونکا دیا ۔ اس کے بعد وہ عمران کے فلیٹ میں مشین پسٹل سمیت جانا چاہتا تھا ۔ کہ ہمارے آدمی نے اُسے ٹی ۔ تھری سے اڑا دیا ۔ میرا خیال ہے یہ کوئی رقیبانہ چشمک تھی ۔ شاید عاطف کو شک تھا کہ رضیہ عمران سے کسی ناجائز مقصد کے تحت ملنے گئی ہے " ——— نوجوان نے کہا ۔

" اوہ ۔ یہ بات نہیں ظریف جو تم سوچ رہے ہو ۔ سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل کا حوالہ درمیان میں نہ آتا تو میں بھی یہی سمجھتا ۔ لیکن اس حوالے کے بعد بات دوسری لائن پر مڑ گئی ہے ۔ رضیہ یقیناً غداری پر تل گئی تھی ۔ اس لئے وہ عمران سے ملنے گئی ہے ۔ اگر اس کے ناجائز تعلقات عمران سے ہوتے تو اُسے ثریا سے عمران کے فلیٹ کا پتہ پوچھنے کی ضرورت نہ پڑتی ۔ عاطف کو شاید

اس غداری کا علم ہو گیا۔ اس لئے اس نے خود ہی رضیہ کو سزا دے دی۔ اور میں نے بھی فوری طور پر عاطف کے قتل کا حکم اس لئے دے دیا تھا کہ عاطف کا خود رضیہ کو ہلاک کرنے کا مطلب ہی تھا کہ کوئی انتہائی سیریس مسئلہ درپیش آ گیا ہے۔ اور اب ڈائریکٹر جنرل کی بات سامنے آ جانے سے مجھے اپنے فیصلے پر کوئی افسوس نہیں رہا"۔۔۔۔ بالوف نے کہا۔ اور سامنے بیٹھے ہوئے ظریف نے سر ہلا دیا۔

"تو اب باس مزید کیا حکم ہے۔ کیا اس عمران کا بھی خاتمہ کر دیا جائے"۔۔۔۔ ظریف نے کہا۔

"ظاہر ہے اس کی موت بھی اب ضروری ہو گئی ہے۔ کیونکہ ہمیں ہرگز یہ معلوم نہیں ہے کہ رضیہ نے عمران کو کیا کیا بتایا ہے۔ رضیہ ہماری تنظیم اور ہمارے آدمیوں سے کافی حد تک واقف تھی۔ اس لئے ہو سکتا ہے اس نے کافی معلومات مہیا کر دی ہوں۔ لیکن اس سے پہلے میں تمہارے ذمہ ایک اور کام لگانا چاہتا ہوں۔ عاطف کی موت کے بعد لازماً حکومت کی مشینری عاطف کے آدمیوں کو ٹٹولے گی۔ اس لئے تم فوری حرکت میں آ جاؤ اور عاطف کے گروپ کے ہر آدمی کو فوری طور پر ہلاک کر دو اور اس کے تمام اڈے تباہ کر دو۔ تاکہ اس ذریعے سے ہماری تنظیم کے متعلق کوئی کلیو حکومت کو نہ مل سکے۔ اس کے بعد ہی ہم عمران کے خاتمے کے لئے کام کریں گے"۔۔۔۔ بالوف نے کہا۔

"یس باس۔ آپ کی بات درست ہے۔ میں ابھی اس کے انتظامات کرتا ہوں"۔۔۔۔ ظریف نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور بالوف کے سر ہلانے پر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

ظریف کے باہر جاتے ہی بالوف نے میز کی دراز کھولی۔ اور اس میں سے ایک چھوٹا سا جدید قسم کا ٹرانسمیٹر باہر نکالا اور اس پر ایک مخصوص فریکونسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے اس کا بٹن دبا دیا۔ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایک باریک سی آواز سنائی دی۔

"مطلوب بول رہا ہوں اوور"۔۔۔۔ بولنے والے کا لہجہ خاصا باریک تھا۔

"بالوف بول رہا ہوں مطلوب۔ عاطف اور رضیہ دونوں نے تنظیم سے غداری کی کوشش کی تھی۔ اس لئے ان دونوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اور مجھے خطرہ ہے کہ رضیہ نے یہاں کی حکومت کو ہمارے متعلق بنیادی معلومات مہیا نہ کر دی ہوں۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم اپنا تمام سیٹ اپ فوری طور پر بدل دیں۔ چنانچہ اب میں کارخانے سے استعفیٰ دے کر ایک بزنس مین بن جاؤں گا۔ تم مزدوری چھوڑ کر ٹاپ بار سنبھال لو۔ اسی طرح افراسیاب کو بھی اطلاع کر دو کہ وہ فوراً ٹیکسی ڈرائیونگ چھوڑ کر ٹرانسپورٹ کمپنی والا آفس سنبھال لے۔ ہم سب نے بیک اپ بھی بدل لینے ہیں اور ہمارے کوڈ بھی اب سے

تبدیل ہو جائیں گے۔ اب فرسٹ کوڈ کی بجائے سیکنڈ کوڈ مستقل طور پر استعمال ہو گا۔ اسی طرح ہمارے نام بھی سیکنڈ کوڈ کے مطابق بدل جائیں گے۔ میں اب ریڈ باس ہوں گا۔ تم نمبر ون اور افراسیاب نمبر ٹو اوور" ____ بالوف نے پوری تفصیل سے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ یس باس ____ لیکن عاطف اور رضیہ نے کس طرح غداری کی۔ وہ تو ہمارے بہت با اعتماد ممبرز تھے اوور" مطلوب نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" یہ سب کچھ اس رضیہ کی وجہ سے ہوا ہے۔ میں نے پہلے ہی کوشش کی تھی کہ عاطف اس رضیہ کو چھوڑ دے۔ لیکن وہ کسی طرح اُسے چھوڑنے پر آمادہ نہ تھا۔ اس لئے میں مجبوراً اُسے برداشت کرتا چلا آیا۔ اور پھر آخر کار میرا اندازہ درست نکلا اور رضیہ کی وجہ سے عاطف کو بھی اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑے اوور" ____ بالوف نے کہا۔

" اوہ یس باس۔ بہرحال ٹھیک ہے اس طرح ہمارے مشن میں کوئی رکاوٹ نہ آئے گی۔ اور کام اُسی رفتار سے آگے بڑھتا رہے گا اوور" ____ مطلوب نے جواب دیا۔

" ہاں۔ اوور اینڈ آل" ____ بالوف نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اس کی ناب گھما کر ایک اور فریکونسی سیٹ کی اور پھر بٹن دبا دیا۔

" یس ____ ہیڈ کوارٹر اوور" ____ بٹن دبتے ہی ایک

بھاری آواز سنائی دی۔

" بالوف بول رہا ہوں " ____ بالوف نے کہنا شروع کر دیا۔ اور پھر اس نے ویسی ہی تفصیلی ہدایات اپنے ہیڈ کوارٹر کو دینی شروع کر دیں۔ جیسی اس نے مطلوب کو دی تھیں۔

" اوہ یس باس۔ میں سمجھ گیا باس۔ آپ بے فکر رہیں اوور" دوسری طرف سے کہا گیا۔

" پورا سیٹ اپ بدل دو۔ ہیڈ کوارٹر تو یہی رہے گا۔ لیکن باقی تمام اڈے بدل دو۔ اسلحے کے تمام فرسٹ گودام فوری طور پر خالی کر دو۔ اور تمام اسلحہ متبادل گوداموں میں منتقل کر دو۔ اب فرسٹ گوداموں کو قطعاً استعمال نہ کیا جائے گا۔ پوری تنظیم میں نئی ہدایات پہنچا دو۔ اب آئندہ سے ان نئی ہدایات کے مطابق ہی سارا کام ہوا کرے گا اوور" ____ بالوف نے کہا۔

" یس ریڈ باس۔ آپ کے احکامات کی مکمل اور فوری تعمیل ہو گی اوور" ____ دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اوور اینڈ آل " ____ بالوف نے انتہائی مطمئن لہجے میں جواب دیا۔ اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے اونچی نشست کی کرسی سے سر ٹیک دیا۔ اس کے چہرے پر اب گہرے اطمینان کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

"ہم مکمل اندھیرے میں واپس پہنچ گئے ہیں بلیک
عاطف اور رضیہ کی موت کے ساتھ ہی لانگ سرکل نے ہر د
آثار ختم کر دیئے ہیں۔ جن سے ان کی نشاندہی ہو سکتی۔ عاطف کے
تمام اڈے تباہ کر دیئے گئے ہیں۔ اس سے وابستہ افراد ختم کر
دیئے گئے ہیں۔ اور باوجود زبردست تلاش کے نہ کسی کارخانہ
میں وہ بالوف دریافت ہو سکا ہے۔ اور نہ ہی وہ مطلوب اور
افراسیاب کا پتہ چل سکا ہے۔ بالوف کو تو پھر بھی تلاش کیا جا
سکتا تھا کیونکہ بہرحال کارخانوں کی تعداد کو گنا جا سکتا ہے۔ اور
اس میں موجود انجینئرز کو چیک کیا جا سکتا ہے لیکن یہاں لاتعداد
ٹیکسی ڈرائیور ہیں۔ اور لاتعداد مزدور۔ البتہ افراسیاب کے
متعلق چھان بین سے یہ اطلاع ملی ہے کہ وہ اچانک غائب
ہو گیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ان سب نے پورا سیٹ

ہی تبدیل کر دیا ہے" ــــ عمران نے قدرے جھنجلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ظاہر ہے عمران صاحب۔ ایسا ہونا ہی تھا۔ ورنہ تو وہ حقیر چوہوں کی طرح گھیر کر مار لئے جاتے" ــــ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اب ہمیں خود انہیں ٹریس کرنا ہوگا۔ لیکن میرے ذہن میں کوئی واضح لائحہ عمل نہیں آرہا" ــــ عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"میرے ذہن میں ایک بات آئی ہے۔ انہوں نے اسلحہ سٹاک کرنے کے لئے لازماً دارالحکومت میں ہی گودام بنائے ہوئے ہوں گے۔ ان گوداموں کو اگر ٹریس کر لیا جائے تو ہمیں آگے بڑھنے کا کلیو مل سکتا ہے" ــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے ہم ٹائیگر کی مدد سے دارالحکومت کی ایک ایک عمارت چیک کریں" ــــ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"اتنا تو میں بھی سمجھتا ہوں باس کہ ایسا ہونا ناممکن ہے۔ میرے ذہن میں الفاریز کی بات تھی" ــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ الفاریز کو پورے دارالحکومت پر نہیں پھیلایا جا سکتا۔ کیونکہ یہاں ہماری اپنی فوج کے بھی اسلحے کے بے پناہ

ذخیرے موجود ہیں۔ اور دوسری بات یہ کہ لازماً اسلحے کے ان گوداموں کے گرد انہوں نے جدید ترین حفاظتی انتظامات بھی کر رکھے ہوں گے۔ آخر تین ملک اس میں ملوث ہیں۔ یہ کوئی عام مجرم تنظیم نہیں ہے۔ البتہ تمہاری بات سے میرے ذہن میں ایک نیا آئیڈیا آیا ہے۔ رضیہ کے متعلق جو انکوائری نعمانی نے کی ہے۔ اس کے مطابق رضیہ جبار اپارٹمنٹس کی چوتھی منزل کے کمرہ نمبر بارہ میں مستقل طور پر رہائش پذیر تھی۔ اور یقیناً عاطف بھی اکثر وہاں آتا جاتا رہتا ہوگا۔ جبار اپارٹمنٹس کی اپنی ٹیلیفون ایکس چینج ہے۔ وہاں سے شاید کسی ایسے فون نمبر کا علم ہو جائے جو محفوظ ہو۔ تو اس اڈے سے شاید اس تنظیم کے بارے میں کوئی نئی بات معلوم ہو سکے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور بلیک زیرو نے سر ہلا دیا

اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" ایکسٹو"۔۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

" نعمانی بول رہا ہوں جناب عمران صاحب نے میری ڈیوٹی لگائی تھی کہ میں زیر زمین دنیا سے کسی ایسے آدمی کو تلاش کروں جو کہ انتہائی باخبر آدمی ہو۔ اور میں نے ایسا آدمی تلاش کر لیا ہے۔ اس کا نام مارتھم ہے اور وہ ٹاپ بار میں بیٹھتا ہے اس کے متعلق پوری زیر زمین دنیا کا یہ خیال ہے کہ مارتھم پاکیشیا میں ہونے والے ہر واقعے سے پوری طرح باخبر رہتا ہے"

نعمانی نے جواب دیا۔

" مارتھم کوئی نیا آدمی ہے۔ پہلے تو اس کا نام سننے میں نہیں آیا"۔۔۔۔ عمران نے ایکسٹو کے ہی لہجے میں کہا۔

" یس باس۔ ایک لحاظ سے وہ نیا آدمی ہی ہے۔ کیونکہ بتایا گیا ہے کہ مارتھم پہلے کسی خفیہ تنظیم سے منسلک تھا۔ اور پھر کسی مشن کے دوران اس کی آنکھوں میں ایسی ریز پڑیں کہ وہ بالکل اندھا ہو گیا۔ اندھا ہونے کے بعد اس نے یہ دھندے تو چھوڑ دیئے۔ البتہ اس نے ایک ایسی خفیہ تنظیم بنا لی جو معلومات اکٹھی کر کے اسے پہنچاتی ہے اور اندھا مارتھم ان معلومات کو باقاعدہ فروخت کرتا ہے"۔۔۔۔ نعمانی نے جواب دیا۔

" اوہ۔ وہ اندھا ہے۔ پھر یقیناً وہ اس دھندے میں ملوث ہوگا۔ تم اس وقت کہاں سے بول رہے ہو"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

" ٹاپ بار کے برآمدے میں موجود ایک پبلک بوتھ سے جناب"۔۔۔۔ نعمانی نے جواب دیا۔

" اوکے۔ تم وہیں رکو۔ میں عمران کو تمہارے پاس بھیجتا ہوں۔ پھر عمران خود ہی باقی کارروائی کرے گا"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور دوسری طرف سے کوئی لفظ سنے بغیر اس نے رسیور رکھ دیا۔

" میرا خیال ہے شاید ہی مارتھم سے کوئی خبر مل سکے۔ اس قدر باوسائل تنظیم یوں عام مجرموں کے بس کی نہیں ہو سکتی"

ملیک زبیدہ نے کہا۔

"لیکن وہ اندھا ہے تو پھر واقعی اس سے کچھ نہ کچھ معلوم ہو سکتا ہے۔ کیونکہ عام نفسیات یہی بتاتی ہیں کہ اندھے آدمی کے باقی حواس بے حد تیز ہو جاتے ہیں۔ اور بعض ایسی باتیں جسے نارمل آدمی نہیں سن سکتا یا سمجھ سکتا اندھے افراد سن بھی لیتے ہیں اور سمجھ بھی لیتے ہیں۔ بہرحال اسے ٹٹولا تو جاسکتا ہے"۔ عمران نے کہا۔ اور تیزی سے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد جب وہ ڈریسنگ روم سے باہر آیا تو اس کا لباس بدل چکا تھا۔ لیکن اس نے میک اپ نہ کیا تھا۔ عمران ڈریسنگ روم سے نکل کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اور تھوڑی دیر بعد اس کی کار دانش منزل سے نکل کر خاصی تیز رفتاری سے ٹاپ بار کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔

ٹاپ بار پہنچنے سے پہلے ہی عمران نے کار ایک سائیڈ پہ روکی اور خود نیچے اتر کر وہ پیدل ہی ٹاپ بار کی جدید طرز کی عمارت کی طرف بڑھ گیا۔ یہ بار ابھی حال ہی میں وجود میں آیا تھا۔ اور عمران اس سے پہلے اس بار میں کبھی نہ آیا تھا۔ عمران جیسے ہی ٹاپ بار کے بیرونی برآمدے تک پہنچا اس نے نعمانی کو برآمدے میں موجود کرسیوں میں سے ایک پر ـــــ بڑے اطمینان سے وہسکی کی بوتل ہاتھ میں پکڑے بیٹھے ہوئے دیکھا۔

"اچھا تو یہ عیاشی ہو رہی ہے"۔ ـــــ عمران نے اس کے ساتھ والی کرسی پہ بیٹھتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"اوہ عمران صاحب۔ آپ۔ اب کیا کیا جائے۔ یہاں تو چائے یا کوک پینا اپنے آپ کو مشکوک کرنے کے مترادف ہے"۔ نعمانی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"وہ مارتھم کہاں ہے"۔ ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

"وہ اندر ہال میں اپنے مخصوص کیبن میں موجود ہے۔ کیبن نمبر چار۔ اس نے اپنے لئے مستقل طور پہ ریزرو کرایا ہوا ہے۔ وہ مستقل وہیں بیٹھا رہتا ہے۔ اس سے ملنے والے اسی کیبن میں ہی جا کر اس سے ملتے ہیں"۔ ـــــ نعمانی نے کہا۔ اور عمران سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"آؤ میرے ساتھ۔ اس اندھے مخبر کو بھی دیکھ لیں کہ وہ کتنے پانی میں ہے"۔ ـــــ عمران نے کہا۔ اور ہال کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ نعمانی بھی سر ہلاتا ہوا اس کے پیچھے چل پڑا۔ وہسکی کی بوتل اس کے ہاتھ میں تھی۔ وہ بوتل کی پے منٹ پہلے ہی کر چکا تھا۔ اس لئے وہ اطمینان سے چلتا ہوا عمران کے پیچھے ہال میں داخل ہو گیا۔ ٹاپ بار کا ہال خاصا بڑا اور شاندار انداز میں سجا ہوا تھا۔ دائیں طرف کیبنز کی ایک طویل قطار بنی ہوئی تھی۔ جن پر پردے پڑے ہوئے تھے اور باہر بلب جل رہے تھے۔ جو کیبن لگا ہوتا اس کا بلب جل جاتا۔ خالی کیبن کا بلب بجھا رہتا۔ اس لئے آنے والوں کو خود ہی پتہ چل جاتا کہ کون سا کیبن مصروف ہے اور کون سا خالی ہے۔ چار نمبر کیبن کا بلب جل رہا تھا اور عمران خاموشی سے قدم اٹھاتا اسی

کیبن کی طرف بڑھتا گیا۔

"کیا میں اندر آسکتا ہوں مارتھم" ------ عمران نے پردہ ہٹا کر
سامنے کرسی پر بیٹھے ہوئے اندھے آدمی سے مخاطب ہو کر
کہا۔ اس کے نابینا ہونے کی وجہ سے ہی عمران کو معلوم ہو
گیا تھا کہ یہی مارتھم ہے۔ کیبن میں وہ اکیلا بیٹھا ہوا شراب
پینے میں مصروف تھا۔

"اوہ۔ یس کم ان پلیز" ------ اندھے مارتھم نے چونک
کر کہا۔

"میرا نام ڈیگر ہے اور یہ میرا ساتھی جیکب ہے" ------ عمران
نے آگے بڑھ کر اپنا اور نعمانی کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"تم شاید کوئی معلومات خریدنے آئے ہو۔ لیکن معاف کرنا
میں کسی اجنبی سے کوئی بات نہیں کیا کرتا۔ یہ میرا اصول ہے"
مارتھم نے خشک لہجے میں کہا۔

"ہم معلومات خریدنے نہیں بلکہ فروخت کرنے آئے ہیں"
عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور مارتھم اس کی بات
سن کر بری طرح چونک پڑا۔

"اوہ ------ کیا مطلب ------ کیسی معلومات۔ میں تو معلومات
خریدنے کا کوئی دھندہ نہیں کرتا۔ بس میرے مخصوص ذرائع
ہیں جن سے میں معلومات حاصل کرتا ہوں خریدتا نہیں ہوں"
مارتھم نے جواب دیا۔

"مجھے معلوم ہے مارتھم۔ لیکن اس کے باوجود جو معلومات

میں تمہارے پاس فروخت کرنے آیا ہوں۔ اگر میں اس کی طرف
اشارہ بھی کر دوں تو تم لازماً انہیں خریدنے پر مجبور ہو جاؤ گے۔
ورنہ دوسری صورت میں تمہاری اپنی جان بھی جا سکتی ہے"
عمران نے کہا۔

"کیا مطلب۔ تم واضح بات کرو" ------ مارتھم نے الجھے
ہوئے لہجے میں کہا۔

"صرف اشارہ کروں گا لانگ سرکل" ------ عمران نے آگے
کی طرف جھکتے ہوئے سرگوشیانہ انداز میں کہا۔ اور اندھا مارتھم
لانگ سرکل کے الفاظ سن کر اس بری طرح اچھلا کہ جیسے اس کے
سر پر بم پھٹ پڑا ہو۔

"اوہ اوہ۔ تمہیں یقیناً غلط فہمی ہوئی ہے۔ دوست۔ مجھے
لانگ یا شارٹ سرکل سے کوئی دلچسپی نہیں ہے" ------ مارتھم
نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تمہاری مرضی۔ اچھا اجازت" ------ عمران
نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے بیٹھو۔ اب آ گئے ہو تو پلیز بیٹھو۔ بولو کیا پیو گے"
مارتھم نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"پینے کا سامان ہمارے پاس پہلے سے موجود ہے۔ تم
تکلیف نہ کرو۔ تم صرف اتنا بتا دو کہ تمہیں ان معلومات کے
خریدنے میں دلچسپی ہے یا نہیں" ------ عمران نے کہا۔ ویسے
اس نے تو اندھیرے میں تیر چلایا تھا۔ لیکن لانگ سرکل کا نام سن

کہ جس طرح مارتھم چونکا تھا۔ اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ مارتھم لانگ سرکل کے متعلق جانتا ہے۔ اور عمران یہی جاننا چاہتا تھا۔

"میں تو مروتاً کہہ رہا تھا۔ ویسے اصل بات یہ ہے کہ مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ نہ ہی یہ میری رینج کا کام ہے۔ میرا کام تو عام مجرموں کو عام سی معلومات فروخت کرنا ہے۔ میں بڑی تنظیموں کے چکر میں کبھی نہیں الجھتا۔ اور لانگ سرکل کے متعلق کچھ جاننے کی خواہش رکھنے والا کم ازکم اس قدر اطمینان سے ٹاپ بار میں نہ بیٹھا ہوتا۔ ویسے مجھے معلوم ہے کہ تمہیں بیکو نے بھیجا ہوگا۔ جب سے یہاں آیا ہے۔ اُسے یہی خطرہ لاحق رہتا ہے۔ حالانکہ میں نے اُسے ہمیشہ یقین دلایا ہے کہ میں اس کے دھندے میں کبھی ملوث نہیں ہوں گا" ——— مارتھم نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب ہمیں بھی یقین آگیا ہے۔ لیکن پھر آخر تم نے اڈے کے لئے ٹاپ بار کو ہی کیوں منتخب کیا ہے باس اس بات سے پریشان رہتا ہے۔ ایسا نہیں ہوسکتا کہ تم کسی اور بار کا رخ کر لو۔ آج کل حالات بے حد خراب ہیں اور باس نہیں چاہتا کہ ایک اندھے کے خون سے ہاتھ رنگے" ——— عمران نے کہا۔

"اوہ۔ بیکو کو مارتھم کے متعلق مکمل معلومات نہیں ہیں۔ اور ظاہر ہے ہو بھی نہیں سکتیں۔ وہ یہاں کا انچارج ابھی حال ہی میں بنا ہے جب کہ میں یہاں گزشتہ چھ سالوں سے بیٹھا ہوں۔ تم اپنے باس کو میری طرف سے سمجھا دو کہ مارتھم سے اُسے کبھی کوئی شکایت

نہیں ہوگی۔ یہ اڈہ میرا جما ہوا ہے۔ یہاں سے ہٹنے کے بعد مجھے بے حد تکلیف اٹھانی پڑے گی اور پھر میں کیبن کا ڈبل کرایہ ادا کرتا ہوں" ——— مارتھم نے جواب دیا۔

"تم بیکو کو پوری طرح نہیں جانتے مارتھم۔ وہ انتہائی وہمی ہے اب بھی وہ تمہارے قتل کا حکم دے چکا تھا۔ لیکن ہم نے اُسے سمجھایا کہ خواہ مخواہ تمہارا خون بہانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ ہم نے اُسے بتایا کہ ہم خود چیک کر لیں گے لیکن مجھے یقین ہے کہ جب تک تم خود بیکو کی تسلی نہ کرا لو بات بنے گی نہیں" ——— عمران نے جواب دیا۔

"وہ جس طرح چاہے تسلی کر سکتا ہے۔ ویسے اُسے میری طرف سے بتا دینا کہ مارتھم کو وہ کمزور یا اکیلا نہ سمجھے۔ اُسے میری تمام حیثیتوں کا پوری طرح علم نہیں ہے۔ بار بزنس میں وہ نیا آیا ہے۔ اس لئے وہ اس قدر بے چین ہے۔ ورنہ مجھے تو یہ بھی معلوم ہے کہ وہ مطلوب سے بیکو کیوں بنا ہے۔ لیکن میں نے کبھی ایسے دھندوں میں اپنی ٹانگ نہیں اڑائی۔ اس لئے اُسے بتا دو کہ اُسے میری طرف سے کوئی خطرہ درپیش نہ آئے گا"

مارتھم نے ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم سمجھا دیں گے۔ ہمیں یقین ہے کہ وہ سمجھ جائے گا۔ لیکن اگر پھر بھی اُسے شک رہا تو پھر ہم اُسے یہی مشورہ دیں گے کہ وہ تم سے براہِ راست بات کرے" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میں اس پر بھی ہر وقت تیار ہوں۔ میں یہاں موجود ہوں اور وہ

بھی۔ وہ جب چاہے یہاں آ کر مجھ سے مل سکتا ہے یا مجھے اپنے پاس بلا سکتا ہے" ۔۔۔۔ مارتھم نے کہا۔

"او۔کے مارتھم۔ تم بے فکر رہو۔ اور اطمینان سے دھندہ کرو۔ اب باس تمہارے آڑے نہ آئے گا۔ گڈ بائی" ۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور اٹھ کر کیبن سے باہر آ گیا۔ نعمانی بھی خاموشی سے اس کے پیچھے چلتا ہوا باہر آ گیا۔ عمران ادھر ادھر دیکھے بغیر سیدھا بیرونی دروازہ کراس کر کے ہال سے باہر نکل آیا۔

"یہ آپ کو اچانک معلومات فروخت کرنے کی کیا سوجھی" نعمانی نے ہال سے باہر آتے ہی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یار اب ضروری تو نہیں کہ ہر وقت جیب میں رقم رہے۔ ویسے بھی سلیمان آج کل چھٹی پہ گیا ہوا ہے۔ اس لئے جیب خالی ہی ہے" ۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کار کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"سلیمان چھٹی پہ ہے تو پھر تو جیب بھری ہونی چاہیئے۔ آپ تو ہمیشہ یہی رونا روتے رہتے ہیں کہ سلیمان جیب خالی کر دیتا ہے" ۔۔۔۔ نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا بتاؤں۔ رقم ہی تب جیب میں آتی ہے جب نکالنے والا موجود ہو" ۔۔۔۔ عمران نے کار کے قریب پہنچتے ہوئے کہا اور نعمانی بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

عمران نے سٹیرنگ سنبھالا اور نعمانی کے سائیڈ سیٹ پر بیٹھتے ہی عمران نے کار آگے بڑھا دی۔

"عمران صاحب۔ میرا خیال ہے ہمارا تعاقب ہو رہا ہے" اچانک نعمانی نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ سیاہ رنگ کی کار ہمارے پیچھے ہے اور اس کو ٹریس کرنے کے لئے تو میں واپس آ گیا تھا" ۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے سر ہلا کر کہا۔

"کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں" ۔۔۔۔ نعمانی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے مارتھم سے معلومات حاصل کر لی ہیں۔ بس صرف طریقہ کار مختلف تھا۔ لیکن مجھے معلوم تھا کہ ان باتوں کے بعد لازماً ہماری نگرانی کی جائے گی۔ اس طرح ہمیں آگے بڑھنے کے لئے کلیو مل جائے گا" ۔۔۔۔ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔ اور نعمانی بے اختیار مسکرا دیا۔ واقعی یہ جاسوسی عجیب دھندہ ہے۔ اس میں کبھی کبھار تو خود کو چارہ بنا کر مجرموں کے آگے ڈالنا پڑ جاتا تھا۔

"اب ذرا ہوشیار رہنا" ۔۔۔۔ عمران نے کار ایک ویران سڑک پر موڑتے ہوئے کہا۔ اور نعمانی تن کر سیدھا ہو گیا۔ عمران نے کار کی رفتار آہستہ کر دی۔ اور پھر چند لمحوں بعد کار دو تین جھٹکے کھا کر رک گئی۔ عمران نے دروازہ کھولا اور نیچے اتر آیا۔ سیاہ کار کافی پیچھے تھی۔ عمران نے بونٹ کھول کر اسے لفٹ ہک میں پھنسا کر کھڑا کیا اور پھر انجن پر ایسے جھک گیا جیسے کار میں پیدا ہونے والے نقص کو تلاش کر رہا ہو۔ دوسری طرف سے نعمانی بھی

اتر کر کھڑا ہو گیا۔ وہ جسم کو اس طرح اکڑا رہا تھا جیسے بیٹھے بیٹھے تھک گیا ہو۔ سیاہ رنگ کی کار ان کے قریب پہنچی تو عمران نے مڑ کر ہاتھ اٹھایا اور کار کو رکنے کا اشارہ کیا۔ کار کا بونٹ وہ بند کر چکا تھا۔

"کیا بات ہے مسٹر"۔۔۔۔ سیاہ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے ایک نوجوان نے کھڑکی سے سر باہر نکالتے ہوئے پوچھا۔ وہ اپنی شکل و صورت اور جسم سے کسی یونیورسٹی کا طالب علم لگتا تھا۔ اس کے ساتھ والی سیٹ پر ایک لمبی مونچھوں والا نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔

"ہماری کار خراب ہو گئی ہے۔ اگر آپ ہمیں لفٹ دے دیں تو......"۔۔۔۔ عمران نے ڈرائیور کے قریب جا کر بڑے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"کہاں جانا ہے آپ لوگوں نے"۔۔۔۔ ساتھ بیٹھے ہوئے مونچھوں والے نے قدرے سخت لہجے میں پوچھا۔

"جانا تو اسکائی ویو تھا۔ لیکن آپ ہمیں چوک سراج پر اتار دیں تو وہاں سے کوئی مستری مل جائے گا"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"او۔ کے۔ بیٹھ جاؤ"۔۔۔۔ ڈرائیور نے کہا۔

"آ بھائی جیکب۔ یہ شریف لوگ مان گئے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے مڑ کر نعمانی سے کہا۔ اور نعمانی سر ہلاتا ہوا کار کی طرف بڑھ آیا۔ عمران اور نعمانی بڑے اطمینان سے پچھلی سیٹوں پر بیٹھ

اور کار آگے بڑھنے لگی۔

"آپ لوگ کہاں سے آ رہے تھے"۔۔۔۔ مونچھوں والے نے مڑ کر پوچھا۔

"ٹاپ بار سے جناب۔ ہم وہاں اندھے مارتھم سے ملنے گئے تھے"۔۔۔۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"اندھے مارتھم سے۔۔۔۔ اوہ کیوں"۔۔۔۔ مونچھوں والے نے چونک کر پوچھا۔

"ہمیں پتہ چلا تھا کہ وہ سرمہ نور نظر فروخت کرتا ہے جس سے کمزور بینائی طاقتور ہو جاتی ہے۔ مجھے دراصل دور کی چیزیں زیادہ واضح اور قریب کی چیزیں زیادہ صاف نظر آتی ہیں۔ اس لئے میں نے سوچا کہ سرمہ نور نظر مارتھم سے لے لوں۔ لیکن وہ کہنے لگا کہ وہ تو صرف ان کو سرمہ بیچتا ہے جنہیں دور کی چیزیں زیادہ صاف اور قریب کی چیزیں زیادہ واضح نظر آتی ہوں"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور مونچھوں والا اور ڈرائیور دونوں کے چہروں پر حیرت اور الجھن کے آثار ابھر آئے۔

"کیا مطلب ہوا۔ کیا تم ہم سے مذاق کر رہے ہو"۔ مونچھوں والے نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"مذاق۔۔۔۔ اوہ جناب۔ آپ کی مونچھیں دیکھنے کے بعد کسی کو جرات ہو سکتی ہے مذاق کرنے کی۔ بھلا ملا کو خان سے کوئی مذاق کر سکتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے سہم کر کہا۔ اور

مونچھوں والے کا چہرہ کھل اٹھا۔ اس نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے مونچھوں کو سہلانا شروع کر دیا۔

کار اب خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھی جا رہی تھی۔ اور پھر اچانک وہ ایک سائیڈ روڈ پر مڑ گئی۔

"لیکن جناب آپ نے گوند کون سی استعمال کی ہے" عمران نے اچانک مونچھوں والے سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"کیا مطلب" ——— مونچھوں والے نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"اتنی مضبوط مونچھیں میں نے کم ہی دیکھی ہیں۔ ابھی تک ذرا بھی ٹیڑھی نہیں ہوئیں اس لئے پوچھ رہا تھا" ——— عمران نے کہا۔

"شٹ اپ ——— میں بکواس کرنے والوں کی گردنیں توڑ دیتا ہوں" ——— مونچھوں والے کو یک لخت غصہ آگیا۔ اور عمران نے ایسی اداکاری شروع کر دی جیسے وہ واقعی انتہائی خوف زدہ ہو گیا ہو۔ نعمانی ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی سمجھ میں ابھی تک یہ بات نہ آ رہی تھی کہ آخر عمران چاہتا کیا ہے حالانکہ جس طرح عمران نے اُسے ہوشیار رہنے کے لئے کہا تھا۔ اس کا مطلب تو یہی ہو سکتا تھا کہ وہ ان پر قابو پانا چاہتا ہے۔ لیکن اب وہ کار میں بیٹھا اس طرح باتیں کر رہا تھا جیسے اس کا مقصد صرف اس کار میں لفٹ لینے کے سوا اور کچھ نہ ہو۔

"نادر۔ کیا خیال ہے۔ ذرا عارف سے ملتے چلیں"

یک لخت ڈرائیور نے مونچھوں والے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ارے ہاں۔ تم نے یاد دلا دیا۔ اُسے مل لیں پھر انہیں چوک پر چھوڑ دیں گے" ——— نادر نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ اور کار تیزی سے مڑ کر ایک رہائشی کالونی میں داخل ہو گئی۔

"آپ ہماری فکر نہ کریں جناب۔ آپ کی کار بڑی آرام دہ ہے۔ ایسی کار میں بیٹھنے کے بعد نیچے اترنے کو دل ہی نہیں چاہتا" عمران نے کہا۔ اور اس بار نادر اور اس کا ڈرائیور ساتھی دونوں بڑے طنزیہ انداز میں ہنس پڑے۔ کار ایک کوٹھی کے پھاٹک پر جا کر رک گئی۔ ڈرائیور نے تین بار ہارن بجایا تو پھاٹک کھل گیا۔ اور کار اندر داخل ہو گئی۔ پورچ میں دو کاریں پہلے سے موجود تھیں۔ ڈرائیور نے کار ایک سائیڈ میں جا کر روک دی۔

"آؤ تمہیں بھی عارف سے ملوا دیں۔ اُسے تم جیسے احمقوں سے مل کر بڑی خوشی ہوتی ہے" ——— نادر نے نیچے اترتے ہوئے کہا۔ اور عمران مسکراتا ہوا نیچے اتر آیا۔ نعمانی بھی خاموشی سے نیچے اترا۔ اور پھر وہ ان دونوں کے ساتھ چلتے ہوئے کوٹھی کے برآمدے کی سائیڈ میں بنے ہوئے کمرے کی طرف بڑھ گئے۔ یہ کمرہ ڈرائنگ روم کے سے انداز میں سجا ہوا تھا۔

"واہ۔ کیا خوب صورت اور جدید صوفے ہیں۔ یہ عارف صاحب کی بیگم شاید کسی فرنیچر والے کی صاحبزادی ہے" ——— عمران نے صوفوں کو دیکھ کر کہا۔ اور نادر اور اس کے ساتھی کے حلق سے نکلنے والے قہقہوں سے ڈرائنگ روم گونج اٹھا۔ اُسی لمحے

سائیڈ کا دروازہ کھلا اور دوسرے لمحے دو مشین گنوں سے مسلح نوجوان تیزی سے اندر داخل ہوئے اور انہوں نے اس طرح عمران اور نعمانی کی طرف مشین گنیں سیدھی کر لیں جیسے وہ انہیں انسان کی بجائے نشانہ بازی کے لئے استعمال ہونے والے ریت کے تھیلے سمجھ رہے ہوں۔

" ارے ارے۔ ہم انسان ہیں بھائی۔ ریت کے تھیلے نہیں ہیں" ——— عمران نے خوف زدہ ہوتے ہوئے کہا۔

" نادر۔ یہ کون ہیں۔ اور تم انہیں یہاں کیوں لے آئے ہو" اسی لمحے دروازے سے ایک اور لمبے تڑنگے آدمی نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اس نے جسم پر قیمتی نائٹ گاؤن پہنا ہوا تھا اور اس کے منہ میں سگار دبا ہوا تھا۔

" جناب۔ یہ دونوں مشکوک آدمی ہیں۔ ٹاپ بار میں انہوں نے اندھے مارتھم سے ملاقات کی ہے۔ اور ان کی گفتگو کے دوران لانگ سرکل کا لفظ بھی آیا تھا۔ اس لئے ہم انہیں آپ کے پاس لے آئے ہیں" ——— مونچھوں والے نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" اوہ۔ تم نے ان کی تلاشی لی ہے" ——— عارف نے سگار منہ سے نکال کر چونکتے ہوئے کہا۔

" تلاشی کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ ہم نے چیک کر لیا ہے یہ معصوم سی بھیڑیں ہیں" ——— نادر نے بے اختیار مونچھوں کو تاؤ دیتے ہوئے کہا۔

" اچھا" ——— عارف نے کہا اور پھر وہ عمران اور نعمانی سے مخاطب ہو گیا۔

" تم کون ہو۔ پوری تفصیل سے اپنا تعارف کراؤ" ——— عارف نے کرخت لہجے میں کہا۔

" ہمیں افسوس ہے مسٹر عارف۔ آپ کا سیکشن انتہائی کمزور اور انتہائی احمق افراد سے بھرا ہوا ہے۔ باس بالوف کو اطلاع ملی تھی لیکن اسے یقین نہ آیا تھا۔ چنانچہ اس نے ہمیں چیک کرنے کے لئے بھیجا اور اب ہماری رپورٹ یہی ہو گی کہ واقعی اسے ملنے والی اطلاعات درست ہیں" عمران نے یک لخت انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور اس بار عارف کے ساتھ ساتھ نادر اور دوسرے ڈرائیور کے چہرے پر یک لخت زلزلے کے سے آثار پیدا ہو گئے۔

" کک ——— کک ——— کیا مطلب۔ تم کون ہو" عارف نے بری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" کیا تم اب بھی اصل بات نہیں سمجھ سکے۔ تمہیں عاطف کے حشر کا علم نہیں ہوا" ——— عمران نے ہونٹ دباتے ہوئے کہا۔

" لل ——— لیکن۔ ہمارا عاطف سے کیا تعلق" ——— عارف اور زیادہ بوکھلا گیا۔

" بہت خوب۔ اچھا جواب ہے۔ ذرا ٹیلی فون منگوانا۔ میں چیف باس سے پوچھوں کہ تمہارا عاطف سے کیا تعلق ہے۔"

عمران نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"تم ہو کون۔ اور یہ تم کیسی باتیں کر رہے ہو"۔۔۔ عارف نے اس بار اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"تو پھر سب کے سامنے کھل کر بات کرنی ہو گی۔ سوچ لو۔ کہیں یہی بات تمہارے مقدر پر مہر نہ لگا دے"۔۔۔ عمران نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ۔ تم دونوں باہر جاؤ"۔۔۔ عارف نے چونک کر مشین گن برداروں سے کہا۔ اور وہ سر ہلاتے ہوئے مڑے اور دروازے سے باہر نکل گئے۔

"اب تم نے سمجھداری کی بات کی ہے۔ لیکن مسٹر عارف تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی حرکات میں انتہائی ناپختہ پن ہے۔ حالانکہ ملک کے حالات تم جانتے ہو۔ ان حالات میں تمہارا یہ ناپختہ پن پوری تنظیم کے لئے شدید خطرے کا باعث بن سکتا ہے"۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا

"تم کھل کر بات کرو۔ تم کہنا کیا چاہتے ہو"۔۔۔ عارف نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"چیف باس کو اطلاع ملی تھی کہ تمہارا سیکشن تمہارے ساتھیوں کے لاابالی پن کی وجہ سے کسی بھی وقت ٹریس ہو سکتا ہے۔ چنانچہ چیف باس نے ہمیں چیکنگ کے لئے بھیجا۔ ہمیں معلوم تھا کہ تمہارے یہ دونوں ساتھی ٹاپ بار میں موجود ہیں۔ چنانچہ ہم ماڈکھم سے ملے۔ اور ہم نے جان بوجھ کر ان سے

اوٹ پٹانگ گفتگو کی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمہارے دونوں ساتھیوں نے کارکردگی دکھانے کے جوش میں ہمارا تعاقب کیا۔ ہم نے مزید چیکنگ کے لئے اپنی کار خراب ہونے کا بہانہ کیا۔ اور ان سے لفٹ مانگی۔ جو آسانی سے مل گئی۔ اور پھر ان دونوں نے سب سے بڑی حماقت کی کہ ہمیں سیدھا بغیر کچھ سوچے سمجھے تمہارے پاس لے آئے۔ اب تم خود سوچو کہ اگر ہماری جگہ پر حکومت کے جاسوس ہوتے۔ تو کیا ہوتا۔ اور تمہارے ساتھیوں کی ان احمقانہ حرکتوں کا کیا نتیجہ نکلتا"۔۔۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔

"کیوں نادر"۔۔۔ عارف نے اس بار مونچھوں والے سے مخاطب ہو کر انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"باس۔ ہم تو انہیں یہاں اس لئے لائے تھے تاکہ یہاں ان پر تشدد کر کے ان سے اصل بات اگلوائی جا سکے۔ ورنہ ہم چاہتے تو انہیں ان کی کار سمیت اس ویران سڑک پر ہی اڑا دیتے"۔ نادر نے جواب دیا۔

"باس۔ مجھے تو یہ لوگ اب بھی مشکوک نظر آتے ہیں"۔۔۔ نوجوان ڈرائیور جو خاموش بیٹھا تھا نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

"بہت خوب۔ یہ بات ہوئی۔ تو تم ایسا کرو باس سے بات کرو۔ اور اسے کہو کہ ڈیگرا اور جیکب ہمیں مشکوک لگ رہے ہیں۔ وہ تمہیں خود ہی اس بات کا جواب دے دے گا"۔ عمران نے طنزیہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ تم ہیڈ کوارٹر کے آدمی ہو۔ حالانکہ میں

ہیڈکوارٹر کے سب افراد کو اچھی طرح جانتا ہوں" ـــــ عارف
نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔
"کہہ تو رہا ہوں کہ تم باس سے بات کر لو" ـــــ عمران
نے جھنجلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔
"نادر۔ ٹرانسمیٹر لے آؤ۔ ابھی بات واضح ہو جائے گی۔ اگر یہ
واقعی ہیڈکوارٹر کے آدمی ہیں تو میں باس سے کہوں گا کہ اگر انہیں
ہماری کارکردگی سے کوئی شکایت تھی تو وہ ہم سے براہِ راست بات
کرتے۔ اس طرح ہمارے پیچھے جاسوس لگانے کا تو یہی مطلب ہو
سکتا ہے کہ اُسے ہم پر اعتماد نہیں رہا۔ اور اگر یہ واقعی غلط لوگ ہیں
تو پھر میں ان کا ایسا عبرت ناک حشر کروں گا کہ ان کی روحیں بھی صدیوں
بلبلاتی رہیں گی" ـــــ عارف نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔
اور نادر سر ہلاتا ہوا اٹھا اور اس نے سائیڈ پر موجود ایک الماری کھولی
اور اس میں سے ایک بڑا سا ٹرانسمیٹر نکال کر عارف کے سامنے آ کر
رکھ دیا۔ عارف نے اس پر فریکونسی سیٹ کی اور پھر اس کا بٹن آن کر
دیا۔

"ہیلو ہیلو ـــــ عارف فرام سیکشن تھری کالنگ اوور"
عارف نے تیز لہجے میں کہا۔
"یس ـــــ ہیڈکوارٹر اٹنڈنگ اوور" ـــــ چند لمحوں بعد
دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔
"عارف فرام سیکشن تھری۔ چیف باس سے بات کراؤ۔ اٹ از
ایمرجنسی اوور" ـــــ عارف نے کہا۔

"چیف باس موجود نہیں ہیں۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو اوور"
اُسی بھاری آواز نے پوچھا۔
"ہم نے دو مشکوک آدمیوں کو پکڑا ہے۔ ان کا نام ڈیگر اور جیکب
ہے۔ لیکن وہ کہتے ہیں کہ وہ ہیڈکوارٹر کے آدمی ہیں اور چیف
باس نے انہیں ہمارے سیکشن کی چیکنگ کے لئے بھیجا ہے
اوور" ـــــ عارف نے عمران اور نعمانی کی طرف دیکھتے ہوئے
کہا۔
"ڈیگر اور جیکب ـــــ یہ کون لوگ ہیں۔ ہیڈکوارٹر سے اس
نام کے کسی آدمی کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ تم نے انہیں کہاں سے
پکڑا ہے اوور" ـــــ دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے
میں پوچھا گیا۔
"ٹاپ بار سے۔ انہوں نے وہاں اندھے مارتھم سے ملاقات
کی اور ان کی گفتگو کے درمیان لانگ سرکل کا نام آیا تھا اوور"
عارف نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔
"اوہ۔ تو پھر تمہیں فوراً باس پیکو کو اطلاع دینی چاہیے تھی۔
ٹاپ بار اس کی رینج میں آتا ہے اوور" ـــــ دوسری طرف
سے کرخت لہجے میں جواب ملا۔
"باس پیکو اس وقت وہاں موجود نہ تھا۔ اس لئے میرے
ساتھی انہیں اغوا کر کے سیکشن تھری میں لے آئے ہیں اوور"
عارف نے جواب دیا۔
"یہ انتہائی خطرناک معاملہ ہے۔ یہ دونوں کہاں ہیں اوور"

بھاری آواز والے نے کہا۔
"ہمارے پاس موجود ہیں اوور" ـــــ عارف نے جواب دیا۔
"تم ان کا خیال رکھنا۔ میں اپنے آدمی بھیج رہا ہوں۔ وہ ان دونوں کو ہیڈ کوارٹر لے آئیں گے۔ اب ہمیں خود اس معاملے کو دیکھنا پڑے گا اوور" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔
"ٹھیک ہے۔ جیسے تمہاری مرضی۔ کہو تو میں خود ان کی ہڈیاں توڑ کر ان سے سب کچھ اگلوا لوں اوور" ـــــ عارف نے جواب دیا۔
"نہیں ـــــ ہیڈ کوارٹر میں ان سے سب کچھ اگلوا لیا جائے گا۔ لیکن تم سب بے حد محتاط رہو۔ ہو سکتا ہے ان کا تعلق حکومت کے کسی ادارے سے ہو اوور اینڈ آل"
دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور عارف نے طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔
"ان کی تلاشی لو نادر۔ اور ان کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دو" عارف نے ٹرانسمیٹر ایک طرف رکھتے ہوئے کہا۔
"چلو۔ اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ دونوں" ـــــ نادر نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے ریوالور نکالتے ہوئے کہا۔ اور عمران منہ بناتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ ظاہر ہے نعمانی نے بھی اس کی پیروی کی۔
"اپنے ہاتھ سروں پر رکھ لو" ـــــ نادر نے تیز لہجے میں کہا۔ اور عمران نے اس کے احکام کی اس طرح پیروی کرنی

شروع کر دی جیسے وہ پیدا ہی ان کے احکامات کی تعمیل کے لئے ہوا ہو۔ اور پھر نادر نے بڑے ماہرانہ انداز میں ان کی تلاشی لی۔ اور پھر ان کی جیبوں سے ریوالور باہر نکال لئے۔
"اوہ۔ یہ تو پوری طرح مسلح تھے" ـــــ عارف نے ریوالور دیکھ کر چونکتے ہوئے کہا۔ اور نادر نے سر ملا دیا۔ ادھر نادر نے عمران اور نعمانی کے دونوں ہاتھ پیچھے کر کے ان میں کلپ ہتھکڑیاں ڈال دیں۔ نعمانی کا ذہن اب واقعی جھنجلاہٹ کے عروج پر پہنچ گیا تھا۔ عمران واقعی احمقوں کی طرح ان کے احکامات کی تعمیل کرتا جا رہا تھا۔ حالانکہ جس اناڑی انداز میں نادر نے ان کی تلاشی لی تھی۔ اگر عمران کے رویہ کی وجہ سے نعمانی مجبور نہ ہوتا تو ایک لمحے میں وہ سچویشن بدل دیتا۔
"تمہارا تعلق حکومت کے کس محکمہ سے ہے" ـــــ عارف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
"یہ تو چیف باس سے ملاقات کے بعد ہی پتہ چلے گا" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک مسلح آدمی اندر داخل ہوا۔
"باس۔ ہیڈ کوارٹر سے کار آئی ہے۔ آدمیوں کو لینے" اس نوجوان نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔
"اوہ یس۔ ان دونوں کو لے چلو باہر" ـــــ عارف نے چونک کر کہا۔ اور پھر عمران اور نعمانی کو دھکیل کر باہر نکالا گیا۔ پورچ میں ایک نیلے رنگ کی کار موجود تھی۔ جس کے شیشے کلرڈ تھے اور

عمران یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ کار کی نمبر پلیٹ کے ساتھ ایک منی
پلیٹ موجود تھی۔ جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ کار کا تعلق دارالحکومت کے
ایک انتہائی اہم آدمی سے ہے۔

ان دونوں کو کار کی پچھلی سیٹوں پر بٹھا دیا گیا۔ اور دو لمبے تڑنگے
نوجوان ان کے دائیں بائیں بیٹھ گئے۔ سامنے والی سیٹ پر
بھی ڈرائیور کے ساتھ ایک اور آدمی موجود تھا۔ اور پھر کار حرکت
میں آ گئی۔ عمران اس طرح اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا جیسے وہ اپنے
ہی ساتھیوں کے ساتھ سیر پر جا رہا ہو۔

"تم کون ہو"۔۔۔۔ ڈرائیور کے ساتھ بیٹھے ہوئے آدمی
نے مڑ کر عمران اور نعمانی کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہیڈ کوارٹر پہنچ کر بتائیں گے۔ فی الحال تم خاموش بیٹھے
رہو"۔۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں جواب دیا۔ اور وہ آدمی
چند لمحے انہیں خونخوار نظروں سے دیکھتا رہا۔ پھر وہ سیدھا ہو کر
بیٹھ گیا۔ کار کے شیشے کلرڈ ضرور تھے۔ لیکن اندر سے باہر کا منظر
صاف نظر آ رہا تھا۔ اور عمران سوچ رہا تھا کہ واقعی اس کا پالا
انتہائی احمق مجرموں سے پڑا ہے جنہیں ذرہ برابر بھی کسی حفاظتی
اقدام کا خیال تک نہیں۔ یا پھر یہ لوگ ضرورت سے کچھ زیادہ ہی
خود اعتماد واقع ہوئے ہیں۔ کار مختلف سڑکوں سے گزرتی ہوئی ایک
بہت بڑے کمرشل پلازہ کے عقبی حصے میں داخل ہو گئی۔ اس
عقبی حصے میں کار اس طرح نیچے اترتی چلی گئی۔ جیسے کوئی آبدوز سمندر
میں اترتی ہے۔ دونوں طرف سیاہ رنگ کی دیواریں تھیں اس

لئے پلازہ کے اندر داخل ہونے کے بعد عمران کو واقعی کچھ نظر نہ آ
رہا تھا۔ کار کافی گہرائی میں اترنے کے بعد سیدھی ہوئی اور پھر ذرا
سا آگے بڑھنے کے بعد رک گئی۔ عمران اور نعمانی کو کار سے
نیچے اتار لیا گیا۔ اور پھر ان دونوں کو مختلف کمروں سے گزار کر وہ
ایک چھوٹے سے کمرے میں لے آئے۔ اس کمرے میں
ایک بڑی سی میز اور اس کے پیچھے چار کرسیاں موجود تھیں۔
عمران اور نعمانی کو ان کرسیوں پر بیٹھنے کے لئے کہا گیا۔ عمران نے
پہلے تو ان کرسیوں کو غور سے دیکھا۔ کیونکہ اُسے خطرہ تھا کہ
کہیں ان کرسیوں میں گریپ کرنے والا سسٹم موجود نہ ہو لیکن
وہ عام سی کرسیاں تھیں۔ اس لئے عمران بڑے اطمینان سے
ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ اور دوسری کرسی پر اس نے نعمانی کو بیٹھنے
کا اشارہ کیا۔ مسلح افراد اس کے عقب میں مشین گنیں لے کر کھڑے
ہو گئے۔

چند لمحوں بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور دوسرے لمحے عمران
اس بری طرح اچھلا کہ کرسی سے گرتے گرتے بچا۔ دروازے
میں سے داخل ہونے والا مسکراتا ہوا آگے بڑھا آ رہا تھا۔ اور
عمران کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے واقعی زمین اس کے قدموں
تلے سے غائب ہوتی جا رہی ہو۔ اُسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ
رہا تھا۔ ایک لمحے کے لئے اُسے خیال آیا کہ کہیں آنے والا
میک اپ میں نہ ہو۔ لیکن پھر اس نے یہ خیال جھٹک دیا۔ کیونکہ
اتنا تجربہ تو بہرحال وہ رکھتا تھا کہ اصل اور نقل میں فرق کو سمجھ

سکے ۔

"تم ـــــ تم سلیمان ۔ یعنی کہ تم اور یہاں" ـــــ عمران کے لبوں سے بے اختیار نکلا ۔ اور آنے والا جو کہ حقیقتاً اس کا باورچی سلیمان تھا ۔ بڑے ڈپلومیٹک انداز میں مسکرایا اور پھر میز کی سائیڈ میں موجود اونچی نشست والی کرسی پر بیٹھ گیا ۔ نعمانی بھی حیرت سے عمران کے باورچی سلیمان کو دیکھ رہا تھا ۔ جو اس وقت اس ساری خوفناک تنظیم کا باس بنا ہوا تھا ۔

"ہاں تو مسٹر علی عمران ۔ تم آخر کار لانگ سرکل کی راہ پر چل ہی نکلے ۔ حالانکہ ہم نے بے حد کوشش کی تھی کہ تمہارا اکراس نہ پڑے لیکن مقدرات واقعی اٹل ہوتے ہیں ۔ اگر وہ رضیہ جذباتی حماقت نہ کرتی تو شاید تمہیں کبھی اس مسئلے کا ادراک تک نہ ہوتا ۔ بہرحال تمہاری موت تمہیں اس راہ پر لے آئی ہے ۔ میں تمہاری ذہنی حالت کو اچھی طرح سمجھتا ہوں ۔ تم شاید ہمیں احمق نادان ۔ اناڑی اور نجانے کیا کیا سمجھ رہے ہوگے کہ ہم کھلے عام تمہیں ساتھ ساتھ لئے پھر رہے ہیں ۔ تمہیں اڈے دکھا رہے ہیں ۔ آدمیوں سے تعارف کرا رہے ہیں ۔ اور یہ بات تو تم سوچ رہے ہوگے کہ تم جس وقت چاہو ہماری قید سے فرار ہو سکتے ہو" ـــــ سلیمان نے کرسی پر بیٹھ کر مسکراتے ہوئے کہا ۔

اور عمران کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اپنا منہ کالا کر کے اب خود ہی شہر میں گھومتا پھرے ۔ غضب خدا کا اس کا اپنا باورچی جو ایک طرف تو بوڑھی عورتوں کے بجلی کے بل جیب سے ادا کرتا پھر رہا ہے ۔

دوسری طرف پاکیشیا کے خلاف تین ملکوں کی خوفناک تنظیم کا سربراہ ہے ۔ اور عمران آج تک اُسے پہچان ہی نہیں سکا ۔ کیونکہ اب عمران کو مرجانے کی حد تک یقین ہو چکا تھا کہ سامنے بیٹھا ہوا آدمی اصلی سلیمان ہے ۔ اس کا باورچی ۔ اس کا انداز ۔ لہجہ اور بولنے کا خاص سٹائل ایسا تھا جسے دنیا کا بڑے سے بڑا نقال بھی کاپی نہ کر سکتا تھا ۔

"تم کب سے لانگ سرکل سے وابستہ ہوئے ہو" عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا ۔

"لانگ سرکل سے میں وابستہ ہوا ہوں ۔ اوہ ۔ تم غلط سمجھ رہے ہو ۔ مسٹر علی عمران ۔ لانگ سرکل تو میں نے صرف یہاں کے مخصوص مقاصد کے لئے ایک تنظیم بنائی ہے" ـــــ سلیمان نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

"تم نے ابھی میرے سامنے جو تقریر کی ہے ۔ اس کا مقصد کیا ہے" ـــــ عمران نے اس بار خاصے خشک لہجے میں کہا ۔

"میں تمہیں یہ بتانا چاہتا ہوں مسٹر علی عمران کہ یہ سب کچھ ہم نے دانستہ کیا ہے ۔ ہم نے تمہیں دکھایا ہے کہ لانگ سرکل تنظیم تمہیں ذرہ برابر بھی اہمیت نہیں دیتی ۔ ورنہ تو ٹاپ بار میں جب تم مارتھم سے باتیں کر رہے تھے ۔ اس وقت بڑے اطمینان سے تمہاری پشت میں مشین گن کا پورا برسٹ اتارا جا سکتا تھا ۔ لیکن ہم نے سوچا کہ نہیں ۔ علی عمران یہ سمجھتا ہے کہ وہ دنیا کا بہت بڑا جاسوس ہے ۔ اس لئے اُسے اتنی جلدی ختم

نہیں کیا جانا چاہیئے" ——— سلیمان نے بڑے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے بے ساختہ ہونٹ بھینچ لئے۔ وہ حقیقتاً سلیمان تھا۔ بالکل قطعی اور اصل سلیمان۔ لیکن وہ باتیں اس طرح کر رہا تھا جیسے وہ باورچی سلیمان کبھی نہ رہا ہو۔ اس کی ساری عمر مجرمانہ فیلڈ میں گزری ہو۔

"اگر مجھے پہلے معلوم ہو جاتا کہ تم اتنی بڑی تنظیم کے باس ہو تو میں اپنا پچاس کا نوٹ تو ضائع نہ کرتا" ——— عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"پچاس کا نوٹ ——— کیا مطلب" ——— سلیمان نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہاری بوڑھی اماں بجلی کا بل لے کر آئی تھی۔ وہ تو لقایا پانچ روپے اکاون پیسے بھی ساتھ لے گئی" ——— عمران نے سلیمان کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا اب میں یہ سمجھ لوں کہ تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ جو اس طرح کی بہکی بہکی باتیں کرنے لگے ہو" ——— سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

اور عمران کا ذہن واقعی بُری طرح الجھ گیا۔ اُسے یہ تو معلوم تھا کہ سلیمان اداکاری میں اپنا جواب نہیں رکھتا۔ لیکن اس قدر جاندار اداکاری تو بڑے سے بڑا اداکار بھی نہ کر سکتا تھا۔ اس کی آنکھیں اور چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ سلیمان نہیں ہے۔ لیکن اس کا چہرہ۔ قد و قامت۔ جسمانی تناسب۔ آواز

لہجہ۔ بات کرنے کا سٹائل۔ اس کے چلنے کا انداز سب کچھ چیخ چیخ کر بتا رہا تھا کہ وہ سلیمان ہے۔ اس کا باورچی سلیمان۔

"اوہ۔ کیا میں اپنے فلیٹ فون کر سکتا ہوں" ——— عمران نے یک لخت چونک کر کہا۔

"فون۔ ہاں ضرور کرو۔ مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے" ——— سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا اور اُس کے حکم پر ان دونوں کی ہتھکڑیاں کھول دی گئیں۔

اور عمران نے میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا۔ اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ وہ دراصل چیک کرنا چاہتا تھا کہ کہیں اُسے دھوکا تو نہیں ہو رہا۔ ہو سکتا ہے یہ اصل سلیمان نہ ہو۔ اور اصل سلیمان چھٹی گزار کر واپس فلیٹ پہنچ چکا ہو۔ لیکن دوسری طرف سے گھنٹی بجتی رہی۔ کسی نے رسیور نہ اٹھایا تو عمران نے منہ بناتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"اب تمہارا کیا پروگرام ہے مسٹر علی عمران" ——— عمران کے رسیور رکھتے ہی سلیمان نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"میرا پروگرام ——— کیا مطلب" ——— عمران جو ہمیشہ دوسروں کو مطلب پوچھنے پر مجبور کر دیتا تھا۔ واقعی ذہنی طور پر اس قدر الجھ گیا تھا کہ اب خود مطلب پوچھنے پر مجبور ہو گیا تھا۔

"دیکھو۔ میں چاہوں تو ایک لمحے میں تم دونوں لاشوں میں تبدیل ہو سکتے ہو۔ لیکن میں تمہیں کوئی حیثیت اور اہمیت نہیں دیتا۔ میرے خیال کے مطابق تم ایک معصوم اور بے ضرر سی بھیڑ سے زیادہ کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ اس لئے میں نے

فیصلہ کیا ہے کہ تمہیں بجائے قتل کرنے کے تمہیں یہ سزا دی
جائے کہ تمہیں آزاد کر دیا جائے۔ تاکہ تمہیں اپنی اصل حیثیت
کا علم ہو سکے۔ چنانچہ میری طرف سے تم آزاد ہو۔ تم سے
ہمارے خلاف جو ہو سکتا ہے۔ کر لو۔ ہم جب چاہیں گے
جہاں چاہیں گے تمہارے سینے میں مشین گن کا برسٹ اتار
دیں گے۔ ہمارے لئے یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔"
سلیمان نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اچھا فیصلہ کیا ہے تم نے کم از کم فوری طور
پر تو تم اپنی جان بچانے میں کامیاب ہو ہی گئے ہو"۔۔۔ عمران
نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور سلیمان بے اختیار قہقہہ
مار کر ہنس پڑا۔

"بہت خوب۔ اچھا جواب دیا ہے تم نے۔ تمہاری یہی باتیں
تو مجھے پسند ہیں۔ معصوم سی باتیں۔ بہرحال آؤ۔ میں تمہیں باہر
بھیجنے کا حکم دے دوں"۔۔۔ سلیمان نے ہنستے ہوئے
کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر وہ کمرے سے باہر نکلے اور
تھوڑی دیر بعد اسی کار کے قریب پہنچ گئے۔ وہی ڈرائیور بڑے
مؤدبانہ انداز میں کار کے قریب کھڑا تھا۔

"علی عمران اور ان کے ساتھی کو جہاں یہ کہیں جا کر ڈراپ کر
دینا۔ اور ہاں عمران صاحب۔ اس عمارت کے متعلق تو تم
نے اتنا تو دیکھ کر ہی معلوم کر لیا ہو گا کہ یہ ایک کمرشل پلازہ ہے۔
نام میں بتا دیتا ہوں یہ ڈریم لینڈ پلازہ کہلاتا ہے۔ لیکن جب تم

یہاں سے باہر جاؤ گے تو ہم اس جگہ کو ہمیشہ کے لئے خیر باد
کہہ دیں گے۔ اس لئے مجھے امید ہے تم واپس آ کر یہاں کی
تلاشی لینے میں اپنا وقت ضائع نہیں کرو گے۔ سیکشن تھری
والی عمارت جہاں تم گئے تھے وہ اب تک خالی کی جا چکی ہے۔
اسی طرح ٹاپ بار سے بھی ہمارے آدمی مستقل طور پر ہٹ گئے
ہیں۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ میرے علاوہ باقی سب افراد میک اپ
میں تھے۔ اس لئے ان کی تلاش بھی بے سود ہی رہے گی۔ کاریں
جن پر تم سفر کر رہے ہو۔ چوری کی ہیں۔ یہ بھی تمہارے ڈراپ کرنے
کے بعد سڑکوں پر چھوڑ دی جائیں گی۔ یہ سب کچھ میں تمہیں اس لئے
بتا رہا ہوں تاکہ تم ان فضولیات میں سر کھپاتے نہ رہو"
سلیمان نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔ اور عمران کو زندگی
میں پہلی بار محسوس ہو رہا تھا کہ وہ واقعی انتہائی عیار مجرموں سے
ٹکرایا ہے۔

"تم نے اپنا تعارف تو نہیں کرایا"۔۔۔ عمران نے مسکراتے
ہوئے پوچھا۔

"اصل تعارف تو پھر کسی وقت کراتا رہوں گا۔ فی الحال میرا نام
سلیمان ہے۔ اچھا۔ گڈ بائی۔ ویسے میرا مخلصانہ مشورہ یہ ہے
کہ تم اپنے فلیٹ میں جا کر آرام کرو۔ یہ مشن تمہارے بس کا
روگ نہیں ہے۔ تمہاری اس بے فائدہ بھاگ دوڑ کا کوئی
مثبت نتیجہ نہیں نکلے گا۔ البتہ ہو سکتا ہے اس فضول بھاگ دوڑ
میں تم اپنی جان ہار بیٹھو"۔۔۔ سلیمان نے طنزیہ لہجے

میں کہا۔ اور پھر تیزی سے سامنے والے کمرے کی طرف اس
طرح بڑھ گیا جیسے وہ سرے سے عمران سے آشنا ہی نہ
رہا ہو۔

"تشریف رکھیئے جناب" ۔۔۔ ڈرائیور نے سلیمان کے
جاتے ہی مسکرا کر عمران سے کہا۔

"جی بہت بہتر۔ لیکن کرایہ ہمارے پاس نہیں ہے۔ ایسا نہ
ہو کہ وہاں جا کر تم کرایہ مانگنا شروع کر دو" ۔۔۔ عمران نے کار
کا پچھلا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

"بے فکر رہیں۔ میں نے غریب لوگوں سے کبھی کرایہ نہیں
مانگا البتہ میں ان کی حق المقدور خدمت کر دیا کرتا ہوں"
ڈرائیور نے سٹیئرنگ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور اس بار عمران
کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ واقعی اس کا واسطہ خاصے ستم ظریف قسم کے
مجرموں سے پڑ گیا تھا۔ کار اُسی طرح سیاہ دیواروں کے درمیان
دوڑتی ہوئی پلازہ کی عقبی سمت سے باہر آئی۔ اور پھر روڈ پر دوڑنے
لگی۔

"کہاں ڈراپ کروں آپ کو" ۔۔۔ ڈرائیور نے مین روڈ پر
چلتے ہوئے پوچھا۔

"اگر اتنے ہی حاتم طائی ہو تو جھیل روڈ پر ڈراپ کر دینا۔ وہاں
میری کار موجود ہے۔ ٹیکسی کا کرایہ ہی بچ جائے گا" ۔۔۔ عمران
نے کہا۔

اور ڈرائیور نے جواب دینے کی بجائے اثبات میں سر ہلا دیا

اور تھوڑی دیر بعد وہ مختلف سڑکوں سے گھومتا ہوا اس سڑک پر آ
گیا جہاں سے عمران اور نعمانی اپنی کار چھوڑ کر نادر کی کار میں بیٹھے
تھے۔ تھوڑی دیر بعد انہیں ایک سائیڈ پر کھڑی اپنی کار نظر آ گئی۔
اور عمران نے ڈرائیور کو اپنی کار کے قریب رکنے کے لئے کہا۔
اور ڈرائیور نے کار اس کی کار کے قریب روک دی۔ عمران اور
نعمانی کار سے نیچے اتر آئے۔

"وہ امداد" ۔۔۔ عمران نے ڈرائیور کے قریب پہنچ کر مسکراتے
ہوئے کہا۔

"شکل تو تمہاری یتیم خانے کے منیجر جیسی ہے صرف لباس کا
فرق ہے۔ وہ بھی اگر پہن لو تو کبھی بھوکے نہ مرو گے۔ خدا حافظ"
ڈرائیور نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر ایک جھٹکے سے کار
آگے بڑھا لے گیا۔

"یہ چکر کیا ہے عمران صاحب" ۔۔۔ کار آگے بڑھتے ہی
نعمانی نے پہلی بار زبان کھولی۔

"کون سا چکر۔ یہ ایک چکر کا مسئلہ نہیں ہے۔ چکر در چکر کا مسئلہ
ہے" ۔۔۔ عمران نے اپنی کار کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"میں سلیمان کے بارے میں کہہ رہا تھا۔ وہ تھا تو سلیمان
ہی لیکن اس کا بات کرنے کا انداز اجنبیوں جیسا تھا" ۔۔۔ نعمانی
نے کار کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"وہ بڑا اونچا اداکار ہے۔ اس لئے ہر سین کے مطابق اداکاری
کرتا ہے" ۔۔۔ عمران نے کار سٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔ اور

دوسرے لمحے اس نے کار کو آگے بڑھا کر بیک کیا اور تیزی سے شہر کی طرف بڑھنے لگا۔

"تمہاری کار وہیں ٹاپ بار کے پاس ہو گی" ——— عمران نے نعمانی سے پوچھا۔

"نہیں ——— میں ٹیکسی پر وہاں پہنچا تھا" ——— نعمانی نے جواب دیا۔

"او۔کے۔ پھر تم مین مارکیٹ سے ٹیکسی لے لینا۔ میں نے ایک ضروری کام جانا ہے" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔ اور نعمانی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے نعمانی کو مین مارکیٹ کے پہلے چوک پر اتار دیا۔ یہاں سے اُسے ٹیکسی آسانی سے مل سکتی تھی۔ اور عمران کار آگے بڑھا لے گیا اس نے فوری طور پر ٹاپ بار جا کر مارتھم سے دوبارہ ملنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اور اب وہ مارتھم سے ساری معلومات اگلوانے کا حتمی فیصلہ کر چکا تھا۔ لیکن ٹاپ بار پہنچ کر جب عمران کو معلوم ہوا کہ مارتھم کو ان کے جانے کے کچھ دیر بعد ہی کسی نے گولی مار کر کیبن میں ہی ہلاک کر دیا ہے تو اس نے ہونٹ بھینچ لئے۔ اب اُسے احساس ہو رہا تھا کہ یہ مجرم واقعی اس کی توقع سے کہیں زیادہ ہوشیار۔ تیز اور مستعد ہیں۔

"کیا یہ بہتر نہ ہوتا کہ تم اس کا خاتمہ کر دیتے"۔ بالوف نے سامنے بیٹھے ہوئے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ارے نہیں۔ ایسی بھی کیا جلدی ہے۔ کچھ دن اُسے اور خوار ہونے دو۔ اُسے مارنا تو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ جب میرا جی چاہے گا مار دوں گا" ——— سامنے والی کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"لیکن ماسٹر یہ بھی تو سوچو کہ اب وہ بھوت بن کر ہمارے پیچھے لگ جائے گا۔ میں نے اس کے بارے میں جو معلومات حاصل کی ہیں۔ اس سے یہی پتہ چلتا ہے کہ وہ انتہائی خطرناک شخص ہے اور یہاں کی سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے"۔ بالوف نے کہا۔

"مجھے سب معلوم ہے۔ تم بے فکر رہو۔ میں اسے اس طرح

پہنچاؤں گا جس طرح ڈگڈگی پہ بندر ناچتا ہے۔ میری بڑے عرصے
سے خواہش تھی۔ کہ یہاں آکر اس کے ساتھ دو دو ہاتھ کروں۔
لیکن موقع ہی نہ مل رہا تھا۔ اب موقع ملا ہے تو میں اسے اتنی
آسانی سے کیوں مرنے دوں" ____ سامنے بیٹھے ہوئے
شخص نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

" اس نے تمہیں تو اپنا باورچی سلیمان ہی سمجھا ہو گا"
بالوف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اس کی حالت دیکھنے والی تھی۔ وہ اس طرح آنکھیں پھاڑ
پھاڑ کر مجھے دیکھ رہا تھا۔ جیسے اس نے جاگتی آنکھوں سے
بھوت دیکھ لیا ہو۔ مجھے بڑا لطف آ رہا تھا۔ اس کی نظریں بتا رہی
تھیں کہ وہ بار بار یہ چیک کر رہا تھا کہ کہیں میں سلیمان کے
میک اپ میں تو نہیں ہوں۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ اگر وہ مجھے
پہچان جاتا تو مجھے لوگ ماسٹر کیوں کہتے" ____ ماسٹر نے ہنستے
ہوئے کہا۔

"ہاں۔ واقعی تم ماسٹر ہو۔ اداکاری اور میک اپ میں پوری دنیا
میں شاید ہی کوئی تمہارا مقابلہ کر سکے۔ بہرحال اب مشن کے بارے
میں کیا پروگرام ہے۔ مطلوب کو تو ٹاپ بار سے ہٹا لیا گیا ہے۔
مارتھم کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ لیکن بہرحال ہم مشن سے تو پیچھے نہیں
ہٹ سکتے" ____ بالوف نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مشن سے پیچھے ہٹنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ اب
میرے آنے کے بعد تو مشن زیادہ تیزی سے آگے بڑھے گا۔

میرے یہاں آنے کا مقصد ہی یہی ہے" ____ ماسٹر نے سر
ہلاتے ہوئے کہا۔

" لیکن ماسٹر سچ بات تو یہ ہے کہ مجھے تمہارا کام کرنے کا انداز
قطعاً پسند نہیں آیا۔ اس طرح تو ہم کسی الجھن میں بھی پھنس سکتے ہیں۔
میرا تو خیال ہے کہ اب ہمیں پہلے اس عمران اور اس کے ساتھیوں
کا خاتمہ کر دینا چاہیے۔ اس کے بعد اطمینان سے آگے بڑھتے
رہیں" ____ بالوف نے سر ہلاتے ہوئے انتہائی خشک اور
قدرے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" اوہ۔ تم نے بات کر ہی دی ہے تو پھر یہ خط پڑھ لو" ____ ماسٹر
نے جیب سے ایک لفافہ نکال کر بالوف کی طرف بڑھاتے ہوئے
کہا۔

" یہ کیا ہے" ____ بالوف نے چونک کر ماسٹر سے لفافہ
لیتے ہوئے کہا۔

" پڑھ لو" ____ ماسٹر نے خشک لہجے میں جواب دیا۔ اور
بالوف نے لفافہ کھولا اور لفافے میں سے سرخ رنگ کا کاغذ باہر
نکال کر اس کی تہہ کھولی اور پھر اسے پڑھنے لگا۔

" اوہ۔ یہ کیا۔ اس کا کیا مطلب ہوا" ____ بالوف نے
بری طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" ریڈ وارننگ کا مطلب تم اچھی طرح سمجھتے ہو۔ اس کا مطلب
ہے کہ تمام سیٹ اپ تبدیل کر دیا گیا ہے۔ اب تم لانگ سرکل
کے باس نہیں ہو بلکہ میں ہوں۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ مطلوب اور

افراسیاب بھی منظر سے غائب ہو چکے ہیں۔ تم تینوں اس
عاطف اور رضیہ کی وجہ سے منظر پر آ گئے تھے اس لئے تمہاری
حیثیت ختم ہو چکی ہے۔ میں نے سوچا تھا کہ کم از کم تمہاری حد تک
بات آگے نہ بڑھے۔ لیکن تم نے میرے سیٹ اپ سے اختلاف
کر کے مجھے یہ خط باہر نکالنے پر مجبور کر دیا ہے" ——— ماسٹر کے
لہجے میں بے پناہ سنجیدگی تھی۔

"یہ کیسے ممکن ہے۔ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ میں چیف باس
سے بات کرتا ہوں" ——— بالوف نے میز پر رکھے ہوئے
ٹرانسمیٹر کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ٹرانسمیٹر کے ذریعے بات کرنے کا کیا فائدہ۔ جب کہ
چیف باس تمہارے سامنے موجود ہے" ——— ماسٹر نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ ——— کیا مطلب۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو"
بالوف نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے۔ اب بھی تم مطلب نہیں سمجھ سکے۔ چیف باس
بھی میں ہی ہوں مسٹر بالوف۔ اور جب تم نے رضیہ اور عاطف کے
بارے میں مجھے تفصیلی رپورٹ دی تو میں نے خود یہاں آ کر چارج
سنبھالنے کا فیصلہ کر لیا۔ اور نتیجہ یہ کہ میں یہاں پہنچ گیا ہوں۔ اور یہ
اچھا ہوا کہ میں عین اس وقت یہاں پہنچا جب عمران کو تمہارے آدمی
انتہائی احمقانہ انداز میں ڈیل کرتے ہوئے ہیڈ کوارٹر تک لے
آئے۔ اگر میں فوری طور پر صورت حال کو سنبھال نہ لیتا تو اس

وقت صورت حال ہی بدل چکی ہوتی۔ عمران نے ہیڈ کوارٹر کے
کسی اہم آدمی کی جگہ لے لینی تھی اور نتیجہ یہ ہوتا کہ چند گھنٹوں کے
اندر ہی پوری لانگ ہمرکل تنظیم جیلوں میں بند ہو چکی ہوتی۔ میں نے
اسے ذہنی طور پر الجھا کر چھوڑ دیا ہے۔ تاکہ اس دوران میں مکمل
طور پر نئی سیٹنگ کر لوں" ——— ماسٹر نے منہ بناتے ہوئے
کہا۔ اور بالوف کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"یہ کیسے ممکن ہے۔ کہیں تم حسب عادت مجھ سے تو اداکاری
نہیں کر رہے" ——— بالوف نے بری طرح ہونٹ چباتے
ہوئے کہا۔

"میں اداکاری کر سکتا ہوں۔ لیکن یہ پستول اداکاری نہیں کر
سکتا اتنا میں جانتا ہوں" ——— ماسٹر نے کہا۔ اور دوسرے
لمحے اس کے ہاتھ میں سائیلنسر لگا پستول نظر آنے لگا۔ اور پھر
اس سے پہلے کہ بالوف کچھ سمجھتا۔ ماسٹر نے ٹریگر دبا دیا۔ ٹھک کی
آواز کے ساتھ ہی بالوف کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ کرسی سمیت
الٹ کر پیچھے فرش پر جا گرا۔ لیکن اسے دوسری بار چیخنے کی
مہلت ہی نہ ملی۔ گولی عین اس کے دل کے اندر گھس گئی تھی۔
اس لئے نیچے گر کر وہ بس ذرا سا تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا۔

"ماسٹر سے اختلاف کرنے والے زندہ نہیں رہ سکتے مسٹر
بالوف" ——— ماسٹر نے پستول واپس جیب میں ڈالتے ہوئے
کہا۔ اور اٹھ کر کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔
دروازہ کھول کر وہ باہر نکلا۔ پھر باہر کھڑے دو مسلح آدمیوں سے

مخاطب ہو کر کہا۔

" بالوف کی لاش کو برقی بھٹی میں ڈال کر جلا دو۔ اور پھر یہ اڈہ بالکل خالی کر کے تم پوائنٹ فور پر پہنچ جاؤ " ——— ماسٹر نے سرد لہجے میں کہا۔ اور ان کا جواب سنے بغیر تیز تیز قدم اٹھاتا آگے راہداری میں بڑھتا چلا گیا۔

راہداری کے آخر میں ایک کمرے کا دروازہ تھا۔ اس نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا اس نے ایک سائیڈ پر موجود الماری کے پٹ کھولے اور اندر سے ایک سرخ رنگ کے چمڑے میں لپٹا ہوا ٹرانسمیٹر اٹھا کر اسے باہر میز پر رکھا اور اس پر موجود مختلف بٹن پریس کرنے لگا۔ یہ انتہائی جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر تھا جس میں فریکونسی ایڈجسٹ نہ کرنی پڑتی تھی بلکہ صرف مختلف بٹن پریس کرنے سے مخصوص فریکونسی آٹو میٹک ایڈجسٹ ہو جاتی۔ اس ٹرانسمیٹر کی کال کو کسی طرح بھی چیک نہ کیا جا سکتا تھا۔ اور نہ اسے ٹیپ کیا جا سکتا تھا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اس میں ٹیلی فون کے سے انداز میں بات ہوتی تھی۔ بار بار بٹن پریس کرنے اور اوور کہنے کی ضرورت نہ پڑتی تھی۔

" یس ——— لانگ سرکل پوائنٹ ون " ——— چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

" چیف باس سپیکنگ " ——— ماسٹر نے بدلے ہوئے لیکن انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" یس باس " ——— دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکلخت انتہائی مؤدبانہ ہو گیا۔

" سنو۔ میں نے فوری طور پر لانگ سرکل کا پورا سیٹ اپ تبدیل کر دیا ہے۔ بالوف، مطلوب اور افراسیاب تینوں عاطف اور اس کی بیوی رضیہ کی وجہ سے حکومت کی نظروں میں آ گئے تھے۔ اس لئے ان تینوں کو ختم کر دیا گیا ہے۔ اور اب لانگ سرکل کا انچارج میرا خاص نمائندہ ماسٹر ہو گا۔ بالوف کا مخصوص اڈہ خالی کر دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ باقی تمام اڈے بھی بند کر دیئے گئے ہیں۔ اب ان کی جگہ پر تمام اڈے نمبر ٹو پوائنٹس پر شفٹ کر دیئے گئے ہیں۔ ماسٹر کا ہیڈ کوارٹر تمہارا پوائنٹ نمبر ون ہو گا۔ اور تم پوری تنظیم کو یہ اطلاع کر دو۔ کہ اب ماسٹر اکیلا لانگ سرکل کا باس ہو گا۔ ماسٹر ابھی تھوڑی دیر میں پوائنٹ ون پر پہنچنے والا ہے۔ کوڈ بھی اب نیا ہو گا۔ نیا کوڈ برائٹ سن ہو گا۔ اس کا خاص کوڈ ڈارک نائٹ ہو گا سمجھ گئے " ——— ماسٹر نے چیف باس کے لہجے میں کہا۔

" یس باس۔ اچھی طرح سمجھ گیا ہوں " ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور ماسٹر نے اوکے کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اور پھر ٹرانسمیٹر کو واپس الماری میں رکھ کر وہ کمرے سے باہر آ گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے چلتی ہوئی پوائنٹ ون کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ اور وہ دل ہی دل میں عمران کو پوری طرح زچ کرنے کے ساتھ ساتھ مشن کے سلسلے میں

کوئی اہم کارنامہ سر انجام دینے کا پلان بھی بناتا جا رہا تھا۔

"اس قدر شاندار میک اپ کم از کم میں اس قدر مہارت کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اگر سلیمان کی گاؤں میں موجودگی کنفرم نہ ہو جاتی تو مجھے اب بھی یقین نہ آتا کہ وہ سلیمان نہ تھا۔" عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"ویسے واقعی انتہائی حیرت کی بات ہے۔ جناب کہ آپ کی نظریں بھی میک اپ کو نہ پہچان سکیں" ——— میز کی دوسری طرف بیٹھے ہوئے بلیک زیرو نے کہا۔

"اس بات پر تو میں حیران ہوں۔ آج تک میں یہی سمجھتا رہا کہ میک اپ کے فن میں میرا کوئی مقابل نہیں ہے۔ لیکن آج پہلی بار مجھے احساس ہوا ہے کہ دنیا میں بڑے بڑے ماہر پڑے ہیں۔ میں اس سے کافی دیر تک باتیں کرتا رہا ہوں۔ اس کے

بالکل قریب بیٹھا رہا ہوں۔ لیکن اس کے میک اپ میں معمولی سا جھول بھی محسوس نہیں ہوا" ——— عمران نے کہا۔

"لیکن عمران صاحب سوچنے کی بات یہ ہے کہ اس آدمی نے آخر سلیمان کا ہی میک اپ کیوں کیا۔ وہ سلیمان کو کیسے جانتا تھا۔ اور اگر سلیمان گاؤں میں موجود نہ ہوتا تب تو سوچا جا سکتا تھا کہ سلیمان اتفاقاً اس کے ہتھے چڑھ گیا۔ اور پھر اس نے اس کی نقل کر لی۔ لیکن سلیمان گاؤں میں مسلسل موجود ہے۔ پھر بھی اس آدمی نے سلیمان کی اس حد تک کاپی کر لی" بلیک زیرو نے کہا۔

"اوہ واقعی۔ یہ بات قابل غور ہے۔ اوہ اوہ۔ ویری گڈ پوائنٹ۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ آدمی نہ صرف مجھ سے بلکہ سلیمان سے بھی بہت اچھی طرح واقف ہے" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اٹھ کر وہ تیزی سے لائبریری کی طرف جانے والے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک فائل تھی۔ اس نے کرسی پر بیٹھ کر فائل کھولی اور اسے پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ بلیک زیرو خاموش بیٹھا تھا۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے فائل بند کر کے میز پر رکھ دی۔

"نہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ یہ تو مر چکا ہے۔ اور اس کی موت کنفرم ہو چکی ہے" ——— عمران نے الجھے ہوئے انداز میں کہا۔

"کس کی بات کر رہے ہیں آپ" ——— بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"ویسٹ کارمن کے زارام کی بات کر رہا ہوں۔ وہ کافی عرصہ میرے فلیٹ میں رہا ہے۔ اس کا قد و قامت بھی بالکل سلیمان جیسا تھا۔ وہ میک اپ میں بھی خاصا ماہر تھا۔ اور ایک بار اس نے سلیمان کا میک اپ اس طرح کیا تھا کہ میں بھی پہچان نہ سکا تھا۔ اور انتہائی خوش مزاج اور دوستوں کا دوست ایجنٹ تھا۔ مجھے خیال آ گیا کہ کہیں یہ زارام ہی نہ ہو۔ کیونکہ اس کا مجھے اس طرح چھوڑ دینا اور سلیمان کا میک اپ۔ ان ساری باتوں سے مجھے یہی خیال آیا تھا کہ یہ زارام ہی ہو سکتا ہے۔ لیکن زارام مر چکا ہے۔ ایک مشن کے دوران اس کی موت واقع ہو گئی۔ وہ میرا بہت اچھا دوست تھا۔ ویسٹ کارمن سیکرٹ سروس کا بہترین جاسوس تھا" ——— عمران نے جواب دیا۔

"اوہ۔ آپ اس زارام کی بات کر رہے ہیں جس نے مجھے بھی آپ کی آواز میں فون کر کے پریشان کیا تھا۔ لیکن یہ تو کافی عرصہ پہلے کی بات ہے" ——— بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ وہی زارام۔ اس کی عادت تھی کہ جب وہ فارغ ہوتا تو وہ میرے پاس آ جاتا اور پھر ہم دونوں مل کر خوب تفریح کرتے لیکن پھر اچانک اس کی موت کی خبر ملی۔ اور مجھے حقیقت ہے اس کی موت پر بے حد دکھ ہوا تھا" ——— عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا۔

"عمران صاحب میرے ذہن میں ایک خیال آیا ہے۔ کہیں اس آدمی کا تعلق زیرو لینڈ سے تو نہیں ہے" ——— بلیک زیرو نے اچانک کہا اور عمران اس کی بات سن کر بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ اوہ زیرو لینڈ۔ ہاں ایسا ممکن ہے۔ اوہ واقعی زیرو لینڈ والے ہی اس مہارت تک پہنچ سکتے ہیں۔ لیکن زیرو لینڈ والے اس قسم کے چھوٹے واقعات میں کبھی ملوث نہیں ہوتے۔ اور سلیمان کی قد و قامت میں تو زیرو لینڈ کا کوئی بھی اہم آدمی نہیں ہے۔ لیکن ٹھہرو۔ میں چیک کر سکتا ہوں" ——— عمران نے کہا اور اٹھ کر بلیک زیرو کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے تہہ خانے میں موجود اپنی شاندار اور وسیع لیبارٹری کی طرف بڑھ گیا۔ لیبارٹری میں پہنچ کر اس نے دائیں کونے میں دیوار کے اندر فکس ایک بڑی سی مشین کے اوپر موجود کپڑا ہٹایا اور پھر اس مشین کی سائیڈوں سے لٹکے ہوئے مختلف تاروں کے گچھوں کو اس نے ایک دوسری مشین کی ساکٹوں میں ایڈجسٹ کرنا شروع کر دیا۔ آخر میں اس نے دیوار میں موجود پاور پلگ میں مشین کی بڑی تار لگائی۔ اور پھر مشین کے بٹن دبانے شروع کر دیئے۔ مشین میں زندگی کی لہر سی دوڑ گئی۔ اور اس پر موجود چھوٹے بڑے مختلف رنگوں کے بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے اور مشین کے درمیان میں ایک بڑے سے میٹر کی سوئیاں حرکت میں آ گئیں۔ اس میٹر پر اوپر نیچے مختلف رنگوں میں ہندسے اور نامانوس سے الفاظ نما اشارے درج تھے۔ میٹر

پر تین رنگوں کی چھوٹی بڑی سوئیاں مختلف سمتوں میں حرکت کر رہی
تھیں۔ اس میٹر کے نیچے ایک بڑا سا بلب موجود تھا جو بجھا ہوا تھا۔
عمران نے ایک اور بٹن دبایا اور پھر ڈائل پر نظریں جما دیں۔ سوئیاں
تیزی سے حرکت کرتی ہوئیں تقریباً درمیان میں آ کر رک گئیں اور
اس کے ساتھ ہی میٹر کے نیچے موجود بلب سبز رنگ میں مسلسل
جلنے لگا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیا اور مشین کے بٹن
آف کرنے شروع کر دیئے۔

"یہ تو شاید فضا میں پاور انرجی چیکنگ مشین ہے"
بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ اور سبز بلب جلنے کا مطلب ہے کہ کرہ ارض پر باہر
سے ایسی کوئی چیز ہمارے شہر میں داخل نہیں ہوئی جس سے فضا
غیر معمولی پاور انرجی سے بھر جاتی۔ اور تم جانتے ہو کہ زیرو لینڈ اس
کرہ ارض سے باہر کسی نامعلوم سیارے میں بنایا گیا ہے۔
اور یہ سائنس کا اصول ہے کہ بغیر انتہائی پاور انرجی کے کوئی چیز
کرہ ارض میں داخل نہیں ہو سکتی۔ اور پھر یہ چیز جہاں موجود ہوتی۔
وہاں تو پاور انرجی کا طوفان سا آ جاتا ہے۔ لیکن دارالحکومت کی
فضا میں ایسی کسی انرجی کی موجودگی مشین نہیں بتا رہی۔ اس سے
ظاہر ہوتا ہے کہ زیرو لینڈ سے کوئی آدمی یا جہاز یہاں نہیں پہنچا"
عمران نے مشین کی تاریں علیحدہ کرتے ہوئے کہا۔ اور بلیک زیرو
نے سر ہلا دیا۔

مشین کو دوبارہ کپڑے سے ڈھک کر عمران واپس آپریشن روم

میں پہنچ گیا۔ اس کی فراخ پیشانی پر شکنوں کا گہرا جال بچھا ہوا تھا۔ اور
وہ واقعی ذہنی طور پر بُری طرح الجھا ہوا تھا۔ اس سلیمان کے میک
اپ میں آدمی نے اُسے اس طرح الجھایا تھا کہ عمران جیسا آدمی جو
ہر الجھن اور مسئلے کو چٹکیوں میں اڑا دیتا تھا۔ اس وقت سوچ کی دلدل
میں غرق نظر آتا تھا۔

ابھی عمران کرسی پر بیٹھ کر سوچ ہی رہا تھا کہ میز پر پڑے ہوئے
ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ بلیک زیرو نے ہاتھ بڑھا کر رسیور
اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ـــــ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سر، میں ٹائیگر بول رہا ہوں۔ عمران صاحب فلیٹ میں موجود
نہیں ہیں اور نہ ہی وہاں سے کوئی کال رسیو کر رہا ہے۔ اس
لئے میں نے سوچا کہ آپ کو تکلیف دوں۔ اگر آپ عمران صاحب
سے رابطہ کرا دیں تو میں ان سے ایک اہم بات کر لوں گا"
دوسری طرف سے ٹائیگر کی بڑی معذرت بھری آواز سنائی دی جیسے
وہ ایکسٹو کو مجبوراً تکلیف دے کر شرمندگی سی محسوس کر رہا ہو۔

"کیا بات کرنی ہے تم نے اس سے" ـــــ بلیک زیرو
نے سخت لہجے میں کہا۔

"جناب ایک حیرت انگیز بات میں نے دیکھی ہے۔ میں کیفے
شاط سے نکل کر واپس اپنے ہوٹل جا رہا تھا کہ راستے میں ایک
ک پر میں نے عمران صاحب کے باورچی سلیمان کو ایک نئے
ڈل کی شاندار کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے دیکھا۔ سلیمان

نے انتہائی شاندار سوٹ پہنا ہوا تھا۔ اور وہ بڑے مطمئن انداز میں
بیٹھا کار چلا رہا تھا۔ اس پر میں بے حد حیران ہوا۔ میری کار چوک پر
اس کے بالکل سائیڈ پر تھی۔ اور سلیمان نے مجھے دیکھا لیکن
اس کی آنکھوں میں میرے لئے شناسائی کی کوئی چمک نہ ابھری۔
میں نے اُسے بلانا ہی چاہا تھا کہ ٹریفک کھل گئی۔ اور وہ کار آگے
بڑھا لے گیا۔ مجھے بڑی حیرت ہوئی۔ چنانچہ میں نے ہوٹل واپس آ
کر عمران صاحب سے بات کرنی چاہی۔ لیکن فلیٹ سے کوئی کال
رسیو نہیں کر رہا"۔۔۔۔ ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"تو اس میں حیرت کی کونسی بات ہے۔ ہو سکتا ہے عمران نے
سلیمان کو یہ کار دی ہو۔ وہ ایسی حرکتیں کرتا ہی رہتا ہے"
عمران نے جلدی سے بلیک زیرو کے ہاتھ سے رسیور لے
کر ایکسٹو کے لہجے میں خود جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یقیناً ایسا ہی ہوگا سر۔ اور میں بھی پہلے ہی سمجھا تھا۔ اس
لئے میں اس کے تعاقب میں جانے کی بجائے اپنے ہوٹل آگیا۔
لیکن یہاں پہنچ کر اچانک ایک بات میرے ذہن میں کھٹکی۔
سلیمان جس کار میں جا رہا تھا۔ وہ نیلے رنگ کی پلے ماؤتھ تھی۔
اس کا ماڈل بالکل ہی جدید ہے۔ اور یہ کار میں نے کچھ دن پہلے
ڈریگون بار کے مالک براؤن کے پاس دیکھی تھی۔ براؤن زیر زمین
دنیا کا خاصا مشہور بدمعاش ہے اور سننے میں آیا ہے کہ اس کے
تعلقات غیر ممالک سے بھی خاصے گہرے ہیں"۔۔۔۔ ٹائیگر
نے جواب دیا۔ اور عمران ٹائیگر کی بات سن کر بُری طرح

چونک پڑا۔

"ٹھیک ہے۔ یہ بات واقعی قابل غور ہے۔ تم کچھ دیر بعد فون
کرنا۔ میں عمران کا پتہ کرتا ہوں"۔۔۔۔ عمران نے خود کہا اور
رسیور رکھ دیا۔

"ٹائیگر کی اطلاع خاصی اہم ہے"۔۔۔۔ عمران نے رسیور
رکھ کر بلیک زیرو سے کہا۔ اور پھر اچانک کسی خیال کے تحت
چونک کر اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر
ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ڈریگون بار"۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک کرخت سی آواز سنائی
دی۔

"میں ناٹی بول رہا ہوں۔ شارٹی سے بات کراؤ"۔۔۔۔ عمران
نے اکھڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا۔ ہولڈ آن کرو۔ میں معلوم کرتا ہوں کہ وہ گیم روم میں
موجود ہے یا نہیں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران
نے ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ لیا۔

"یہ شارٹی کون ہے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

"مجھے اچانک خیال آگیا تھا۔ شارٹی اور ناٹی دونوں بھائی ہیں۔
اور زیر زمین دنیا میں ان کا خاصا رعب ہے۔ اور شارٹی ڈریگون
کلب میں جوئے خانے کا انچارج ہے"۔۔۔۔ عمران نے
سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور بلیک زیرو نے

سر ملا دیا۔

"ہیلو ناٹی ـــــ تم کہاں سے بول رہے ہو" ـــــ چند لمحوں بعد ہی رسیور پر ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"شارٹی میں ایک بڑی الجھن میں پھنس گیا ہوں۔ براؤن کہاں ہے۔ وہ مجھے اس مشکل سے نکال سکتا ہے" ـــــ عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے اپنی بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تم پھر کسی سے لڑ پڑے ہو گے۔ لیکن اب براؤن تمہارے لئے کچھ نہیں کرے گا۔ تمہیں معلوم تو ہے پچھلی بار اس نے کیا کہا تھا" ـــــ شارٹی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"وہ مجھے سب یاد ہے۔ لیکن میں کسی سے لڑا نہیں ہوں۔ ایک اور مسئلہ ہے۔ تم براؤن سے میری بات تو کراؤ" عمران نے کہا۔

"براؤن تو صبح سے غائب ہے۔ نجانے کہاں گیا ہوا ہے۔ اس نے کوئی اطلاع بھی نہیں دی" ـــــ شارٹی نے جواب دیا۔

"ارے ابھی تھوڑی دیر پہلے تو میں نے اس کی پیلے ماؤتھ کو ایک چوک سے گزرتے ہوئے دیکھا ہے۔ میں نے سمجھا کہ وہ کلب جا رہا ہے" ـــــ عمران نے کہا۔

"پیلے ماؤتھ۔ اوہ پیلے ماؤتھ تو اس نے کسی کو تحفے میں

ے دی ہے۔ وہ اب اس کے پاس نہیں ہے"
ارٹی نے چونک کر جواب دیا۔

"پیلے ماؤتھ تحفے میں دے دی ہے۔ اور براؤن نے۔ کیا
م گھاس کھا گئے ہو۔ وہ ایسے تحفے دینے والا کب سے بن
گیا ہے" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات بھی درست ہے ناٹی۔ باس براؤن ایسا نہیں
ہے وہ تو کسی کو بخار بھی نہیں دیتا۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ اس
نے پیلے ماؤتھ کسی کو تحفے میں دے دی ہے۔ مجھے اس
نے کل رات خود بتایا تھا۔ میں نے اس پر حیرت ظاہر کی تو وہ
س پڑا۔ اور کہنے لگا۔ پیلے ماؤتھ تحفے میں دے کر میں نے
نا بڑا فائدہ اٹھایا ہے کہ اس جیسی دس پیلے ماؤتھ میں اور
ید سکتا ہوں۔ لیکن میرے پوچھنے کے باوجود اس نے یہ نہیں
ایا کہ اس نے پیلے ماؤتھ کس کو تحفے میں دی ہے"
ارٹی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کچھ اندازہ بتا سکتے ہو کہ اس وقت براؤن کہاں ہو گا۔ میں اس
ے فوری بات کرنا چاہتا ہوں۔ شارٹی بہت لمبا سودا ہے۔
براؤن مان جائے تو شارٹی یوں سمجھو کہ ہم دونوں دارالحکومت
ڈریگون بار جیسے دس کلب کھول سکتے ہیں" ـــــ عمران
ے لالچ دیتے ہوئے کہا۔ کیونکہ وہ ان دونوں بھائیوں کی
رت اچھی طرح جانتا تھا۔ شارٹی اور ناٹی دونوں سے اس کی
یگر کے ذریعے کئی بار ملاقات ہو چکی تھی۔ وہ ٹائیگر کے دوست

تھے۔ لیکن چونکہ ان کا کاروبار صرف جوئے خانے اور چھوٹے
موٹے جرائم تک ہی محدود تھا۔ اس لئے عمران نے انہیں کچھ
نہ کہا تھا۔ بلکہ ٹائیگر نے جب اُسے بتایا تھا کہ ان دونوں بھائیوں
کے ساتھ دوستی کی وجہ سے وہ زیر زمین دنیا میں ہونے والے
اہم واقعات سے باخبر رہتا ہے۔ تو عمران نے ان دونوں کے
بارے میں کوئی اقدام کرنے کا سوچنا ہی چھوڑ دیا تھا۔

"اچھا تو یہ بات ہے۔ ٹھیک ہے تم ہولڈ کرو۔ میں پتہ کرتا
ہوں"۔۔۔ شارٹی نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر تک
خاموشی کے بعد شارٹی کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"ہیلو ناٹی ۔۔۔ کیا تم لائن پر ہو"۔۔۔ شارٹی نے پوچھا۔

"ہاں۔ پتہ لگا براؤن کا"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"میں نے معلوم کر لیا ہے۔ براؤن قریبی قصبے شگال گیا ہوا
ہے۔ وہاں پرنس کلب فروخت ہو رہا ہے اور براؤن اس
کے خریدنے کا خواہشمند ہے"۔۔۔ شارٹی نے جواب
دیا۔

"پرنس کلب۔ تو وہ اب پرنس کلب میں ہو گا۔ اس کا نمبر
معلوم ہو سکتا ہے"۔۔۔ عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے
پوچھا۔

"ہاں ۔۔۔ میں نے پہلے ہی معلوم کر لیا ہے۔ ایٹ۔ ون
زیرو۔ ایٹ۔ تھری۔ فور۔ سکس"۔۔۔ شارٹی نے جواب دیا۔

"او۔ کے۔ تھینک یو"۔۔۔ عمران نے کہا اور ہاتھ بڑھا

کر کریڈل دبا دیا۔ اُسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"یس ایکسٹو"۔۔۔ عمران نے کریڈل سے ہاتھ اٹھاتے
ہوئے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں جناب۔ عمران صاحب کا پتہ چلا"
دوسری طرف سے ٹائیگر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ہاں، میں نے تمہارا پیغام اُسے پہنچا دیا ہے۔ وہ خود تمہیں
کال کرے گا"۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔ اور
ساتھ ہی ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا۔ جب لائن کٹ گئی اور ٹون آنے
لگی تو عمران نے شارٹی کا بتایا ہوا نمبر ڈائل کیا۔

"یس ۔۔۔ پرنس کلب"۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی
دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"یہاں باس براؤن موجود ہوں گے۔ ان سے بات کرائیں
میں ناٹی بول رہا ہوں"۔۔۔ عمران نے ناٹی کے لہجے میں
بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہولڈ آن کریں"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور پھر
چند لمحوں بعد ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"کیا بات ہے ناٹی۔ کیوں کال کیا ہے تم نے"
اور عمران سمجھ گیا کہ براؤن بول رہا ہے۔ اس نے اُسے ڈریگون
بار میں کئی دفعہ لوگوں سے بات کرتے ہوئے سنا تھا۔

"باس۔ ایک لمبے سودے کی بات ہے۔ کروڑوں روپے
کے ہیروں کی سپلائی کا۔ اگر تم مدد کرو تو کام ہو سکتا ہے۔

فنی فنی ٹیپ" ——— عمران نے کہا۔

" اوہ۔ کروڑوں کے ہیرے۔ لیکن تمہارے ہتھے یہ سودا کیسے چڑھا" ——— براؤن نے چونکتے ہوئے کہا۔

" بس باس۔ خوش قسمتی والی بات ہو گئی ہے۔ لیکن تمہاری مدد کے سوا یہ کام نہیں ہو سکتا۔ اگر کہو تو میں پرنس کلب آ جاؤں۔ مجھے شارٹی نے بتایا ہے کہ تم یہاں ہو۔ اور باس میں شارٹی کو بھی اس دھندے میں نہیں ڈالنا چاہتا۔ ورنہ مجھے اُسے بھی حصہ دینا پڑے گا۔ اس لئے اگر کہو تو میں پرنس کلب آ جاؤں" ——— عمران نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

" تم کل تک رک نہیں سکتے۔ میں یہاں بے حد مصروف ہوں" براؤن نے جواب دیا۔

" اوہ نہیں باس۔ فوری مسئلہ ہے۔ اور باس تمہارے لئے بالکل آسان کام ہے۔ تمہیں صرف زبان ہلانی پڑے گی۔ اور کروڑوں کا کام ہو جائے گا" ——— عمران نے کہا۔

" اچھا۔ ٹھیک ہے۔ آ جاؤ۔ کاؤنٹر پر اپنا نام بتا دینا۔ وہ تمہیں میرے پاس پہنچا دیں گے" ——— براؤن نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" تھینک یو باس۔ میں تھوڑی دیر میں پہنچ رہا ہوں۔ پلیز باس بس ایک بات کا خیال رکھنا۔ اس سودے کا اور کسی کو علم نہ ہو" عمران نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

" میں سمجھتا ہوں۔ تم فکر نہ کرو" ——— براؤن نے ہنستے ہوئے

کہا اور عمران نے تھینک یو کہہ کر ہاتھ بڑھایا اور کریڈل دبا دیا۔ اور اس کے بعد اس نے ٹائیگر کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" یس ——— ٹائیگر سپیکنگ" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

" میں عمران بول رہا ہوں ٹائیگر۔ چیف باس نے مجھے تمہاری دی ہوئی اطلاع پہنچا دی ہے۔ سلیمان تو چھٹی پر کئی دنوں سے گاؤں گیا ہوا ہے۔ اور میں نے تمہاری اطلاع کے بعد وہاں سے کنفرم کر لیا ہے۔ یہ کوئی اہم چکر لگ رہا ہے میں نے براؤن کے متعلق معلوم کر لیا ہے۔ وہ اس وقت شنگال قصبے کے پرنس کلب میں موجود ہے۔ میں ناٹی کے میک اپ میں اس سے ملنے جا رہا ہوں۔ تم مجھے صرف یہ بتا دو کہ ناٹی آج کل کہاں ہے" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" ناٹی تو باس کئی دنوں سے قریبی ملک ساگان گیا ہوا ہے۔ کسی سپلائی کے چکر میں" ——— ٹائیگر نے جواب دیا۔

" پھر ٹھیک ہے۔ تم ایسا کرو کہ میک اپ کر کے پرنس کلب پہنچ جاؤ۔ ہو سکتا ہے۔ مجھے تمہاری ضرورت پڑ جائے۔ تم واچ ٹرانسمیٹر ساتھ رکھنا" ——— عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے باس۔ میں پہنچ جاتا ہوں" ——— ٹائیگر نے جواب دیا۔

" جب تک میں نہ کہوں تم نے کسی قسم کی کوئی مداخلت نہیں

کرنی" ـــــ عمران نے کہا۔ اور رسیور رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں براؤن کے پاس جا رہا ہوں۔ میں اس سے اگلوانے کی کوشش کروں گا کہ اس نے پیلے ماؤتھ کس کو دی ہے۔ اس طرح یقیناً آگے بڑھنے کے لئے اہم کلیو مل جائے گا۔ تم ایسا کرو کہ تمام ممبرز کو الرٹ کر دو۔ انہیں نیلے رنگ کی پیلے ماؤتھ کے بارے میں بتا دینا۔ انہوں نے اس کار کو تلاش کرنا ہے۔ لیکن صرف نگرانی کرنی ہے۔ اس سے زیادہ فی الحال انہوں نے کچھ نہیں کرنا" ـــــ عمران نے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھتے ہوئے بلیک زیرو سے کہا۔ اور بلیک زیرو نے سر ہلا دیا۔

کمرے کا دروازہ کھلا۔ اور کمرے کے اندر ایک بڑی سی میز کے گرد بیٹھے ہوئے چار افراد اس طرح تیزی سے اٹھ کھڑے ہوئے جیسے ان کے پیروں میں یک لخت سپرنگ ابھر آئے ہوں۔ وہ چاروں مختلف قومیتوں سے تعلق رکھتے تھے۔

"بیٹھو" ـــــ دروازے سے داخل ہونے والے ماسٹر نے ہاتھ اٹھا کر گمبھیر لہجے میں کہا۔ اور وہ چاروں دوبارہ اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ ماسٹر اس وقت مقامی میک اپ میں تھا۔ وہ شکل و صورت سے عام سا بزنس مین لگ رہا تھا۔ البتہ اس کے سینے پر سرخ رنگ کا بیج لگا ہوا تھا۔ جس میں ایل۔ سی۔ کے حروف ابھرے ہوئے تھے۔ باقی چاروں کے سینوں پر بھی اس قسم کے بیج موجود تھے۔ لیکن ہر ایک بیج کا رنگ

مختلف تھا۔

ماسٹر نے پانچویں کرسی سنبھالی اور اس پر بیٹھ کر وہ غور سے ان چاروں کو دیکھنے لگا۔ پھر اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھر آئی۔

"تم مجھے ماسٹر کے نام سے پکار سکتے ہو" ——— ماسٹر نے بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس ماسٹر" ——— ان چاروں نے بیک آواز ہو کر جواب دیا۔

"لانگ سرکل کو بالکل نئے انداز میں سیٹ کیا گیا ہے اور اب لانگ سرکل چھوٹے چھوٹے دھماکے کرنے کی بجائے کوئی بڑا اور اہم کارنامہ سرانجام دے گی" ——— ماسٹر نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس ماسٹر۔ ہمیں حکم دیجئے۔ ہم حکم کی تعمیل کے لئے بے چین ہیں" ——— نیلے رنگ کے بیج بردار نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"گڈ ——— لانگ سرکل کے چیفس کو ایسا ہی ہونا چاہئے۔ ہر لمحے مستعد اور تیار۔ تمہارا نام آصف ہے۔ اور تم بلیو ایریے کے انچارج ہو۔ پہلے تم بتاؤ کہ تمہارے ایریے میں کوئی ایسا ٹارگٹ ہے۔ جس پر کام کر کے کوئی بڑا کام سرانجام دیا جا سکے" ——— ماسٹر نے کہا۔

"کس ٹائپ کا ٹارگٹ باس" ——— آصف نے چونک

کر پوچھا۔

"کسی بھی ٹائپ کا" ——— ماسٹر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"باس ——— بلیو ایریے میں زیادہ تر کالجز اور یونیورسٹی ہے۔ یا پھر چند بڑی ملیں ہیں۔ اس کے علاوہ رہائشی کالونیاں ہیں۔ متوسط طبقے سے لے کر اعلیٰ طبقے کی رہائشی کالونیاں۔ اور اس سے پہلے میرا کام کالجز اور یونیورسٹی کے ساتھ ساتھ ان کالونیوں میں ہنگامے کروانے تک محدود تھا۔ اب آپ جیسے حکم فرمائیں" ——— آصف نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے۔ تمہارے ایریے میں کوئی اہم ٹارگٹ نہیں ہے۔ تم زرد ایریے کے انچارج ہو جیکب۔ تم رپورٹ دو" ——— ماسٹر نے اس کے ساتھ بیٹھے ہوئے قدرے ادھیڑ عمر کے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔ جس کے سینے پر زرد رنگ کا بیج موجود تھا۔

"یس باس۔ میرے ایریے میں مزدور پیشہ افراد کی رہائشی کالونیوں کی اکثریت ہے۔ البتہ ایک اہم ٹارگٹ وہاں موجود ہے۔ وہ پانی صاف کرنے کا بڑا کارخانہ ہے۔ یہاں سے تقریباً آدھے سے زیادہ شہر کو صاف پانی سپلائی کیا جاتا ہے" ——— جیکب نے جواب دیا۔

"تم براؤن ایریے کے انچارج الفت رضا ہو" ——— ماسٹر نے تیسرے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ دبلا پتلا آدمی

تھا۔ لیکن اس کا چہرہ خاصا سخت گیر تھا۔

"یس باس۔ میں الفت رضا ہوں۔ براؤن ایریے کا انچارج اور باس میرے ایریے میں زیادہ تر فوجی چھاؤنیاں ہیں۔ اور بندرگاہ کی ساری بیلٹ میرے ایریے میں آتی ہے" الفت رضا نے آنکھیں جھپکاتے ہوئے کہا۔

"اور تم جابر۔ تمہارے ایریے میں کیا ہے"۔۔۔ ماسٹر نے چوتھے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔ جس کے سینے پر سفید رنگ کا بیج موجود تھا۔

"باس میرے ایریے میں کمرشل مارکیٹوں کی تعداد زیادہ ہے"۔۔۔ جابر نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"گڈ ۔۔۔ کمرشل مارکیٹ والا ٹارگٹ درست رہے گا۔ اس طرح بہت زیادہ تباہی لائی جا سکتی ہے"۔۔۔ ماسٹر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور جابر کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ جیسے ماسٹر نے یہ بات کر کے اسے کوئی تحفہ دے دیا ہو۔

"یس باس۔ آپ حکم فرمائیں"۔۔۔ جابر نے جواب دیا۔

"سنو۔ لانگ سرکل نے اب تک اس شہر پر بے حد توجہ دی ہے۔ لیکن یہ توجہ یہاں زیادہ تر لسانی اور قومیتی فسادات تک ہی محدود رہی ہے۔ اور لانگ سرکل اپنے اس مشن میں خاصی کامیاب بھی رہی ہے۔ لیکن اب لانگ سرکل اپنا دائرہ کار اور زیادہ بڑھانا چاہتی ہے۔ کیونکہ لانگ سرکل کا اصل مقصد تو پاکیشیا پر بے پناہ دباؤ ڈال کر یہاں کی حکومت کے خلاف

عوام کو کھڑا کرنا ہے۔ تاکہ یہاں کی حکومت کو بدل کر ایسی حکومت لائی جائے جو روسیاہ اور کافرستان کے مفادات کے مطابق کام کر سکے۔ اور اپ لینڈ کے سلسلے میں اپنا موقف ہماری مرضی کے مطابق تبدیل کر سکے۔

"تو پھر باس ایسا ہے کہ ہم سب ایریوں میں بیک وقت بڑے بڑے ٹارگٹس پر انتہائی طاقتور بموں کے دھماکے کر دیتے ہیں۔ انتہائی تیز رفتاری سے اور مسلسل۔ اس کے علاوہ مسافر ٹرینیں اڑائی جا سکتی ہیں۔ ہوائی جہاز تباہ کیے جا سکتے ہیں یا ہائی جیک کیے جا سکتے ہیں۔ اس طرح یقیناً ہمارا مقصد حل ہو جائے گا"۔۔۔ بلیو بیج بردار آصف نے بڑے پرجوش لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ تم اب تک لانگ سرکل کو غلط سمجھے ہو۔ لانگ سرکل کوئی مجرم تنظیم نہیں ہے۔ کہ جس کا مقصد صرف پاکیشیا کی تباہی ہو۔ ہم سیاسی جنگ لڑ رہے ہیں۔ کولڈ وار سمجھتے ہو کولڈ وار کو۔ یعنی ایسی جنگ جس میں فوجیں نہیں لڑتیں۔ بلکہ ایک دوسرے کے علاقے میں ایسی کارروائیاں کی جاتی ہیں کہ وہاں کے عوام اپنی ہی حکومت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں۔ اس طرح حکومت کمزور پڑ جاتی ہے۔ اور کمزور حکومت کبھی صحیح منصوبہ بندی نہیں کر سکتی۔ وہ دشمنوں کے رحم و کرم پر ہوتی ہے۔ یا اسے عوام کے دباؤ سے تبدیل کر کے اپنے مقصد کی حکومت لائی جا سکتی ہے۔ چنانچہ یہ پاکیشیا کے خلاف

کولڈ وار ہے۔ اگر تمہارے طریقہ کار پر عمل کیا جائے تو جانتے
ہو کیا نتیجہ نکلے گا۔ بجائے اس کے کہ عوام حکومت کے خلاف
اٹھیں وہ ہمارے خلاف متحد ہو کر حکومت کی پشت مضبوط کر
لیں گے۔ وہ سمجھ جائیں گے کہ یہ ملک کے خلاف کارروائیاں
کی جا رہی ہیں۔ ہماری کارروائیاں ملک کے خلاف ظاہر نہیں
ہونی چاہئیں۔ بلکہ حکومت کے خلاف ہونی چاہئیں ___ ہماری
کارروائیوں سے اصل مقصد عوام کو خوف و ہراس میں مبتلا کرنے
کے ساتھ ساتھ عوام میں شدید عدم تحفظ پیدا کرنا ہے۔ اس
طرح ہم صحیح معنوں میں یہ کولڈ وار یعنی سرد جنگ جیت سکتے
ہیں" ___ ماسٹر نے باقاعدہ تقریر کرتے ہوئے کہا۔ اور
چاروں نے سر ہلا دیئے۔

"آئی۔ ایم۔ سوری باس۔ واقعی میں غلط مطلب سمجھا تھا۔
اب میں اصل بات سمجھ گیا ہوں۔ اب کارروائیاں ایسی ہی ہوں
گی" ___ آصف نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"چنانچہ یہ طے ہو گیا کہ ہماری کارروائیاں آہستہ آہستہ ہوں
گی۔ ٹھہر ٹھہر کر اس میں تیز رفتاری نہیں ہونی چاہیئے۔ چنانچہ
اب جابہ کا ٹارگٹ ہٹ ہو گا اور پھر اس کے نتائج دیکھنے
کے بعد ہم مزید آگے بڑھیں گے" ___ ماسٹر نے
کہا۔

"باس۔ ایک بات میرے ذہن میں کھٹک رہی ہے۔ اگر
آپ اجازت دیں تو میں کر دوں" ___ جیکب نے ہچکچاتے

ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔ بولو۔ کیا بات ہے کھل کر بات کرو" ___ ماسٹر
نے چونک کر کہا۔

"باس۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ یہاں کا سب سے خطرناک
آدمی ہماری تنظیم کے ہتھے چڑھ گیا تھا۔ اس کا نام علی عمران
ہے۔ لیکن باس آپ نے اسے ختم کرنے کی بجائے آزاد کر
دیا۔ اس طرح تو اسے موقع مل گیا کہ وہ ہماری تنظیم کے خلاف
بھرپور انداز میں کام کرے گا" ___ جیکب نے کہا۔

"پہلی بات تو یہ ہے کہ جسے تم خطرناک آدمی کہہ رہے ہو۔
وہ میرے مقابلے میں ایک تنکا کی بھی حیثیت نہیں رکھتا۔ میں
جب چاہوں جہاں چاہوں اس کا خاتمہ اس طرح کر سکتا ہوں۔
جیسے ایک چیونٹی کو مسل دیا جاتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ اس
آدمی کی موت کی نسبت اس کو آزاد کر دینا۔ ہمارے لئے فائدہ مند
ہے۔ یہ شخص سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے۔ اگر ہم
اسے مار ڈالتے تو سیکرٹ سروس ہمارے خلاف اٹھ کھڑی
ہوتی۔ جب کہ ہمارے کام کی لائن سیکرٹ سروس کی لائن نہیں
ہے۔ بلکہ یہ یہاں کی انٹیلی جنس اور پولیس کی لائن ہے۔ اس طرح
ہماری تنظیم بے پناہ مشکلات کا شکار ہو سکتی تھی۔ اب اس عمران
کو میں نے ذہنی طور پر الجھا کر آزاد کر دیا ہے اور ساتھ ہی تنظیم کا
را سیٹ اپ بدل دیا ہے۔ اب یہ ہو گا کہ یہ اکیلا ہی سر پٹکتا
پھرے گا۔ اور سیکرٹ سروس حرکت میں نہیں آئے گی اور

اس اکیلے آدمی کے سر پٹکنے سے ہمارا کچھ نہیں بگڑے گا۔ باقی میں نے جس وقت محسوس کیا کہ اس شخص نے ہمارے خلاف کوئی اہم کلیو حاصل کرلیا ہے میں اسے فوری موت کے گھاٹ اتار دوں گا۔" ــــــ ماسٹر نے ہونٹ چباتے ہوئے ٹھہر ٹھہر کر وضاحت کرتے ہوئے کہا

"یس باس۔ میں سمجھ گیا۔ آپ واقعی انتہائی ٹھنڈے ذہن کے مالک ہیں اور دوراندیشی سے پلاننگ کرتے ہیں" جیکب نے کہا۔

"ہماری لائن آف ایکشن ہی ایسی ہے کہ ہمیں ہر قدم انتہائی سوچ سمجھ کر اٹھانا ہے۔ اگر ہم سے ذرا بھی تیزی ہو گئی۔ تو پھر حکومت کی پوری مشینری ہمارے خلاف اٹھ کھڑی ہو گی۔ اور ہوسکتا ہے کہ پورے شہر کو ہی فوج کے حوالے کر دیا جائے" ماسٹر نے جواب دیا۔ اور جیکب نے شرمندہ سے انداز میں سر ہلا دیا۔

"او۔کے۔ اب یہ میٹنگ برخاست۔ جابر تم نے کمرشل مارکیٹ کا ایسا سپاٹ منتخب کرنا ہے۔ جہاں بے پناہ جانی و مالی نقصان ہو سکے۔ اور پھر وہاں خاصا طاقتور دھماکہ کر دینا ہے میں اس کے لئے تمہیں صرف تین دن دے سکتا ہوں" ماسٹر نے کہا۔

"یس باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ تین دن کے اندر آپ کو میری کارکردگی کی مکمل رپورٹ مل جائے گی" ــــــ جابر

نے بڑے بااعتماد لہجے میں جواب دیا۔

اور ماسٹر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی باقی سب افراد بھی کھڑے ہو گئے اور پھر سب سے پہلے ماسٹر دروازے سے باہر نکلا۔ اور اس کے بعد ایک ایک کر کے باقی چاروں بھی اس کمرے سے باہر نکل گئے۔

عمران نے پرنس بار کے سامنے کار روکی۔ اور پھر نیچے اتر کر وہ اچھل کر چلتا ہوا بار میں داخل ہو گیا۔ وہ بالکل اسی انداز میں چل رہا تھا۔ جس انداز میں ناٹی چلتا تھا۔ اس نے ناٹی کا میک اپ کر رکھا تھا اور تقریباً ویسا ہی لباس پہنا ہوا تھا۔ پرنس بار کا ہال خاصا سجا ہوا تھا۔ اور اس وقت بھی وہاں عورتوں اور مردوں کی خاصی تعداد موجود تھی۔ ایک طرف بنے ہوئے کاؤنٹر کے پیچھے ایک نوجوان کھڑا تھا۔ جیسے ہی عمران ہال میں داخل ہوا۔ کاؤنٹر کے پیچھے کھڑا ہوا نوجوان اسے دیکھ کر بری طرح چونک پڑا۔ اس کی آنکھوں میں شدید حیرت کے آثار ابھرے۔ لیکن دوسرے لمحے وہ نارمل ہو گیا۔

"ہیلو۔ میرا نام ناٹی ہے۔ اور مجھے براؤن سے ملنا ہے" عمران نے کاؤنٹر کے قریب پہنچ کر ناٹی کے انداز میں زبان گھما

کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ باس براؤن نے کہا ہے کہ جیسے ہی تم آؤ تمہیں یہاں بٹھا لیا جائے وہ فارغ ہوتے ہی تمہیں بلا لے گا۔ بیٹھو۔ کیا پیو گے"۔۔۔ کاؤنٹر بوائے نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"فی الحال میں اپنے ہوش میں رہنا چاہتا ہوں۔ باس براؤن کے سامنے ذرا سا بہکنے کا مطلب موت بھی ہو سکتا ہے۔ اس لئے کچھ نہیں"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور نوجوان نے سر ہلا دیا۔ عمران کاؤنٹر کے سامنے پڑے ہوئے ایک اونچے سٹول پر جم گیا۔

"رمپا کی اصلی بلیک وہسکی کی ایک بوتل موجود ہے اگر کہو تو" کاؤنٹر بوائے نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے بڑے سرگوشیانہ انداز میں کہا۔

"رمپا کی بلیک وہسکی۔ ارے کیوں مجھے احمق بنا رہے ہو۔ ناٹی کے ساتھ مذاق کرنے والے کا کیا انجام ہوتا ہے" عمران نے یک لخت غصیلے لہجے میں کہا۔ کیونکہ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ رمپا نام کی کوئی ایسی کمپنی نہیں ہے جس کی بلیک وہسکی مشہور ہو۔

"اوہ۔ آئی۔ ایم۔ سوری۔ میں تو مذاق کر رہا تھا"۔۔۔ کاؤنٹر بوائے نے ایک جھٹکے سے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے کاؤنٹر پر رکھا ہوا ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور ایک نمبر پریس کر کے رسیور کان سے لگا لیا۔

"کاؤنٹر سے جیکی بول رہا ہوں جناب۔ ابھی ابھی ناٹی آیا ہے۔ وہ آپ سے ملنے کا منتظر ہے" ــــ کاؤنٹر بوائے نے جس کا نام جیکی تھا بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ بھجوادو" ــــ دوسری طرف سے براؤن کی آواز سنائی دی۔

"یس باس" ــــ جیکی نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے ایک ویٹر کو اشارہ کیا۔

"انہیں نیچے والے دفتر میں باس براؤن کے پاس پہنچا آؤ" ــــ ویٹر کے قریب آنے پر جیکی نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آیئے جناب" ــــ ویٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ ویٹر اُسے لے کر ایک راہداری کی طرف چل پڑا۔

راہداری مڑتے ہی عمران رک گیا۔ اور پھر جھک کر اپنے بوٹ کے تسمے باندھنے لگا۔ جب کہ وہ ویٹر اُسی طرح چلتا ہوا کافی آگے نکل گیا۔ عمران کے کان کاؤنٹر کی طرف ہی لگے ہوئے تھے لیکن وہاں سے صرف بوتلوں کے اٹھانے اور رکھے جانے کی آواز ہی سنائی دے رہی تھی۔ اور عمران ــــ اطمینان بھرے انداز میں سیدھا ہوا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ویٹر کے پیچھے چل پڑا۔

راہداری آگے جا کر گھوم گئی تھی۔ اور پھر سیڑھیاں نیچے جاتی دکھائی دیں۔

"ان سیڑھیوں کے اختتام پر دروازہ ہے۔ اور اس کمرے میں باس موجود ہیں" ــــ ویٹر نے سیڑھیوں پر رک کر عمران سے کہا۔ اور عمران سر ہلاتا ہوا سیڑھیاں اترنے لگا۔ وہ راہداری کے موڑ پر اس لئے رک گیا تھا کہ اُسے جیکی کی حرکات و سکنات قدرے مشکوک معلوم ہوئی تھی۔ اس لئے اس کا خیال تھا کہ شاید اس کے راہداری میں گھومتے ہی جیکی کسی سے فون پر کوئی بات کرے لیکن کاؤنٹر کی طرف سے جب فون کرنے کی آواز سنائی نہ دی تو عمران مطمئن ہو گیا۔

سیڑھیوں کے اختتام پر واقعی ایک دروازہ تھا جو بند تھا۔ عمران نے اس پر دستک دی۔

"یس۔ کم ان" ــــ اندر سے براؤن کی آواز ابھری اور عمران نے دروازے پر دباؤ ڈالا تو وہ کھلتا چلا گیا۔ عمران کمرے میں داخل ہوا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا۔ جس میں براؤن کے ساتھ دو لمبے تڑنگے آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔

"ٹھیک ہے۔ مسٹر جارج۔ اب آپ آرام کریں۔ میں اس بارے میں حتمی فیصلہ کر کے آپ سے بات کروں گا"

عمران کے اندر داخل ہوتے ہی براؤن نے ان دونوں آدمیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ ایک لمبی چوڑی میز کی دوسری طرف بیٹھا ہوا تھا۔ جب کہ وہ دونوں آدمی میز کے سامنے رکھی ہوئی کرسیوں پر بیٹھے تھے۔

"او۔ کے سر۔ ہمیں یقین ہے کہ آپ کا فیصلہ ہمارے حق میں ہو گا" ــــ ان دونوں نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیز

تیز قدم اٹھاتے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ عمران اس دوران ایک خالی کرسی سنبھال چکا تھا۔

"تم بیٹھو۔ میں ذرا باتھ روم ہو آؤں" ——— براؤن نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور پھر مڑ کر سائیڈ کے دروازے میں داخل ہو کر غائب ہو گیا۔ عمران خاموش بیٹھا ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ پھر میز پر رکھے ہوئے ایک کاغذ پر اس کی توجہ گئی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر کاغذ اٹھایا اور اُسے غور سے دیکھنے لگا۔ لیکن دوسرے لمحے اس نے منہ بنا کر کاغذ واپس رکھ دیا۔ کیونکہ اس پر بار کے فرنیچر کی تفصیل اور مالیت لکھی ہوئی تھی۔

تقریباً دس منٹ بعد براؤن باہر آیا اور واپس اپنی کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔ لیکن عمران نے محسوس کیا کہ اس کے چہرے پر پہلے کی نسبت کچھ زیادہ سنجیدگی تھی۔

"ہاں۔ اب بتاؤ نانی کیا سلسلہ ہے" ——— براؤن نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"ہیروں کی ایک خاصی بڑی کھیپ یہاں دارالحکومت لائی گئی ہے اور اب اس کھیپ کو راجندرا پہاڑیوں کے پار پہنچانا ہے۔ اور اصل جھگڑا یہ ہے کہ یہاں کے کسٹم حکام کو اس کھیپ کے متعلق اطلاع مل چکی ہے۔ اور انہوں نے باقاعدہ ناکہ بندی کر لی ہے۔ اس لئے پارٹی نے مجھ سے رابطہ قائم کیا ہے۔ اور میں نے حامی بھر لی ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کتنی رقم طے ہوئی ہے" ——— براؤن نے پوچھا۔

"رقم نہیں۔ بلکہ مال ففٹی ففٹی۔ کروڑوں کے ہیرے ہیں آدھے ہیرے مل جائیں گے" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"گڈ شو۔ تو پھر تمہارے ذہن میں اس بارے میں کیا پلان ہے" براؤن نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"باس۔ میرا خیال ہے کہ آپ کی پیلے ماؤتھ کے ذریعے انہیں راجندرا پہاڑیوں کے پار پہنچا دیا جائے۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ کسٹم کے چپڑاسی سے لے کر اعلیٰ حکام تک سب آپ کی اس کار سے واقف ہیں۔ اس لئے وہ کسی طرح بھی اسے نہیں روکیں گے۔ ورنہ انہوں نے چڑیا کا بچہ بھی ناکہ بندی سے نہیں گزرنے دینا" ——— عمران نے کہا اور براؤن چونک پڑا۔

"اوہ۔ تمہاری بات درست ہے۔ لیکن وہ پیلے ماؤتھ تو میں نے کسی کو تحفے میں دے دی ہے۔ تمہیں شارٹی نے نہیں بتایا" براؤن نے کہا۔

"بتایا تو ہے۔ لیکن سچی بات یہ ہے باس کہ مجھے شارٹی کی بات پر یقین نہیں آیا۔ اب آپ خود کہہ رہے ہیں تو درست ہی ہو گا۔ لیکن آپ ایک روز کے لئے وہ کار واپس لے سکتے ہیں۔ ہم کل اُسے واپس کر دیں گے" ——— عمران نے جواب دیا۔

"نہیں ——— وہ واپس نہیں لی جا سکتی۔ کوئی اور بات کرو"

براؤن نے کرخت لہجے میں کہا۔

"کیوں واپس نہیں لی جا سکتی باس۔ آخر آپ نے اُسے تحفے میں دی ہے۔ فروخت تو نہیں کر دی۔ آپ مجھے بتائیں پھر دیکھیں میں اُسے کیسے واپس لے آتا ہوں۔ اس کے بغیر کام بنے گا نہیں" ——— عمران نے کہا۔

"تو تم اس کار کے چکر میں یہاں آئے ہو۔ تمہیں اس کار سے کیا دلچسپی پیدا ہو گئی ہے" ——— اچانک براؤن نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔ اور ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں ایک بھاری ریوالور چمکنے لگا۔

"دلچسپی سپلائی کے لئے ہے۔ اور میں نے کار کا اچار ڈالنا ہے" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ لیکن وہ ذہنی طور پر کھٹک گیا تھا۔

"بس اتنی بات ہے یا کوئی اور چکر بھی ہے" ——— براؤن نے یک لخت مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور کیا چکر ہو سکتا ہے باس۔ آپ تو خواہ مخواہ الجھ گئے" عمران نے جواب دیا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور مشین گنوں سے مسلح دو افراد اندر داخل ہوئے اور دروازے کی سائیڈوں میں رک گئے۔ ان کی مشین گنوں کے رخ عمران کی طرف تھے۔

"کیا مطلب" ——— عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مطلب تو اب تم بتاؤ گے۔ اصل ناٹی کہاں ہے" براؤن نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"اصل ناٹی ——— تو کیا میں اس کی روح ہوں" ——— عمران نے اس بار تلخ لہجے میں جواب دیا۔

"سنو۔ تم جو کوئی بھی ہو۔ بہرحال ناٹی نہیں ہو۔ حالانکہ تم نے شاندار میک اپ کیا ہے۔ آواز۔ لہجہ۔ چال۔ سب کچھ ناٹی جیسا ہے۔ لیکن اس کے باوجود تم ناٹی نہیں ہو۔ میں صرف یہ جاننا چاہتا تھا کہ تم کس چکر میں یہاں آئے ہو۔ اور اب مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ تم پلے ماؤتھ کار میں دلچسپی لے رہے ہو۔ اب سیدھی طرح بتا دو کہ تم کون ہو اور اس کار میں کیوں دلچسپی لے رہے ہو" ——— براؤن کا لہجہ انتہائی سخت ہوتا گیا۔ اس کی آنکھوں سے شرارے سے نکلنے لگے۔

"واقعی اب مجھے بتانا پڑے گا کہ میں اصل ناٹی ہوں۔ لیکن باس ایک بات بتا دوں کہ آپ نے مجھ پر شک کر کے اپنا ہی نقصان کیا ہے۔ اب یہ سپلائی میں خود کر دوں گا" ——— عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو۔ تم نے ناٹی کا میک اپ ضرور کیا ہے۔ لیکن تمہیں شاید یہ معلوم نہیں تھا کہ کاؤنٹ بوائے جیکی کی بہن مارسیلا آج کل ناٹی کے ساتھ رہتی ہے۔ اور تم جیکی کو لمبی لمبی قیمتیں دیتے رہتے ہو۔ لیکن تم نے یہاں آ کر جیکی کو سرے سے پہچانا ہی نہیں۔ ایک بات۔ دوسری بات یہ کہ جیکی اور ناٹی کے درمیان ایک

مخصوص کوڈ ورڈ ہے۔ ناٹی کا دھندہ بڑے لوگوں کو لڑکیاں سپلائی
کرنا بھی ہے۔ اور یہ ساری سپلائی جیکی کے ذریعے ہوتی ہے
اور اس سلسلے میں مخصوص کوڈ ہے۔ رمپا کی بلیک وہسکی۔ اس کا
مطلب ہوتا ہے کہ نیا مال آگیا ہے۔ جیکی نے آزمانے کے
لئے یہ کوڈ دوہرایا۔ لیکن تم اس کوڈ کو نہ سمجھ سکے۔ چنانچہ اُسے
یقین ہوگیا کہ تم جو کوئی بھی ہو۔ بہرحال ناٹی نہیں ہو۔ لیکن جیکی بیحد
ہوشیار آدمی ہے۔ اس نے فوراً تمہیں کچھ نہیں کہا۔ بلکہ جب
وہ ویٹر جو تمہیں چھوڑ کر گیا ہے واپس گیا تو اس نے مجھے ایمرجنسی
کال کیا اور میں باتھ روم کے بہانے اس کے پاس پہنچا۔ اور
اس نے مجھے ساری تفصیل بتائی" ——— براؤن نے وضاحت
کرتے ہوئے کہا۔ اور عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

" جیکی احمق ہے۔ اُسے اچھی طرح معلوم ہے کہ جب میں
کسی مشن پر ہوں تو میں باقی ہر چیز کو بھول جاتا ہوں" ——— عمران
نے بات بنانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

" اچھا۔ اب میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ میں تم جیسے
تھرڈ کلاس آدمی کے لئے اسے برباد کرتا رہوں۔ جلدی سے اگل
دو کہ تم کون ہو۔ اور پلے ماؤتھ میں کیوں دلچسپی لے رہے ہو۔
ورنہ میرے اشارے پر ابھی تمہارا جسم مکھیوں کے چھتے میں
تبدیل ہو جائے گا۔ جلدی بکو" ——— براؤن نے انتہائی کرخت
لہجے میں کہا۔

" سب کچھ بتا دوں۔ ان دونوں کے سامنے۔ مجھے کوئی اعتراض

نہیں ہے۔ لیکن سوچ لو۔ ایسا نہ ہو کہ بعد میں تمہیں پچھتانے کا بھی
موقع نہ ملے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" میرا نام براؤن ہے۔ سمجھے۔ ایسے کھیل کھیلتے میری پوری
زندگی گزر گئی ہے۔ مجھے چکر دینے کی کوشش نہ کرو۔ میں
صرف تین تک گنوں گا" ——— براؤن کا لہجہ اور زیادہ سخت
ہو گیا۔

" او۔ کے۔ تمہاری مرضی۔ بہرحال سن لو کہ تمہاری کار پلے ماؤتھ
جس آدمی کے پاس ہے۔ اُسے ملک سے غداری کے الزام
میں پکڑ لیا گیا ہے۔ وہ غیر ملکی جاسوس ہے" ——— عمران نے
ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" کک ——— کک ——— کیا کہہ رہے ہو" ——— براؤن
عمران کی بات سن کر بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اور اس کے
اس طرح کھڑے ہونے سے عمران کو بھی اٹھنے کا موقع مل گیا۔

" پرنس بار کے باہر اس وقت سیکرٹ سروس کا گھیراؤ
موجود ہے۔ سمجھے۔ اب تمہاری بچت کی صرف ایک راہ ہے۔
کہ تم میری تسلی کرا دو۔ کہ تمہارا اس آدمی کے ساتھ ایسا کوئی
سلسلہ نہیں ہے کہ جس سے غداری کا الزام تم پر بھی آجائے"
عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

" شٹ اپ" ——— براؤن نے یکلخت چیخ کر کہا۔ اور
اس کے ساتھ ہی اس نے بجلی کی سی تیزی سے ہاتھ میں پکڑے
ہوئے ریوالور کا ٹریگر دبا دیا۔ لیکن ظاہر ہے عمران اتنی آسانی سے

شکار ہونے والوں میں سے تو نہ تھا۔ اس نے یک لخت ہائی جمپ لیا۔ اور گولی اس کے نیچے سے نکل کر سیدھی ایک مشین گن بردار کے پیٹ میں لگی اور اس کی چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔ عمران نے فضا میں بلند ہوتے ہی جسم کو یک لخت جھٹکے سے آگے بڑھایا اور اس کے ساتھ ہی وہ براؤن کو اپنے ساتھ لیتا ہوا میز کے نیچے جا گرا۔ اس طرح وہ دوسرے آدمی کی مشین گن کے برسٹ سے بال بال بچا۔ برسٹ بھاری میز سے ٹکرا کر رہ گیا تھا۔

"رک جاؤ۔ مت فائر کرو" ——— نیچے گرتے ہی عمران نے براؤن کے لہجے میں چیخ کر کہا۔ جب کہ براؤن اس کے نیچے دبا ہوا تھا۔ عمران کو صرف ایک لمحے کی مہلت درکار تھی۔ اور وہ لمحہ اُسے مل گیا۔ دوسرے لمحے اس کا ہاتھ میز کی سطح سے بلند ہوا۔ اور پھر زوردار دھماکے کے ساتھ ہی دوسرا مشین گن بردار بھی چیختا ہوا دیوار سے ٹکرایا اور پھر منہ کے بل نیچے جا گرا۔ اور عمران نے ایک بار پھر جمپ لگایا اور عقاب کی طرح اڑتا ہوا دروازے کے ساتھ جا کھڑا ہوا۔ براؤن کا ریوالور اب اس کے ہاتھ میں تھا۔ دونوں مشین گن بردار فرش پر پڑے تڑپ رہے تھے۔ اور ان کی مشین گنیں ان کے ہاتھوں سے نکل کر علیحدہ پڑی ہوئی تھی۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے گھوم کر ان دونوں پھڑکتے جسموں پر دو فائر کیے۔ اور پھر جھپٹ کر ایک مشین گن اٹھا لی۔ اور تیزی سے ایک سائیڈ پر ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ اُسی لمحے

براؤن احمقوں کے سے انداز میں ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"بس اب نیچے نہ جھکنا ورنہ کھوپڑی اڑا دوں گا" ——— عمران نے مشین گن کی نال اس کی طرف اٹھاتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں خاصی کرختگی تھی۔ اور براؤن نے ہونٹ کاٹتے ہوئے دونوں ہاتھ خود بخود اٹھائے اور اپنے سر پر رکھ لئے۔

"ویری گڈ ——— مجھے ایسے فرمانبردار لوگ بے حد پسند ہیں۔ ب میز کے پیچھے سے نکل کر ادھر آ جاؤ اور اطمینان سے کرسی پر بیٹھ جاؤ" ——— عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اور براؤن خاموشی سے میز کے پیچھے سے نکلا اور واقعی وہ انتہائی سعادت مندانہ انداز میں یک کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کا چہرہ دھواں دھواں ہو رہا تھا۔

"ہاں اب بتاؤ کہ تم نے ملک کے اس غدار اور غیر ملکی جاسوس کو کار کیوں دی تھی" ——— عمران نے آگے بڑھ کر مشین گن کی ال اس کی کھوپڑی کے ساتھ لگاتے ہوئے سپاٹ لہجے میں چھا۔

"مم ——— مم ——— میں نے کسی غیر ملکی جاسوس کو کار نہیں دی۔ یں نے تو کار سیکشن آفیسر اعظم کے دوست اعجاز کو دی ہے۔ عظم نے کہا تھا کہ اگر میں یہ کار اس کے دوست کو دے دوں تو ہ مجھے دو ٹیکسٹائل ملوں کا پرمٹ دے دے گا۔ چنانچہ میں نے وہ کار دے دی۔ اور پرمٹ لے لئے۔ دونوں پرمٹ میں نے فوراً فروخت کر دیئے۔ اس طرح مجھے دس پہلے ماؤ تھ کاروں

سے بھی زیادہ کا منافع وصول ہو گیا" ——— براؤن نے جواب دیا۔

"اور کیا لیا تھا۔ ان پرمٹوں کے علاوہ۔ سیدھی طرح بتاؤ۔ میرے پاس پوری تفصیل موجود ہے" ——— عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"اور ——— اور شراب کے دس پرمٹ لئے تھے۔ اے کوالٹی کے پرمٹ۔ بس اور کچھ نہ لیا تھا" ——— براؤن نے جواب دیا۔

"یہ اعجاز کیا کرتا ہے" ——— عمران نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ وہ اعظم کا دوست ہے۔ بس میں اتنا جانتا ہوں" ——— براؤن نے جواب دیا۔

"یہ اعظم وزارت داخلہ کا سیکشن آفیسر ہے" ——— عمران نے کہا۔

"ہاں۔ وہی وہ گنجے سر والا" ——— براؤن نے جلدی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اعظم سے تمہارے کب سے تعلقات ہیں" ——— عمران نے پوچھا۔

"کئی سالوں سے ہیں۔ اُسی کی وجہ سے تو میں ایک عام مجرم سے آج بڑا کاروباری بن گیا ہوں۔ وہ میرا بہترین دوست ہے لیکن مجھے حیرت ہے کہ اس سے میری کار کیسے غیر ملکی جاسوس تک پہنچ گئی" ——— براؤن کے لہجے میں واقعی حیرت تھی۔ اور عمران نے سر ہلا دیا۔

"اسلحے کی سمگلنگ میں تمہارا کیا رول ہے" ——— عمران نے
ے لمحہ خاموش رہ کر پوچھا۔

"اسلحے کی۔ نہیں۔ میں نے کبھی یہ گندہ دھندہ نہیں کیا۔ میں تو
ب کا دھندہ کرتا ہوں" ——— براؤن نے جلدی سے
ب دیتے ہوئے کہا۔

"ارے یہ تو واقعی بڑا نیک دھندہ ہے۔ اور میں نہیں چاہتا۔
اس قدر نیک آدمی زیادہ دیر زندہ رہے۔ ہو سکتا ہے وہ
ے جائے۔ اور گندہ دھندہ شروع کر دے۔ اس لئے
بھی کر دو" ——— عمران نے ٹریگر دباتے ہوئے کہا اور
ن کی کھوپڑی یک لخت ہزاروں ٹکڑوں میں تبدیل ہو کر فرش
ر گئی۔ اور اس کا مردہ جسم دھڑام سے پہلو کے بل نیچے
ا۔ عمران نے مشین گن ایک طرف صوفے پر اچھال دی۔
زی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ کاؤنٹر پر
ی بجائے کوئی اور آدمی کھڑا تھا۔ اس لئے عمران اس کی
متوجہ ہوئے بغیر تیز تیز قدم اٹھاتا بار سے باہر نکلتا گیا۔
ں دیر بعد اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے واپس دارالحکومت
ف اڑی جا رہی تھی۔ اس نے واپس جاتے ہوئے
ٹرانسمیٹر پر ٹائیگر کو بھی واپسی کا کہہ دیا تھا۔
ارالحکومت میں داخل ہونے سے تھوڑی دیر پہلے ایک
پر کار روک کر اس نے کار کی سیٹ کے نیچے سے
اپ باکس نکالا اور کار کے کلرڈ شیشے چڑھا کر اس نے

ناٹی کا میک اپ صاف کر کے جلدی سے دوسرا میک اپ
اور پھر شیشے ہٹا کر اس نے کار آگے بڑھا دی۔ دارالحکومت میں
داخل ہوتے ہی اس نے کار ایک پبلک فون بوتھ کے قریب
روکی۔ اور پھر اس نے سب سے پہلے انکوائری سے وزارت
داخلہ کے سیکشن آفیسر اعظم کا فون نمبر معلوم کیا۔ اور پھر سکہ
ڈال کر اس نے یہ نمبر ڈائل کر دیئے۔

"یس ـــــــ اعظم سپیکنگ" ـــــــ چند لمحوں بعد ایک
آواز سنائی دی۔

"اعظم صاحب۔ میں براؤن بول رہا ہوں" ـــــــ عمران نے
براؤن کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ لیکن اس نے
لہجے میں پریشانی کا عنصر خاص طور پر نمایاں رکھا تھا۔

"اوہ۔ براؤن تم ـــــــ پریشان لگتے ہو۔ کیا بات ہے"
دوسری طرف سے اعظم نے چونک کر پوچھا۔

"تمہارے لئے ایک اہم اطلاع ہے۔ تم فوراً کیفے ڈی
ہیون پہنچو۔ میرا آدمی وہاں تمہیں ملے گا اور وہ تمہیں لے کر میرے
پاس ایک خفیہ جگہ پر آئے گا۔ فوراً آؤ۔ ورنہ کام انتہائی خراب
ہو جائے گا" ـــــــ عمران نے انتہائی پریشان لہجے میں کہا۔

"لیکن بات کیا ہے۔ کچھ بتاؤ گے بھی ہی" ـــــــ اعظم
نے بری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جلدی آؤ۔ یہ بات فون پر بتانے والی نہیں" ـــــــ عمران
نے کہا۔ اور رسیور رکھ کر وہ بوتھ سے باہر نکلا اور کار میں

کر آگے بڑھ گیا۔ کیفے ڈی ہیون کا نام اس نے جان بوجھ کر
لیا تھا۔ کیونکہ یہ کیفے دانش منزل کے بالکل سامنے تھا۔ عمران
چاہتا تو سیدھا اعظم کے دفتر میں بھی پہنچ سکتا تھا۔ لیکن اس
نے جان بوجھ کر اسے خود باہر بلایا تھا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ
ایسے لوگوں کی باقاعدہ نگرانی کی جاتی ہے۔ اس لئے ہو سکتا ہے
دفتر میں اس کی نگرانی پر کوئی مامور ہو۔ البتہ اس کے خود باہر آنے
پر نگرانی کا مسئلہ نہ رہتا تھا۔ اور چونکہ اعظم والی ٹپ بے حد اہم
تھی۔ اس لئے وہ اس سے اطمینان سے دانش منزل کے گیسٹ
روم میں پوچھ گچھ کرنا چاہتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد عمران دانش منزل
پہنچ گیا۔

"سامنے کیفے ڈی ہیون میں وزارت داخلہ کا سیکشن آفیسر
اعظم آ رہا ہے۔ اس کی خاص نشانی یہ ہے کہ اس کا سر انڈے
کی طرح گنجا ہے۔ تم اسے کہنا کہ میں براؤن کا آدمی ہوں۔ اور
پھر اسے لا کر یہاں گیسٹ روم میں بند کر دو۔ میں اس دوران ایک
اہم فون کر لوں" ـــــــ عمران نے بلیک زیرو سے کہا۔ اور
بلیک زیرو سر ہلاتا ہوا اٹھا اور بیرونی دروازے کی طرف
بڑھ گیا۔

چوہان اور خاور دونوں کار میں بیٹھے الیگن چوک کراس کر ہی رہے تھے کہ یک لخت دونوں ہی چونک پڑے۔ نیلے رنگ کی پیلے ماؤتھ نے انہیں خاصی تیز رفتاری سے کراس کیا تھا۔ اور ان سے آگے نکل گئی تھی۔

"اوہ اوہ —— یہی وہ پیلے ماؤتھ ہے" —— خاور نے کہا۔

"ہاں —— بالکل یہی ہے" —— چوہان نے جو ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تھا سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ اور ساتھ ہی اس نے کار اس کے تعاقب میں ڈال دی۔ پیلے ماؤتھ کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک آدمی موجود تھا۔ باقی کار خالی تھی۔ پیلے ماؤتھ آگے چوک سے ایسٹرن اسکوائر کی طرف جانے والی سڑک پر مڑ گئی۔ اور چوہان نے بھی گاڑی اس کے پیچھے ہی ادھر موڑ دی۔

"احتیاط کرنا۔ یہاں ٹریفک بہت کم ہے" —— خاور نے چوہان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مجھے احساس ہے" —— چوہان نے جواب دیا۔ لیکن ساتھ ہی اس نے کار کی رفتار اور کم کر دی۔ ایسٹرن اسکوائر ایک جدید انداز کی بہت بڑی رہائشی کالونی تھی۔ پیلے ماؤتھ اس کے ایک بلاک میں گھوم گئی۔ اور پھر ایک خاصی بڑی کوٹھی کے گیٹ پر جا کر رک گئی۔ چوہان نے کار کافی پیچھے ایک کیفے کی سائیڈ میں روک دی۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کھلا اور پیلے ماؤتھ اندر چلی گئی۔

"اب کیا کرنا ہے۔ کیا ایکسٹو کو اطلاع دیں" —— خاور نے کہا۔

"نہیں —— ابھی نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ جلد ہی یہاں سے واپس چل دے" —— چوہان نے جواب دیا۔ اور خاور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ لیکن جب آٹھ دس منٹ گزر گئے۔ اور کار واپس باہر نہ آئی۔ تو چوہان بول پڑا۔

"میرا خیال ہے۔ ہمیں اندر چیکنگ کرنی چاہیئے۔ اس کے بعد تفصیلی رپورٹ ایکسٹو کو دی جائے" —— چوہان نے کہا۔

"تم یہیں رکو۔ میں اندر جاتا ہوں" —— خاور نے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ چوہان کوئی جواب دیتا۔ خاور نیچے اترا۔ اور تیز تیز قدم اٹھاتا اس کوٹھی کی طرف بڑھ گیا۔ اس کوٹھی کے سامنے سے گزر کر وہ آگے جا کر ایک سائیڈ گلی میں گھوم کر

چوہان کی نظروں سے غائب ہو گیا۔ چوہان خاموش بیٹھا رہا۔ پھر خاور کو گئے ہوئے تقریباً آدھا گھنٹہ گزرا تھا کہ کوٹھی کا پھاٹک کھلا۔ اور نیلی پیلے ماڈل کی کار باہر نکلتی نظر آئی۔ چوہان نے ہونٹ بھینچ لئے۔ کیونکہ خاور ابھی تک واپس نہ آیا تھا۔ اور پیلے ماڈل کی کار اس کے قریب سے ہوتی ہوئی آگے نکل گئی۔ چوہان نے اس کا تعاقب کرنے کا فیصلہ کیا۔ اور کار بیک کر کے وہ اس کے پیچھے چل پڑا۔ اب خاور کا انتظار فضول تھا۔ اگر وہ خاور کا انتظار کرتا تو یقیناً یہ نیلی پیلے ماڈل کی کار غائب ہو جاتی۔ چوہان بڑے اطمینان سے پیلے ماڈل کی کار کا تعاقب کرتا ہوا بلال مارکیٹ میں واقع پرنس پلازہ کی تیرہ منزلہ شاندار عمارت تک پہنچ گیا۔ پیلے ماڈل کی کار اس عمارت کے تہہ خانوں میں بنی ہوئی پارکنگ میں داخل ہو کر غائب ہو گئی تھی۔ اس عمارت کے گراؤنڈ فلور میں تو کمرشل دکانیں تھیں جب کہ دوسری سے آٹھویں منزل تک کاروباری اداروں کے دفاتر اور نویں سے تیرھویں منزل تک رہائشی فلیٹس تھے۔ اس لئے اب پیلے ماڈل کی کار کے ڈرائیور کو اس بلڈنگ میں ڈھونڈھنا محال تھا۔ نجانے وہ کہاں گیا ہوگا۔ ویسے بھی قریب سے گزرتے ہوئے چوہان نے اس کی شکل دیکھی تھی۔ اور شکل و صورت سے وہ کوئی عام سا بزنس مین ہی نظر آتا تھا۔ چوہان نے کار ذرا آگے کر کے ایک پبلک فون بوتھ کے سامنے روکی۔ اس نے اب ایکسٹو کو رپورٹ دینے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

"ایکسٹو" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے

یکسٹو کی آواز سنائی دی۔ اور جواب میں چوہان نے اُسے پوری فصیل سے رپورٹ دے دی۔

"تمہارے پاس زیرو ون کا ڈکٹا فون موجود ہے" ——— دوسری رف سے ایکسٹو نے پوچھا۔

"یس باس ——— میری کار میں موجود ہے" ——— چوہان نے جواب دیا۔

"تم اسے اس کار کے بمپر کے نیچے فٹ کر دو۔ لیکن فٹ لنے سے پہلے اس کی رینج فریکونسی دانش منزل کی ایڈجسٹ ر دینا۔ اس کے بعد تم واپس جا کر خاور کا پتہ کرو" ——— ایکسٹو نے اُسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس" ——— چوہان نے جواب دیا۔ اور پھر دوسری ف سے رابطہ ختم ہوتے ہی وہ پبلک فون بوتھ سے باہر نکلا۔ ں نے کار کی فرنٹ سیٹ کے نیچے موجود باکس سے زیرو ون ٹا فون نکالا اور پھر وہیں بیٹھے بیٹھے اس نے اس پر دانش منزل ں رینج فریکونسی ایڈجسٹ کی اور اُسے سائیڈ سیٹ پر رکھ کر وہ کار ماتا پرنس پلازہ کی عمارت کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی ر نیچے تہہ خانوں میں بنی ہوئی وسیع و عریض پارکنگ میں داخل ہی تھی۔ یہاں کاروں کی کافی تعداد موجود تھی۔ اور پلازہ کے نظمین کی طرف سے یہاں دو نگران بھی موجود تھے جو کاروں کو لم طریقے سے نہ صرف پارک کروا رہے تھے بلکہ وہ ان کی ظت پر بھی مامور تھے۔ پارکنگ میں داخل ہوتے ہی چوہان کو

نیلی پلے ماؤتھ پارکنگ کے مشرقی کونے میں کھڑی نظر آگئی۔ اور پھر
شاید یہ اتفاق ہی تھا کہ پلے ماؤتھ کے قریب موجود ایک کار نے جگہ
چھوڑ دی اور چوہان اپنی کار اس کار کی خالی ہونے والی جگہ کی
طرف لے جانے لگا۔

"آپ نے کتنی دیر رکنا ہے یہاں"۔۔۔۔ ایک نگران نے
اُسے روکتے ہوئے پوچھا۔

"کچھ کہہ نہیں سکتا۔ ہو سکتا ہے جلدی فارغ ہو جاؤں اور یہ
بھی ہو سکتا ہے کہ دیر لگ جائے"۔۔۔۔ چوہان نے مبہم سے
لہجے میں کہا۔ اگر آپ نے جلدی واپس جانا ہے یعنی آدھے
گھنٹے کے اندر تو پھر ادھر گاڑی پارک کیجئے اور اگر اس سے
زیادہ دیر لگانی ہے تو پھر اس طرف پارک کر دیجئے"۔۔۔۔ نگران
نے اس طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جدھر پلے ماؤتھ موجود تھی

"اوہ۔ آدھے گھنٹے سے تو بہر حال زیادہ ہی وقت لگ جائے
گا"۔۔۔۔ چوہان نے کہا۔ اور نگران سر ہلاتا ہوا ہٹ گیا۔

چوہان نے کار آگے بڑھائی۔ اور پھر اُسے مختلف سائیڈو
سے گھما کر اس نے اُسے نیلی پلے ماؤتھ کی بالکل سائیڈ میں جا
روک دی۔ مگر اُسے یہاں زیادہ دیر نہیں رکنا تھا۔ لیکن اب مجبوری
تھی۔ کیونکہ دور گاڑی پارک کرنے کے بعد اس کے پاس پلے
ماؤتھ میں ڈکٹا فون لگانے کا چانس باقی نہ رہتا تھا۔ کار کو لاک کر
کے اس نے ڈکٹا فون ہتھیلی میں چھپایا اور کار سے باہر آگیا۔ دروازہ
لاک کر کے وہ مڑا۔ دونوں نگران آنے والی گاڑیوں میں مصروف

تھے۔ اس لئے چوہان نے بڑے اطمینان سے جھک کر پلے ماؤتھ
کے بیک بمپر کی سائیڈ میں اندر کی طرف ڈکٹا فون لگایا۔ اور پھر
سیدھا ہو کر وہ باہر کی طرف کو چل پڑا۔ اب بہر حال اُسے آدھے
گھنٹے سے زیادہ وقت گزارنا تھا۔ اس لئے وہ گراؤنڈ فلور میں
بنے ہوئے ایک جدید طرز کے ریستوران میں داخل ہو گیا۔ لیکن
اندر داخل ہوتے ہی وہ چونک پڑا۔ کیونکہ اس نے پلے ماؤتھ کے
ڈرائیور کو ہال کے ایک کونے میں بیٹھے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ وہ
کسی لمبے قد کے آدمی سے باتوں میں مصروف تھا۔ چوہان سر
جھٹکتا ہوا آگے بڑھا اور پھر ایک سائیڈ پر موجود خالی میز پر بیٹھ گیا۔
جس جگہ پلے ماؤتھ کا ڈرائیور بیٹھا تھا وہاں قریب کوئی میز خالی نہ تھی۔
اس لئے اُسے مجبوراً ہٹ کر کافی فاصلے پر بیٹھنا پڑا تھا۔ ویٹر کو
اس نے کوک لانے کا آرڈر دے دیا۔ ویٹر نے چند ہی لمحوں میں
کوک لا کر اس کے سامنے رکھ دی۔ اُسی لمحے چوہان نے اس
ڈرائیور کو اپنی کرسی سے اٹھتے ہوئے دیکھا۔ اور دوسرے لمحے
وہ بُری طرح چونک پڑا۔ جب وہ ڈرائیور تیز تیز قدم اٹھاتا سیدھا اس
کی میز کی طرف آیا۔ اور سامنے والی خالی کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

"تم میرا تعاقب کیوں کر رہے ہو"۔۔۔۔ ڈرائیور کا لہجہ خاصا
سخت تھا۔

"تمہارا تعاقب۔۔۔۔ کیا مطلب۔ میں کیوں کروں گا تمہارا
تعاقب"۔۔۔۔ چوہان نے لہجے میں حیرت پیدا کرتے ہوئے
کہا۔

"تم سرخ رنگ کی کرولا میں تھے۔ میں نے تمہیں رمنا چوک پر
پہلی بار مارک کیا تھا۔ اور صرف تمہیں چیک کرنے کے لئے
میں یہاں آیا ہوں۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ ابھی ایک لمحہ پہلے مجھے
اطلاع دی گئی ہے کہ تم نے میری کار کے بمپر کے نیچے ڈکٹا
فون لگایا ہے۔ ڈکٹا فون ابھی میرے پاس پہنچنے ہی والا ہے"
اس آدمی نے اس طرح بات کرتے ہوئے کہا جیسے کوئی جادوگر
کسی کو غیب کا حال بتا رہا ہو۔
"تمہارا شاید دماغ خراب ہے مسٹر۔ میں ایک تاجر ہوں۔ میرا
کسی ڈکٹا فون سے کیا تعلق ہو سکتا ہے" ——— چوہان نے
ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔
"سنو۔ اگر تمہارا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے۔ یا
علی عمران سے ہے۔ تو اُسے کہہ دینا کہ ماسٹر ہزار آنکھیں رکھتا
ہے۔ تم جیسے تھرڈ کلاس جاسوس اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ میں جب
چاہوں گا اور جہاں چاہوں گا۔ اُسے موت کے گھاٹ اتار دوں
گا۔ فی الحال میں اُسے ڈھیل خود دے رہا ہوں" ——— اس
آدمی نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔ اور پھر ایک جھٹکے سے
اٹھ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہال سے باہر نکلتا چلا گیا۔ چوہان ہونٹ
بھینچے حیرت زدہ انداز میں کرسی پر بیٹھا کا بیٹھا رہ گیا۔ اس ٹائپ
کا مجرم شاید اس سے پہلی بار ٹکرایا تھا۔ چوہان نے مڑ کر اس
میز کی طرف دیکھا جہاں وہ ماسٹر اس لمبے قد والے سے باتیں
کر رہا تھا لیکن اب میز خالی پڑی تھی۔ وہ لمبے قد والا بھی غائب

ہو چکا تھا۔ چوہان نے ایک طویل سانس لیا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔
اس نے جیب سے ایک چھوٹا نوٹ نکالا اور اُسے ایش ٹرے
کے نیچے رکھ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ریستوران کے بیرونی
دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ریستوران سے باہر نکل کر وہ
واپس پارکنگ کی طرف بڑھ گیا۔ اُسے یقین تھا کہ اب وہ
پیلے ماؤتھ وہاں نظر نہ آئے گی۔ لیکن اندر داخل ہوتے ہی وہ
چونک پڑا۔ کیونکہ پیلے ماؤتھ اپنی جگہ پر موجود تھا۔ گو ابھی آدھا گھنٹہ
نہ گزرا تھا لیکن اب چوہان وہاں مزید وقت ضائع نہ کر سکتا تھا۔
اس لئے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے
قریب پہنچ کر جھک کر دیکھا تو ڈکٹا فون غائب تھا۔
"خاصے ہوشیار لوگ ہیں" ——— چوہان نے بڑبڑاتے
ہوئے کہا۔ اور کار کے دروازے کا لاک کھول کر اس نے
دروازہ کھولا اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی
کار پلازہ سے باہر سڑک پر پہنچ گئی تھی۔ اُسے یقین تھا کہ اب
اس کا باقاعدہ تعاقب کیا جائے گا اس لئے وہ کار کو خواہ مخواہ
ادھر ادھر گھما کر تعاقب کا اندازہ کرتا رہا۔ لیکن ایک بار پھر اُسے
حیرت کا شدید جھٹکا لگا۔ جب اس نے دیکھا کہ اس کا کسی طور پر
بھی نہ تعاقب ہو رہا تھا اور نہ نگرانی۔
"یہ کیا چکر ہے" ——— چوہان نے الجھے ہوئے انداز
میں کہا۔ اور پھر کار اس نے ایک پبلک فون بوتھ کی طرف موڑ
دی۔ اس وقت وہ ایک مارکیٹ میں تھا۔ یہ کپڑے کی تھوک

مارکیٹ تھی۔ اور مارکیٹ میں خاصا رش تھا۔ چوہان نے کار پبلک فون بوتھ سے ذرا آگے کر کے ایک سائیڈ پر پارک کی۔ اور پھر نیچے اتر کر وہ پیدل چلتا ہوا پبلک فون بوتھ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ایک بار پھر ایکسٹو کے نمبر ڈائل کئے۔

"ایکسٹو" ——— دوسرے لمحے ایکسٹو کی آواز سنائی دی۔

"چوہان بول رہا ہوں جناب" ——— چوہان نے جواب دیا۔ اور پھر اس نے پارکنگ میں داخل ہونے سے لے کر ماسٹر سے ہونے والی بات چیت سمیت ساری تفصیل بتا دی۔

"تم نے اپنی کار چیک کی ہے۔ کہیں اس میں تو کوئی آلہ نگرانی کے لئے فٹ نہیں کر دیا گیا" ——— دوسری طرف سے ایکسٹو نے چونک کر پوچھا۔

"اوہ سر۔ مجھے اس کا خیال نہیں آیا۔ لیکن اب آپ کی بات سن کر مجھے یقین ہے کہ ایسا ہی کیا گیا ہو گا اس لئے وہ باقاعدہ نگرانی یا تعاقب نہیں کر رہے" ——— چوہان نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"فوری چیک کرو۔ اور پھر کار کو کسی جنرل پارکنگ میں چھوڑ کر تم ٹیکسی کے ذریعے واپس ایسٹرن اسکوائر جاؤ۔ میں نے ٹرانسمیٹر پر خاور سے بات کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن خاور کی طرف سے کوئی جواب نہیں مل رہا۔ ہو سکتا ہے وہ اس عمارت میں ہی پھنسا ہوا ہو" ——— ایکسٹو نے کہا۔

"یس باس۔ میں معلوم کرتا ہوں۔ ڈکٹا فون اگر کار میں ہو تو اسے میں ضائع کر دوں گا" ——— چوہان نے جواب دیا۔

"لیکن پھر بھی احتیاط کرنا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ واقعی نگرانی کر رہے ہوں۔ اور تم انہیں چیک نہ کر سکے ہو" ——— ایکسٹو نے جواب دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

چوہان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھا اور پھر پبلک فون بوتھ سے نکل کر وہ کار کی طرف بڑھنے لگا۔ لیکن ابھی اس نے چند ہی قدم اٹھائے ہوں گے کہ یک لخت ایک خوف ناک اور لرزا دینے والا دھماکہ ہوا۔ دھماکے میں اتنی شدت تھی کہ چلتا ہوا چوہان بے اختیار اچھل کر منہ کے بل نیچے گرا۔ اسی لمحے اسے بے پناہ انسانی چیخوں اور شور و غل کی آوازیں سنائی دیں۔ اور چوہان اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ لیکن ہر طرف گہرا دھواں سا پھیلا ہوا نظر آ رہا تھا جس میں آگ کے تیز شعلوں کی چمک نمایاں تھی۔ اور چوہان ایک لمحے میں سمجھ گیا کہ کیا ہوا ہے۔ بم اس کی کار میں بیٹھا تھا۔ اور اب اس مارکیٹ کی خیر نہ تھی۔ کپڑے کی یہ مارکیٹ یقیناً اب خوف ناک اور تباہ کن آتشزدگی کی لپیٹ میں آ چکی تھی۔ اور چوہان ہونٹ بھینچتے ہوئے واپس مڑ گیا۔ اس کا خون لاوے کی طرح کھول رہا تھا۔ اس نے دل ہی دل میں فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اس ماسٹر سے اس خوف ناک تباہی کا بھرپور انتقام لے گا ایسا انتقام کہ اس کی روح صدیوں بلبلاتی رہے گی۔

"اعظم گیسٹ روم میں پہنچ گیا ہے ۔ وہ ذہنی طور پر خاصا الجھا ہوا تھا ۔ بڑی مشکل سے ہینڈل کیا ہے اسے "۔ بلیک زیرو نے آپریشن روم میں داخل ہوتے ہوئے کہا ۔

"فکر نہ کرو ۔ اب جب وہ گیسٹ روم سے باہر نکلے گا تو اس کا الجھا ہوا ذہن بالکل سیدھا ہو گا ۔ ابھی چوہان کا فون آیا ہے ۔ اس نے اور خاور نے وہ نیلی پلے ماؤتھ تلاش کر لی ہے " ـــــــ عمران نے بلیک زیرو سے کہا ۔ اور پھر چوہان کی بتائی ہوئی تمام تفصیل اُسے بتا دی تاکہ اس کی عدم موجودگی میں اگر چوہان یا خاور کا دوبارہ فون آئے تو بلیک زیرو اُسے آسانی سے ہینڈل کر سکے ۔

" ٹھیک ہے ۔ خاور یقیناً اس کوٹھی کے اندر ہونے والی کارروائی کے متعلق کوئی اہم رپورٹ دے گا "۔ بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا ۔

"ہاں ۔ لگتا تو ایسا ہی ہے ۔ بہرحال اگر ضرورت محسوس کرو تو باقی ٹیم کو بھی چوہان اور خاور کی مدد کے لئے بھیج دینا ۔ میں اس اعظم سے دو باتیں کر لوں " ـــــــ عمران نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم سے نکل کر گیسٹ روم کی طرف بڑھ گیا ۔ اس کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے ۔ اور چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی ۔ اس کی یہ حالت ہمیشہ اس وقت ہو جایا کرتی تھی جب اُسے پاکیشیا کے کسی اعلیٰ سرکاری ملازم کے بارے میں یہ رپورٹ ملتی کہ وہ ملک سے غداری کر رہا ہے ۔ وہ ذہنی طور پر اس غداری کو کسی بھی قیمت پر برداشت نہ کر سکتا تھا ۔

عمران نے گیسٹ روم کا مخصوص لاک کھولا اور پھر دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا ۔ گنجے سر اور خاصے بھاری جسم کا مالک سیکشن آفیسر اعظم بڑی بے چینی سے کمرے میں ٹہل رہا تھا ۔ عمران کو دیکھتے ہی وہ چونک کر رکا اور پھر غور سے عمران کو دیکھنے لگا جو دروازہ بند کر کے اس کے ساتھ پشت لگائے بڑے زہریلے انداز میں اعظم کو دیکھ رہا تھا ۔

"کون ہو تم ـــــــ اور یہ مجھے یہاں کیوں بند کیا گیا ہے " اعظم نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا ۔

" ابھی تو تمہیں قبر میں بند ہونا ہے ۔ سیکشن آفیسر صاحب ۔ یہ کمرہ تو بہرحال قبر سے زیادہ وسیع و عریض ہے " ـــــــ عمران نے انتہائی خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" گگ ـــــــ گگ ـــــــ کیا مطلب " ـــــــ اعظم بڑی

طرح چونک پڑا۔

"ملک سے غداری کرتے وقت تم نے غداری کا مطلب دیکھا تھا لغت میں۔ اور تم سیکشن آفیسر ہو۔ تم نے یقیناً قانون کی کتابیں بھی پڑھ رکھی ہوں گی۔ ان میں بھی غداری کی سزا بڑی واضح طور پر لکھی ہوتی ہے" ——— عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ اس قدر سرد تھا کہ اعظم نمایاں طور پر کانپ اٹھا۔

"یہ تم۔ کیا کہہ رہے ہو۔ میں اور غداری۔ یہ الزام ہے۔ لیکن تم کون ہو۔ اور کیوں مجھ پر الزام لگا رہے ہو" ——— اعظم نے بری طرح بوکھلائے ہوتے لہجے میں کہا۔

"تم نے براؤن سے نیلی پلے ماؤتھ لے کر اپنے کسی دوست اعجاز کو دی ہے۔ میں درست کہہ رہا ہوں" ——— عمران نے کہا۔

"تمہیں کس نے بتایا ہے۔ کیا براؤن نے بتایا ہے۔ میں نے نہیں لے کر دی۔ البتہ براؤن میرا دوست ہے۔ اس نے گاڑی فروخت کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ اور میرا دوست اعجاز اُسے خریدنا چاہتا تھا۔ بس اتنی سی بات ہے۔ اس میں غداری کہاں سے ٹپک پڑی" ——— اعظم اب خاصی حد تک سنبھل گیا تھا۔

"اس اعجاز کا پورا اتا پتہ بتاؤ" ——— عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے اس کے متعلق کچھ زیادہ علم نہیں ہے۔ البتہ اتنا معلوم ہے کہ وہ سپورٹس کا کاروبار کرتا ہے۔ میری اس سے ملاقات صرف ایک ہفتہ قبل ایک پارٹی میں ہوئی۔ وہ انتہائی خوش اخلاق آدمی تھا۔ اس لئے میری اس سے دوستی ہو گئی۔ کیا اعجاز غلط آدمی ہے" ——— اعظم نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"اور تم نے صرف ایک ہفتے کی دوستی کی وجہ سے انتہائی قیمتی کار اعجاز کو دے دی اور اس کے بدلے میں براؤن کو ٹیکسٹائل ملوں کے پرمٹ اور شراب کے پرمٹ عنایت کر دیئے" ——— عمران نے زہریلے لہجے میں کہا۔

"نہیں نہیں۔ یہ غلط ہے۔ اگر براؤن نے کہا ہے تو غلط ہے۔ اُسے میرے سامنے لے آؤ۔ وہ یقیناً خود اس الزام کی تردید کرے گا" ——— اعظم نے جواب دیا۔ لیکن عمران اس کے چہرے پر ابھرنے والے تاثرات دیکھ کر ہی سمجھ گیا تھا کہ الزام غلط نہیں ہے بلکہ درست ہے۔

"صحیح بات نہ کی تو پھر البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ تم خود بھی اس کے پاس پہنچ جاؤ اور اس کے بعد کیا وضاحت ہوتی ہے اور کیا تردید۔ مجھے اس کی پرواہ نہ ہوگی" ——— عمران نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تم نے براؤن کو مار دیا ہے۔ نہیں نہیں تم غلط کہہ رہے ہو۔ ایسا ناممکن ہے" ——— اعظم نے جواب دیا۔

"ناممکن کو ممکن صرف دو چھٹانک سیسہ کی گولی کر دیتی ہے۔

"ابھی تم خود ممکن بن جاؤ گے" ——— عمران نے بڑے مطمئن انداز
میں جیب سے ریوالور نکال کر اس کا رخ اعظم کی طرف کرتے
ہوئے کہا۔ اور اعظم کا چہرہ یک لخت زرد پڑ گیا۔ کیونکہ عمران
کے چہرے پر چھائی ہوئی سنجیدگی اور اس کی آنکھوں سے جھلکنے
والی سفاکی بتا رہی تھی کہ عمران جو کہہ رہا ہے وہ کر بھی گزرے
گا۔

"مم ——— مم ——— میں درست کہہ رہا ہوں۔ میں غدار نہیں
ہوں۔ پلیز میں درست کہہ رہا ہوں" ——— اعظم نے بری
طرح گھبراتے ہوئے کہا۔

"میں صرف تین تک گنوں گا ایک...... دو......"
عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"مم ——— مم ——— میں درست......" ——— اعظم نے
انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہنا شروع کیا۔ اور اُسی لمحے
عمران نے تین کہا۔ اور ساتھ ہی ٹریگر دبا دیا۔ اعظم کے حلق سے
خوفناک چیخ نکلی۔ اور وہ اچھل کر پشت کے بل نیچے گرا۔ اور
پھر جلدی سے اٹھنے لگا۔ اس کا ہاتھ اپنے دائیں کان پر پہنچ
گیا تھا جسے عمران کی گولی نے اس طرح صاف کر دیا تھا۔ جیسے
استرے سے کسی نے اُسے کاٹ دیا ہو۔

"یہ صرف اشارہ ہے۔ دوسری گولی تمہاری پیشانی میں سوراخ
کر دے گی۔ میں ایک بار پھر صرف تین تک گنوں گا۔ ایک......
......" ——— عمران نے اُسی طرح سرد لہجے میں کہا۔ اور

ایک بار پھر گنتی شروع کر دی۔

"رک جاؤ۔ خدا کے لئے رک جاؤ۔ تم کیا پوچھنا چاہتے ہو۔
میں سچ سچ بتا دوں گا۔ پلیز مجھے مت مارو۔ میں غدار نہیں ہوں"
اعظم نے بری طرح چلاتے ہوئے کہا۔

"صرف اتنا بتا دو کہ تم نے کار براؤن سے لے کر کس کے
حوالے کی ہے" ——— عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں۔ کار اعجاز نے لی ہے۔ وہ بلیک میلر
ہے۔ اس نے مجھے بلیک میل کیا ہے۔ اس کے پاس
میرے خلاف بہت سا مواد ہے۔ وہ بہت بڑا بلیک میلر ہے"
اعظم نے چیخ کر کہا۔

"اس کا پورا اتا پتہ بتاؤ" ——— عمران نے کہا۔

"وہ سپورٹس کا کاروبار کرتا ہے۔ اعجاز انٹرپرائزر کے نام
سے۔ اس کے ہاتھ بہت لمبے ہیں۔ اُسے کار بے حد
پسند آگئی۔ اُسے معلوم تھا کہ میرے تعلقات براؤن سے ہیں۔
اس نے مجھے کہا کہ وہ کار لینا چاہتا ہے۔ میں نے براؤن
سے بات کی اُسے رقم دینی چاہی۔ لیکن براؤن نے انکار کر دیا۔
لیکن اعجاز مصر تھا۔ چنانچہ میں نے براؤن کو پرمٹ دے کر راضی
کیا۔ اس طرح کار اعجاز کے پاس چلی گئی۔ بس مجھے اتنا معلوم
ہے۔ یقین کرو میں غدار نہیں ہوں۔ البتہ میں گناہ گار ضرور ہوں۔
مجرم بھی ہوں۔ میں براؤن کے ساتھ مل کر شراب کا کاروبار کرتا
ہوں۔ میرا اس کے کاروبار میں حصہ ہے۔ لیکن میں غدار نہیں

ہوں" ـــــ اعظم نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"اس اعجاز کا حلیہ بتاؤ۔ اس کا کوئی خاص ٹھکانہ جہاں وہ مل سکے" ـــــ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"اس کا دفتر پرنس پلازہ میں ہے۔ چھٹی منزل پر۔ وہ وہیں ہوتا ہے۔ لمبا قد ہے۔ بڑی بڑی مونچھیں ہیں۔ اس کی پیشانی پر دائیں طرف زخم کا نشان ہے۔ وہ بہت بڑا بلیک میلر ہے۔ اعظم نے چیختے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تمہاری بات پر اعتماد کر لیتا ہوں۔ لیکن تم ایک اعلیٰ عہدے پر رہتے ہوتے جس گھناؤنے دھندے میں ملوث ہو۔ وہ قابل نفرت ہے۔ اس لئے تمہاری سزا سوائے موت کے اور کچھ نہیں ہو سکتی" ـــــ عمران نے انتہائی نفرت بھرے لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا دیا۔ اور اس بار اعظم کو چیخنے کی بھی مہلت نہ ملی۔ گولی واقعی اس کی پیشانی کے درمیان لگی تھی۔ اور اس کی کھوپڑی بے شمار ٹکڑوں میں تبدیل ہو کر قالین پر بکھر گئی۔ اس کا جسم کٹے ہوئے شہتیر کی طرح نیچے گرا اور صرف چند لمحے پھڑکنے کے بعد ساکت ہو گیا۔

عمران نے ریوالور جیب میں ڈالا اور گیسٹ روم کا دروازہ کھول کر باہر آگیا۔ باہر سے دروازہ لاک کر کے وہ ایک بار پھر سیدھا آپریشن روم کی طرف بڑھ گیا۔ جس لمحے وہ آپریشن روم میں داخل ہوا۔ اُسی لمحے بلیک زیرو رسیور کریڈل پر رکھ رہا تھا۔

"کس کا فون تھا" ـــــ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے

انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"چوہان کا" ـــــ بلیک زیرو نے جواب دیا اور پھر اس نے چوہان کی بتائی ہوئی پوری رپورٹ تفصیل سے دوہرا دی۔

"اوہ۔ تو یہ ماسٹر ہے۔ ہونہہ ٹھیک ہے۔ اب بات سمجھ میں آگئی ہے۔ اور چوہان نے جس لمبے قد والے کا ذکر کیا ہے۔ وہ اعجاز ہے۔ بلیک میلر اعجاز۔ اس کا مطلب ہے کہ ماسٹر اس اعجاز کی مدد سے یہ سارا گھناؤنا کھیل کھیل رہا ہے" ـــــ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ماسٹر ـــــ اعجاز ـــــ کیا مطلب۔ کون ہیں یہ" بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ماسٹر روسیاہ کی ایک خفیہ ایجنسی ٹیکورا کا چیف ایجنٹ ہے۔ انتہائی ٹھنڈے مزاج کا۔ لیکن بے حد ذہین آدمی ہے۔ میرا اس سے صرف ایک دو بار ہی یورپ میں واسطہ پڑا ہے۔ لیکن زیادہ زوردار انداز میں نہیں۔ بہرحال وہ مجھے اچھی طرح جانتا ہے اور جہاں تک اعجاز کا تعلق ہے۔ اعظم نے بتایا ہے کہ اعجاز یہاں کا بہت بڑا بلیک میلر ہے۔ وہ سپورٹس کا کاروبار کرتا ہے۔ اور پرنس پلازہ میں چھٹی منزل پر اس کا دفتر ہے۔ اعجاز انٹرپرائزز کے نام سے۔ لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی ہے۔ بڑی بڑی مونچھیں۔ اور پیشانی کے دائیں طرف زخم کا نشان۔ اس نے اعظم کو بلیک میل کر کے براؤن کی نیلی پیلی ماؤتھ کار حاصل کی ہے۔ اور یہ کار اب ماسٹر کے زیر استعمال ہے۔ اور چوہان کی

رپورٹ کے مطابق پرنس پلازہ میں اس ماسٹر سے لمبے قد والے
کی ملاقات ہوئی۔ اور کار بھی پرنس پلازہ کی پارکنگ میں موجود ہے"
عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
"اس کا مطلب ہے۔ اعظم نے درست معلومات دی ہیں"
بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"ہاں۔ وہ براؤن کے ساتھ شراب کے ناجائز دھندے
میں ملوث تھا۔ اس لئے میں نے اُسے موت کی سزا دے دی
ہے۔ گیسٹ روم میں اس کی لاش پڑی ہے۔ اُسے برقی بھٹی
کے حوالے کر دینا"۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔ اور
ٹیلی فون کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے
رسیور اٹھا لیا۔
"ایکسٹو"۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔
"چوہان بول رہا ہوں جناب"۔۔۔ دوسری طرف سے چوہان
کی متوحش سی آواز سنائی دی۔ اور عمران اس کا لہجہ سن کر چونک
پڑا۔ کہ کوئی خاص بات ہو گئی ہے۔
"کیا بات ہے۔ تمہارا لہجہ اس قدر متوحش کیوں ہے"
عمران نے انتہائی سخت لہجے میں پوچھا۔ اور جواب میں چوہان
نے کار میں موجود خوفناک بم کے پھٹنے اور کیپرا مارکیٹ میں
ہونے والی تباہی اور آتشزدگی کی ساری تفصیل بتا دی۔
"ویری بیڈ۔۔۔ تم ایسا کرو کہ واپس اپنے فلیٹ میں جانے
کی بجائے متبادل پوائنٹ پہ چلے جاؤ۔ اور اب تم میک اپ

میں رہو گے"۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا اور رسیور
رکھ دیا۔ اس کی آنکھوں سے چنگاریاں سی نکلنے لگی تھیں۔
"بہت نقصان ہوا ہو گا اس دھماکے سے"۔۔۔ بلیک زیرو
نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
"ہاں۔ اب ہمیں پوری تیزی سے کام کرنا ہو گا۔ اس ماسٹر کو
اب ڈھیل دینے کا مطلب پاکیشیا کی تباہی کے سوا اور کچھ نہیں"
عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور ابھی وہ اٹھ کر کھڑا ہی
ہوا تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔ اور بلیک زیرو نے ہاتھ
بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ عمران جو دروازے کی طرف مڑنا ہی چاہتا تھا
رک گیا۔
"ایکسٹو"۔۔۔ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔
"خاور بول رہا ہوں جناب"۔۔۔ دوسری طرف سے
خاور کی آواز سنائی دی۔ اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور
بلیک زیرو کے ہاتھ سے لے لیا۔
"تم ایسٹرن اسکوائر کی عمارت میں داخل ہوئے تھے"
عمران نے سخت لہجے میں کہا۔
"یس سر۔۔۔ میں پہلے اس کے عقب میں گیا۔ اور پھر میں
اندر چلا گیا۔ وہاں ایک کمرے میں پانچ افراد کی میٹنگ ہو رہی
تھی۔ میں نے بڑی مشکل سے اس میٹنگ میں ہونے والی بات چیت
سنی۔ یہ ملک میں دھماکے کرانے کی سازش ہو رہی تھی۔ ان میں
سے ایک کو میں جانتا تھا۔ یہ ایک آدمی جابر ہے۔ یہ بظاہر یہاں کی

ایک لیبر تنظیم کا رکن ہے۔ اس کے ذمہ کمرشل مارکیٹ میں کوئی خوف ناک دھماکے کرنے کا کام ذمے لگایا گیا اور پھر میٹنگ برخواست ہو گئی۔ لیکن میں جس جگہ تھا وہاں سے فوری نکل نہ سکتا تھا۔ چنانچہ مجھے وہاں اس وقت تک رکنا پڑا۔ جب تک کہ سب لوگ چلے نہیں گئے۔ اس کے بعد میں باہر آیا تو جوہان جا چکا تھا۔ میں نے سوچا کہ اس جابر کو اغوا کر کے دانش منزل پہنچا دوں تب رپورٹ دوں۔ چنانچہ میں اس کی تلاش میں نکل گیا۔ اور پھر کافی بھاگ دوڑ کے بعد میں نے اس کے ایک خاص ٹھکانے کا پتہ چلا لیا ہے۔ جابر کے تعلقات جیگر سے ہیں۔ جیگر کافرستانی سفارت خانے کے سامنے ایک بار کا مالک ہے۔ جابر تو مجھے کہیں نظر نہیں آیا۔ البتہ جیگر والی ٹپ مجھے مل گئی ہے۔ اور اب میں جیگر کی بار کے قریب سے ہی فون کر رہا ہوں" ــــ خاور نے پوری تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ ــــ تم اس وقت کہاں سے فون کر رہے ہو" عمران نے پوچھا۔

"جی جیگر کی بار جس کا نام بلیو ڈریگون ہے کے قریب ہی ایک پبلک فون بوتھ ہے" ــــ خاور نے جواب دیا۔

"تم وہیں رکو۔ میں کسی اور ممبر کو تمہارے پاس بھیجتا ہوں۔ تم دونوں نے اس جیگر کو اغوا کر کے دانش منزل پہنچانا ہے" عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر" ــــ خاور نے جواب دیا۔ اور عمران نے

ہاتھ بڑھا کر رسیور واپس کریڈل پر رکھ دیا۔

"تم صفدر یا کیپٹن شکیل کو کال کر کے خاور کے پاس بھجوا دو۔ اور پھر جیگر جب یہاں آجائے تو اس سے اس جابر کے متعلق تمام تفصیلات معلوم کر کے تم نے فوری طور پر اس جابر کو کور کرنا ہے۔ انتہائی تیز کارروائی کی ضرورت ہے۔ کہیں یہ کوئی خوفناک دھماکہ کرنے میں کامیاب نہ ہو جائے۔ میں اس اعجاز کے ذریعے ماسٹر پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کرتا ہوں" ــــ عمران نے بلیک زیرو کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔ اور مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم سے باہر نکل گیا۔

سامنے میز پر رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر کا بلب جلتے ہی کرسی پر بیٹھا ہوا ماسٹر چونک پڑا۔ ٹرانسمیٹر سے اب ٹوں ٹوں کی مخصوص آوازیں سنائی دینے لگی تھیں۔ ماسٹر نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ـــــ ٹیکورا ہیڈ کوارٹر کالنگ اوور" ـــــ ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"یس ـــــ ماسٹر اٹنڈنگ اوور" ـــــ ماسٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کوڈ پلیز اوور" ـــــ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"لانگ سرکل اوور" ـــــ ماسٹر نے جواب دیا۔

"او۔ کے ـــــ نمبر ون ٹیکورا کالنگ اوور" ـــــ بولنے والے نے اپنا کوڈ دوہراتے ہوئے کہا۔

"یس باس اوور" ـــــ ماسٹر نے جواب دیا۔

"تم جب سے گئے ہو۔ تم نے کوئی رپورٹ نہیں دی۔ اور نہ ہی پاکیشیا سے کوئی اطلاع ملی ہے اوور" ـــــ نمبر ون نے انتہائی کرخت لہجے میں پوچھا۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ ماسٹر کی کارکردگی سے مطمئن نہیں لگ رہا۔

"باس۔ منصوبہ بندی مکمل کر لی گئی ہے۔ یہاں آتے ہی مجھے پورا سیٹ اپ بدلنا پڑا۔ اس لئے اس نئے سیٹ اپ کی وجہ سے کام آگے نہیں بڑھ سکا اوور" ـــــ ماسٹر نے جواب دیا۔

"کیا سیٹ اپ کیا ہے۔ اور کیوں کیا ہے تفصیلی رپورٹ دو اوور" ـــــ دوسری طرف سے پہلے سے زیادہ کرخت لہجے میں پوچھا گیا۔

اور جواب میں ماسٹر نے باوف، مطلوب اور افراسیاب کے نظروں میں آنے سے لے کر اب تک کی پوری رپورٹ تفصیل سے بتا دی۔ لیکن اس نے جان بوجھ کر عمران کی گرفتاری اور پھر اسے چھوڑنے کے متعلق کوئی اشارہ نہ کیا۔

"لیکن اس طرح لانگ سرکل کی کارکردگی انتہائی سست ہو گئی ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ اپ لینڈ کے بارے میں بین الاقوامی مذاکرات فیصلہ کن مرحلے میں پہنچ گئے ہیں۔ ان حالات میں پاکیشیا پر دباؤ بڑھانے کے لئے کارکردگی تیز ہو جانی چاہئے۔ سست کارکردگی کا فائدہ تو پاکیشیا کو پہنچے

گا۔ وہ ان مذاکرات کے ذریعے اپنی مرضی کی شرائط تسلیم کرا لینے میں کامیاب ہو جائے گا اوور" ——— دوسری طرف سے نمبر ون نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"باس۔ کمرشل مارکیٹوں میں دھماکے ابھی چند لمحوں بعد ہو جائیں گے۔ ایک بڑا مارکیٹ میں دھماکہ کر دیا گیا ہے۔ وہاں کافی جانی نقصان بھی ہوا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی پوری مارکیٹ خوف ناک آتشزدگی کی لپیٹ میں آ گئی ہے۔ مزید دھماکوں کا سلسلہ بھی اب تیز کر دیا جائے گا" ——— ماسٹر نے جواب دیا۔

"ماسٹر ——— سیاسی طور پر حالات انتہائی تیزی سے تبدیل ہو رہے ہیں۔ اس لئے اعلیٰ حکام نے فوری طور پر اپنا طریقہ کار بدلنے کا فیصلہ کیا ہے۔ روسیاہ نے سفارتی طور پر کوشش کی تھی کہ پاکیشیا کو ایک ڈیڈ ڈیٹ دے کر اس سے زبردستی اپنی مرضی کے معاہدے پر دستخط کرا لئے جائیں۔ اس طرح روسیاہ اور اپ لینڈ بین الاقوامی طور پر وہ سب کچھ مذاکرات کی میز پر حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ جو وہ اپ لینڈ میں آٹھ سال کی طویل جنگ سے حاصل نہیں کر سکا۔ لیکن پاکیشیائی حکام اس معاملے میں انتہائی سخت جان واقع ہوئے ہیں۔ وہ اس قدر اصول پسند ہیں کہ اپنے ملک میں ہونے والے دھماکوں سے ہونے والے بے پناہ جانی و مالی نقصانات کے باوجود اپنے اصولوں سے بال برابر بھی ہٹنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اور اب

تو ایکریمیا اور دوسرے ممالک بھی کھل کر پاکیشیا کی حمایت پر اتر آئے ہیں۔ اس لئے روسیاہی اور کافرستانی حکام نے مل کر اس معاملے میں اپنا طریقہ کار بالکل بدل دینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اب روسیاہ نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ اپنی شرائط کو مزید نرم کر کے پاکیشیائی شرائط کو تسلیم کر کے معاہدہ کر لے گا۔ لیکن معاہدہ پر دستخط ہونے کے بعد حالات کو اپنی مرضی سے کنٹرول کرنے کے لئے پاکیشیا پر ایک انتہائی کاری ضرب لگانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ تاکہ پاکیشیا کی حکومت اور اس کے عوام کو ایسا سبق سکھایا جائے کہ وہ آئندہ کم از کم بیس پچیس سالوں تک ہر لحاظ سے مفلوج ہو کر رہ جائیں۔ لیکن بین الاقوامی پیچیدہ حالات کی بنا پر روسیاہ اور کافرستان کھل کر سامنے نہیں آنا چاہیے۔ اس لئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ روسیاہی اور کافرستانی سپیشل ایجنٹوں کی نئی تنظیم کو میدان میں لایا جائے۔ لیکن جب اعلیٰ حکام کو یہ معلوم ہوا کہ تم بذات خود پاکیشیا میں لانگ سرکل کو کنٹرول کرنے پہنچ گئے ہو۔ تو یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ نئی تنظیم کی بجائے یہ کام تمہارے ذریعے سے کرایا جائے۔ تم ان معاملات کے لئے ہر لحاظ سے انتہائی مناسب آدمی ہو اوور" ——— نمبر ون نے کہا۔

"تھینک یو باس۔ میں آپ کے اور اعلیٰ حکام کے اعتماد پر ہر لحاظ سے پورا اتروں گا اوور" ——— ماسٹر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اب میری بات غور سے سن لو۔ وقت بے حد کم ہے ورنہ
تمہیں یہاں بلا کر بریف کیا جاتا۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ تم وہاں بیٹھ
کر حالات کو اپنی مرضی سے کنٹرول کرنے کی صلاحیتیں رکھتے ہو۔
اب نئے فیصلے کے مطابق معاہدہ ہو جانے کے بعد ایکریمیا
اپ لینڈ کی حکومت کے خلاف لڑنے والوں کو اسلحے کی سپلائی
جاری رکھے گا۔ جب کہ روسیاہ اپ لینڈ کی حکومت کو اسلحے
کی سپلائی جاری رکھنے کا مجاز ہو گا۔ بظاہر یہ صورت حال روسیاہ
کے خلاف جاتی ہے۔ کیونکہ روسیاہی فوج اپ لینڈ سے
واپس چلے جانے کے بعد اپ لینڈ کی حکومت لڑنے والوں
کے خلاف مؤثر قوت ثابت نہ ہو سکے گی اور خاص طور پر ایسی
صورت میں جب کہ انہیں بھرپور اسلحہ کی سپلائی بھی جاری رہے۔
اس لئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ معاہدے کے بعد ان اسلحہ
ڈپوؤں پر انتہائی کاری ضرب لگا کر انہیں مکمل طور پر تباہ و برباد کر
دیا جائے۔ جہاں سے اسلحہ اپ لینڈ کی حکومت کے خلاف
لڑنے والوں کو اسلحہ سپلائی ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ
اس تباہی کا خمیازہ پاکیشیائی عوام کو بھی بھگتنا چاہیئے۔ تاکہ خوفناک
تباہی کے نتیجے میں وہ نہ صرف اپنی حکومت کے خلاف اٹھ
کھڑے ہوں بلکہ انہیں یہ احساس دلا دیا جائے کہ ان کی حکومت
نے معاہدہ کر کے حماقت کی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ کافرستانی
حکام اس بات پر مُصر ہیں کہ صرف اس اسلحے کو ہی تباہ نہ کیا جائے
جو اپ لینڈ کی حکومت کے خلاف لڑنے والوں کو سپلائی ہوتا ہے

بلکہ پاکیشیا کے اپنے انتہائی قیمتی فوجی اسلحے کو بھی سبوتاژ کر کے پاکیشیائی فوجی
طاقت کو بھی ختم کر دیا جائے۔ اس طرح پاکیشیا مکمل طور پر بے دست و پا ہو
کر رہ جائے گا۔ اور پھر کافرستان اپنی مرضی کے مطابق اُسے کنٹرول کر
سکے گا۔ اس ساری صورتحال کو سامنے رکھ کر ایک نیا مشن ترتیب دیا گیا ہے۔
پاکیشیائی دارالحکومت سے کچھ فاصلے پر ایک ایسا اسلحے کا ذخیرہ ہے
جسے کورڈ ورڈز میں الرٹ کیمپ کہا جاتا ہے یہ کثیر المقاصد کیمپ پاکیشیا
کے دفاعی نظام کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ روسیاہی خلائی سیاروں
نے اس بارے میں جو تازہ ترین معلومات مہیا کی ہیں۔ اس کے مطابق یہ
الرٹ کیمپ خاصے وسیع رقبے میں پھیلا ہوا ہے۔ اس کے دو حصے
ہیں۔ ایک حصے میں اسلحے کا وہ ذخیرہ ہے جو اپ لینڈ کی حکومت کے
خلاف لڑنے والوں کو سپلائی کیا جاتا ہے۔ اسے کورڈ ورڈز میں زیرو کیمپ
کہا جاتا ہے۔ یہ زیرو کیمپ براہِ راست ایکریمیا اور اپ لینڈ کی حکومت
کے خلاف لڑنے والوں کے کنٹرول میں ہے۔ پاکیشیائی فوجوں کا عمل دخل
اس میں صرف انتظامی کنٹرول کی حد تک ہے یہاں ایکریمیا سے اسلحہ لا کر سٹور
کیا جاتا ہے۔ اور پھر اُسے ٹرکوں پر لاد کر اپ لینڈ کے خفیہ مقامات پر
پہنچا دیا جاتا ہے۔ زیرو کیمپ کی تباہی سے تو اپ لینڈ کی حکومت سے
خلاف لڑنے والوں پر انتہائی کاری ضرب لگے گی اور وہ کچھ عرصے کے
لئے مکمل طور پر مفلوج ہو کر رہ جائیں گے۔ اور اس دوران اپ لینڈ کی
حکومت روسیاہ کی مدد سے انتہائی اہم فوجی مقاصد مستقل طور پر
پورے کر لینے میں کامیاب ہو جائے گی اور ان تمام خفیہ مقامات
کو آسانی سے تہس نہس کر دیا جائے گا۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ اپ لینڈ

یں حکومت کے خلاف لڑنے والوں پر فوجی لحاظ سے مکمل کنٹرول کر
لیا جائے گا۔ لیکن کافرستانی حکام کے اصرار پر یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ
زیرو کیمپ کے ساتھ ساتھ اصل الرٹ کیمپ کو بھی تباہ کر دیا جائے۔
جہاں تک اس الرٹ کیمپ کے بارے میں ہمارے پاس
معلومات ہیں۔ یہ کیمپ تین منزلہ ہے۔ زمین سے نیچے پہلی
منزل میں ایسا اسلحہ موجود ہے جو پاکیشیا کے انتہائی اہم ترین
اٹیمک ریسرچ سنٹر کی کورج کرتا ہے۔ اور اس نظام کی وجہ سے
کافرستان اور اسرائیل آج تک اس اٹیمک سنٹر پر حملہ کرنے
کے لئے کوئی عملی اقدام نہیں کر سکے۔ کافرستانی ایجنٹوں نے
کئی بار اس نظام کو ختم کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن وہ
کامیاب نہیں ہو سکے۔ یہ نظام مکمل طور پر کمپیوٹر کنٹرول ہے۔ اور
یہ کمپیوٹر خود کار ہے۔ اور انتہائی جدید ترین کمپیوٹر ہے۔ یہ کمپیوٹر مکمل
طور پر پاکیشیائی سائنسدانوں کا تیار کردہ ہے۔ اس لئے ایکریمیا کے
پاس بھی اس کے متعلق مکمل معلومات موجود نہیں ہیں۔ ورنہ شاید
اسرائیلی ایجنٹ ان معلومات کی بنا پر کب کا اسے ختم کرنے میں
کامیاب ہو چکے ہوتے۔ اس نظام کے تحت اس اٹیمک سنٹر
کو چاروں طرف سے انتہائی خوفناک میزائلوں کی کورج حاصل
ہے۔ اور یہ میزائل اس قدر بھاری تعداد میں ہیں کہ فائر ہونے
کی صورت میں ان کی چاروں طرف ایک ایسی دیوار بن جاتی ہے
کہ کوئی طیارہ یا دشمن کا کوئی حربہ بھی اس سے بچ کر کسی صورت میں
نہیں نکل سکتا۔ یہ تو الرٹ کیمپ کی پہلی منزل کے متعلق معلومات

ہیں۔ اس سے نیچے دوسری منزل میں اس سے بھی زیادہ طاقتور
اور قیمتی اسلحہ فٹ ہے۔ اور یہ اسلحہ بھی اسی طرح کمپیوٹر کنٹرول
میں ہے۔ یہ پہلی منزل کے اسلحے کا متبادل نظام ہے۔ اگر کسی
بھی وجہ سے پہلی منزل کا نظام فیل ہو جاتا ہے یا وہ اپنے مقاصد
پوری طرح حاصل نہیں کر پاتا تو دوسری منزل کا نظام خود بخود حرکت
میں آجاتا ہے۔ اور وہی مقاصد اعلیٰ پیمانے پر وہ نظام پورے
کرنے کی مکمل صلاحیت رکھتا ہے۔ اس کے بعد تیسری اور
آخری منزل ہے۔ یہاں ایٹمی ہتھیار فٹ ہیں جو کہ پاکیشیا کے
سائنسدانوں کے ساتھ ساتھ شوگران کے سائنسدانوں کی مدد سے
تیار کئے گئے ہیں۔ یہ الرٹ کیمپ کا سب سے خوفناک اور
انتہائی طاقتور نظام ہے۔ اگر اوپر والے دونوں نظام فیل ہو جاتے
ہیں یا کر دیئے جاتے ہیں تو پھر یہ نظام حرکت میں آجاتا ہے۔ اس
نظام کی سیٹنگ اس طرح کی گئی ہے کہ اس کے حرکت میں آتے
ہی کافرستان اور اپ لینڈ تو ایک طرف روسیاہ کے اہم
ترین مراکز بھی تباہ ہو سکتے ہیں۔ ان سارے نظاموں کو ہم نے
اپنی سہولت کے لئے گریڈ ون اور گریڈ ٹو اور گریڈ تھری کا نام دیا
ہے۔ پہلا نظام گریڈ ون دوسرا نظام گریڈ ٹو اور تیسرا نظام گریڈ تھری
ہے۔ اور اب یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ زیرو کیمپ کے ساتھ ساتھ
الرٹ کیمپ کے تینوں گریڈز کو فوری طور پر اس طرح تباہ کیا جائے
کہ وہ بجائے اپنے ٹارگٹس پر جانے کے پاکیشیا کے
دارالحکومت اور اس کے ارد گرد کے وسیع علاقے پر ہی

تباہی نازل کر دے۔ اگر ایسا ہو جاتا ہے تو تم جانتے ہو اس کا نتیجہ کیا نکلے گا اوور" ــــــ نمبر ون بات کرتے کرتے شاید تھک گیا تھا۔

"میں اچھی طرح سمجھتا ہوں باس۔ پاکیشیا فوجی لحاظ سے ختم ہو جائے گا۔ وہ کافرستان کے لئے ایک تر نوالہ بن جائے گا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اس کا ایٹمی ریسرچ سنٹر کافرستان اور اسرائیل کے لئے ایک کھلے ٹارگٹ کی حیثیت اختیار کر جائے گا جسے انتہائی اطمینان سے مکمل طور پر تباہ کیا جا سکتا ہے۔ اور اس خوف ناک تباہی کے نتیجے میں یقیناً پاکیشیا میں خونی انقلاب آجائے گا اور حکومت تنکوں کی طرح بکھر کر رہ جائے گی اوور"

"گڈ ــــ تو یہ مشن طے ہوا ہے۔ اب بولو کیا تم اس مشن کو کنٹرول کر سکتے ہو یا اس کے لئے کوئی نئی تنظیم بھیجی جائے اوور" ــــــ نمبر ون نے جواب دیا۔

"میں کنٹرول تو کر سکتا ہوں باس اور یہ مشن یقیناً میری زندگی کا سب سے اہم ترین مشن ہو گا۔ لیکن اس خوف ناک تہرے نظام کو ختم کرنے کے لئے تو انتہائی باریک بینی سے اس کا مطالعہ بھی کرنا ہو گا اور اس کے لئے انتہائی گہری منصوبہ بندی بھی کرنی پڑے گی اور ظاہر ہے اس کے لئے کافی وقت چاہیے اوور" ــــــ ماسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کتنا وقت چاہیے اوور" ــــــ نمبر ون نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"بہت زیادہ تیز رفتاری سے بھی کام کیا جائے تب بھی کم از کم ایک مہینہ لگ جانا لازمی ہے اوور" ــــــ ماسٹر نے جواب دیا۔

"نہیں۔ موجودہ سیاسی حالات میں اتنا وقت نہیں دیا جا سکتا۔ اس کے لئے زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ دیا جا سکتا ہے۔ اور سنو اس منصوبہ کی تکمیل کے لئے انتہائی سوچ بچار کے بعد ایک لائحہ عمل بھی تیار کیا گیا ہے۔ اس لائحہ عمل کے مطابق زیرو کیمپ میں جانے والے ٹرکوں کے ذریعے مخصوص طاقت کے ٹائم بم زیرو کیمپ میں پہنچا دیئے جائیں گے۔ ان ٹائم بموں کی مدد سے پورا زیرو کیمپ تباہ ہو جائے گا۔ لیکن ان ٹائم بموں کے ساتھ ایک نئی ساخت کا بم بھی نصب کیا جاتے گا۔ یہ مخصوص ساخت کا ریز بم ہے جو کہ انتہائی درجہ حرارت میں ہی کام کر سکتا ہے۔ ورنہ یہ کام نہیں کر سکتا اور جب یہ کام نہیں کرتا تو اسے کسی طرح بھی چیک نہیں کیا جا سکتا۔ جب زیرو کیمپ میں بلاسٹ ہو گا تو وہاں موجود اسلحہ پھٹنے کی صورت میں ریز بم کو مطلوبہ درجہ حرارت مل جائے گا اور یہ کام شروع کر دے گا۔ ان ریز کا ٹارگٹ الرٹ کیمپ ہو گا۔ ان ریز سے اس قدر خوفناک حرارت پیدا ہوتی ہے کہ تینوں گریڈز کے کمپیوٹرز یقینی طور پر ڈس آرڈر ہو جائیں گے اور ان کے ڈس آرڈر ہوتے ہی الرٹ کیمپ مکمل اور خوف ناک تباہی کا شکار ہو جائے گا۔ تینوں گریڈز میں نصب خوف ناک میزائل اور ایٹمی اسلحہ بغیر کسی ٹارگٹ کے

چل پڑے گا۔ اور اس کا جو نتیجہ ہوگا وہ ظاہر ہے۔ کہ پاکیشیا کا نہ صرف دارالحکومت بلکہ شاید پورا پاکیشیا ہی مکمل طور پر تباہ و برباد ہوجائے گا اوور"۔۔۔۔ نمبر دن نے جواب دیا۔

" اوہ باس ۔۔۔۔ ویری گڈ۔ یہ بالکل سادہ اور آسان لائحہ عمل ہے۔ ایسی صورت میں تو پھر ایک ہفتہ کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ یہ کام تو دو روز میں مکمل ہوسکتا ہے اوور"۔۔۔۔ ماسٹر نے چہکتے ہوئے جواب دیا۔

" بظاہر یہ انتہائی آسان نظر آتا ہے۔ لیکن درحقیقت یہ سب سے کٹھن مرحلہ ہے۔ پاکیشیائی حکومت ان دنوں انتہائی الرٹ ہے۔ اور اگر اسے اس موجودہ مشن کی معمولی سی بھنک بھی مل گئی تو پھر یقیناً وہ فوری طور پر حرکت میں آجائیں گے اور اس طرح سارا مشن ہی ختم ہوکر رہ جائے گا۔ خاص طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس سے اس مشن کو ہر قیمت پر خفیہ رکھنا ہے۔ جو ٹرک زیرو کیمپ میں جاتے ہیں ان کی انتہائی حساس آلات سے مخصوص چیکنگ ہوتی ہے۔ اور یہ چیکنگ پاکیشیائی فوجی سیکورٹی کرتی ہے۔ لیکن اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی اس چیکنگ میں شامل ہوگئی تو پھر یہ مشن کسی صورت بھی مکمل نہیں ہوسکتا۔ تمہارا انتخاب بھی اس لئے ہی کیا گیا ہے۔ کہ تم پہلی بار پاکیشیا گئے ہو۔ اور پاکیشیا سیکرٹ سروس تم سے واقف بھی نہیں ہے۔ اور پھر تمہارے اندر اس خوفناک مشن کو مکمل کرنے کی پوری صلاحیتیں بھی موجود ہیں۔ ٹائم بم اور مخصوص ریز بم ایک ٹرک کے اندر چھپائے جائیں گے۔ اور

پھر اس ٹرک کو پاکیشیا دارالحکومت سے پچاس کلومیٹر دور ایک درے میں تبدیل کر دیا جائے گا وہاں تک اپ لینڈ کے خلاف کام کرنے والوں کا عام ٹرک جائے گا۔ لیکن وہاں ہمارے مخصوص ایجنٹ وہ ٹرک اڑالیں گے اور اس کی جگہ یہ ٹرک لے لے گا۔ لیکن چونکہ ایک فی صد بھی رسک نہیں لیا جاسکتا۔ اس لئے ٹرک تبدیل ہوتے ہی ٹرک کے ڈرائیور اور اس کے مزدوروں کی جگہ تم اور تمہارا گروپ لے لے گا۔ وہاں ٹرک لوڈ ہونے اور واپس نکلنے میں دو گھنٹے کا وقفہ مل جاتا ہے۔ ٹرک کو زیرو کیمپ پہنچانے کے بعد تم ٹائم بموں کے پھٹنے سے چند منٹ پہلے وہاں سے نکل جاؤ گے اور تمہیں جو محفوظ مقام بتایا جائے گا تم وہاں پہنچ جاؤ گے۔ بس تمہارا کارنامہ یہ ہوگا کہ کیمپ میں پہنچنے اور ان بموں کے پھٹنے سے چند منٹ پہلے تک تم ان کی اس طرح حفاظت کرو کہ وہ چیک نہ ہوسکیں۔ بولو اب تم تیار ہو اوور"۔۔۔۔ نمبر دن نے کہا۔

" بالکل باس۔ اب تو یہ سارا مشن ہی بہت آسان ہوگیا ہے۔ آپ سیکرٹ سروس وغیرہ کی تو بالکل فکر ہی نہ کریں۔ بس صرف وہ سیکورٹی چیکنگ پاس کرنے کا مسئلہ ہے۔ باقی میں خود منٹ لوں گا اوور"۔۔۔۔ ماسٹر نے کہا۔

" اس کی فکر مت کرو۔ اس کا مکمل انتظام کر لیا گیا ہے۔ وہاں سے کلیرنس ہوجائے گی۔ بس اصل کام وہاں سے کلیرنس کے بعد کیمپ میں پہنچنے اور پھر بموں کے پھٹنے تک کا ہے۔ کیونکہ تمہارا ٹرک اکیلا نہیں ہوگا۔ اس کے ساتھ کم از کم بیس ٹرک اور ہوں گے۔ اور ان

ٹرکوں پر موجود لوگ بے حد ہوشیار اور چالاک ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ لوگ ہر طرح سے خبردار بھی رہتے ہیں۔ اگر ان میں سے کسی کو معمولی سا شک بھی پڑ گیا تو پھر یہ مشن یقیناً ختم ہو جائے گا اوور"۔ نمبرون نے جواب دیا۔

"آپ بے فکر رہیں باس۔ آپ جانتے تو ہیں کہ میں ان کی زبان بالکل ان کے مخصوص لہجے کے مطابق بول سکتا ہوں۔ اور جہاں تک ان کے میک اپ کا تعلق ہے۔ مجھ سے اچھا میک اپ کون کر سکتا ہے اوور" ۔۔۔۔ ماسٹر نے کہا۔

"ہاں۔ ہم جانتے ہیں کہ ان معاملات میں تم واقعی ماسٹر ہو۔ اس لئے تو اس اہم ترین مشن کے لئے تمہارا انتخاب کیا گیا ہے۔ بس تم نے اس بات کا خیال رکھنا ہے کہ یہ مشن کسی طرح بھی لیک آؤٹ نہ ہونے پائے۔ خاص طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کو تو کسی صورت بھی اس کی بھنک نہ پڑے اوور" ۔۔۔۔ نمبرون نے جواب دیا۔

"میری طرف سے تو بے فکر رہیں باس۔ البتہ ایک بات ہے۔ آپ نے اس ٹرانسمیٹر کے ذریعے پوری تفصیل سے یہ مشن بتا دیا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ کال ہی ٹریس کر لی جائے۔ حالانکہ میں جانتا ہوں کہ یہ مخصوص ساخت کا ٹرانسمیٹر ہے۔ اور اس کی کال چیک نہیں ہو سکتی۔ لیکن پھر بھی اس کا امکان تو بہرحال رہ جاتا ہے اوور" ۔۔۔۔ ماسٹر نے اپنے ذہن میں ابھرنے والا خدشہ ظاہر کر ہی دیا۔

"ماسٹر ۔۔۔۔ کیا تم مجھے احمق سمجھتے ہو کہ میں اس قدر اہم مشن کو اس طرح لیک آؤٹ بھی ہونے دے سکتا ہوں۔ یہ تو تمہیں علم ہے کہ اس ٹرانسمیٹر کی کال نہ چیک ہو سکتی ہے نہ ٹیپ ہو سکتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس کی حفاظت کے لئے انتہائی خصوصی انتظامات کئے گئے ہیں۔ اس لئے اس بارے میں تم بے فکر رہو اوور" ۔۔۔۔ نمبرون نے خشمگیں لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سوری باس ۔۔۔۔ بس میرے ذہن میں ایک خیال آیا تھا جو میں نے بتا دیا اوور" ۔۔۔۔ ماسٹر نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"اوکے ۔۔۔۔ پھر یہ طے ہو گیا۔ اب سارے انتظامات مکمل ہو جانے کے بعد ہم معاہدے کی تاریخ فکس کریں گے۔ اور اس معاہدے کے اڑتالیس گھنٹوں بعد یہ مشن مکمل کر دیا جائے گا۔ تمہیں اب ریڈ کال دی جائے گی۔ اور تم نے مخصوص پوائنٹ پہ پہنچ کر مشن کا چارج سنبھال لینا ہے اوور" ۔۔۔۔ نمبرون نے کہا۔

"یس باس۔ میں تیار ہوں اوور" ۔۔۔۔ ماسٹر نے کہا۔ اور دوسری طرف سے اوور اینڈ آل کے الفاظ سنتے ہی ماسٹر نے ٹرانسمیٹر آف کر کے ایک لمبا سانس لیا۔ اس کے ذہن میں یہ مشن اپنی تمام تر ہولناکیوں کے ساتھ ابھر رہا تھا۔ اور وہ سوچ رہا تھا کہ اس مشن کے مکمل ہونے سے واقعی پاکیشیا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے صفحہ ہستی سے نابود ہو کر رہ جائے گا اور کم از کم اس کے اندازے

کے مطابق اس مشن کے مکمل ہونے سے پاکیشیا کے دارالحکومت
کی تمام عمارتوں کے ساتھ ساتھ تین چار لاکھ افراد لازماً موت کے
گھاٹ اتر جائیں گے۔ اور یہ سوچتے ہی اس نے بے اختیار
جھرجھری لی۔ اور پھر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں یہ مشن ہر صورت میں مکمل کروں گا۔ ہر صورت میں اس
مشن کی تکمیل کے بعد ماسٹر کا نام دنیا بھر کے سپر ایجنٹوں کے
لئے ایک مثال بن جائے گا۔ میں ہیرو آف دی ورلڈ بن جاؤں گا۔
گریٹ ہیرو"۔۔۔۔ ماسٹر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر
تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

عمران نے کار دوڑاتا ہوا پرنس پلازہ کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔
پرنس پلازہ کی شاندار عمارت کے سامنے پہنچ کر اس نے ایک لمحہ
کے لئے اپنی کار روکی اور پھر اس کار رخ پلازہ کے نیچے بنی ہوئی
مخصوص پارکنگ کی طرف کر دیا۔ چند لمحوں بعد وہ پارکنگ میں پہنچ
چکا تھا۔ پارکنگ میں مخصوص جگہ پر کار روک کر وہ نیچے اترا تو اس
کی نظریں ایک سائیڈ پر کھڑی ہوئی نیلی پلے ماؤتھ پر پڑیں۔ اور
اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

پارکنگ سے نکل کر وہ لفٹ کے ذریعے چند ہی لمحوں میں
چھٹی منزل پر پہنچ گیا۔ جہاں اعجاز انٹرپرائزر کا دفتر تھا۔ یہ دفتر چار
بڑے بڑے کمروں پر مشتمل تھا۔ اور وہاں موجود سٹاف کی تعداد
دیکھ کر ہی اندازہ ہوتا تھا کہ کاروبار واقعی عروج پر ہے۔ ایک
کمرے کے باہر اعجاز احمد چیئرمین کی نیم پلیٹ موجود تھی۔ اور

دروازے کے باہر ایک کی بجائے دو باوردی دربان بیٹھے ہوئے تھے۔

عمران تیز تیز قدم اٹھاتا اس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

اُسے دروازے کی طرف آتے دیکھ کر دونوں دربان اپنے سٹولوں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کے جسم یک لخت مستعد ہو گئے تھے۔ اور ان کی سخت نظریں عمران پر جمی ہوئی تھیں۔

"السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" ——— عمران نے قریب جا کر بڑے معصوم سے لہجے میں باقاعدہ ہاتھ اٹھا کر انہیں سلام کرتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر میک اپ ہونے کے باوجود حماقت کا آبشار پوری رفتار سے بہنا شروع ہو گیا تھا۔

"وعلیکم السلام۔ فرمایئے" ——— ایک دربان نے انتہائی کرخت اور سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ جب کہ دوسرا دربان خاموش کھڑا رہا۔

"فرماتے ہیں کبھی ذرا چھری تلے دم تو لے لو۔ اور چھری بھی ایک نہیں بلکہ دو ہیں۔ ہاں یہ بتاؤ کہ کس سے فرماؤں رحمت اللہ سے برکت اللہ سے" ——— عمران نے پلکیں جھپکاتے ہوئے احمقانہ لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب ——— کون برکت اللہ اور کون رحمت اللہ۔ یہاں اس نام کے افراد نہیں رہتے۔ آپ جا سکتے ہیں" ——— اُسی دربان نے پہلے سے بھی زیادہ سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے۔ اتنی جلدی نام بھی بدل لئے۔ ابھی سلام تو وصول کیا ہے تم دونوں نے" ——— عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"دیکھو مسٹر ——— ہمارے پاس تم جیسے احمقوں کے ساتھ سر کھپانے کے لئے وقت نہیں ہے۔ اس لئے تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم یہاں سے ٹل جاؤ" ——— دربان نے باقاعدہ غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ شاید اس کا یہ لہجہ اس لئے ہو گیا تھا کہ اس نے سمجھ لیا تھا کہ عمران کوئی معزز آدمی نہیں ہے۔ بلکہ کوئی احمق سا نوجوان ہے

"اچھا تو تمہارے پاس سر ہے۔ جسے تم کھپا سکتے ہو۔ ویری گڈ۔ واقعی اس ملک میں بے روزگاری انتہا پر پہنچ گئی ہے کہ جن کے پاس سر ہیں وہ دروازے کے باہر دربان بنا کر بٹھا دیئے گئے ہیں۔ ویسے ایک بات تو بتاؤ۔ یہ تمہارے اعجاز صاحب کے پاس سر ہے" ——— عمران نے بڑے سرگوشیانہ سے لہجے میں کہا۔

"تم پاگل تو نہیں ہو رہا۔ دفع ہو جاؤ۔ نجانے کہاں سے آ جاتے ہیں منہ اٹھائے" ——— اس بار دربان نے سارے تکلفات بالائے طاق رکھ دیئے تھے۔ لیکن دوسرے لمحے راہداری زوردار تھپڑ اور اس دربان کے حلق سے نکلنے والی خوفناک چیخ سے گونج اٹھی۔ عمران کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما تھا اور دربان تھپڑ کھا کر چیختا ہوا کم از کم چار فٹ دور فرش

پر جا گرا تھا۔

"بدتمیز ـــــ تمہیں اخلاق بھی کسی نے نہیں سکھایا"
عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ دراصل اس دربان نے لفظ
دفع استعمال کر دیا تھا اور عمران اور چاہے جو کچھ بھی برداشت
کر جائے لیکن بداخلاقی اس سے کبھی برداشت نہ ہو سکتی تھی۔
دوسرا دربان اپنے ساتھی کی چیخ اور اُسے اچھل کر گرتے
دیکھ کر بے اختیار دو قدم پیچھے ہٹتا گیا۔ عمران کے چہرے پر
یک لخت ایسے تاثرات ابھر آئے تھے کہ وہ خوف زدہ ہو
گیا تھا۔

راہداری میں گزرنے والے دوسرے افراد تیزی سے
ان کے گرد اکٹھے ہوتے گئے۔

"کیا بات ہے" ـــــ اچانک کمرے کا دروازہ کھلا
اور ایک خوب صورت غیر ملکی لڑکی نے باہر نکلتے ہوئے حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے آفت جان کہتے ہیں۔ اعجاز ہے اندر" ـــــ عمران
نے اس غیر ملکی لڑکی سے مخاطب ہو کر انتہائی تحکمانہ لہجے میں
کہا۔ اور وہ لڑکی بے اختیار چونک پڑی۔

"اوہ ـــــ یس سر۔ یس سر۔ موجود ہیں سر۔ لیکن یہ
جھگڑا" ـــــ غیر ملکی لڑکی عمران کے لہجے سے ہی گھبرا گئی
تھی۔

"ان چپڑاسیوں کو بھرتی کرتے وقت ان کا پیمانہ اخلاق بھی

چیک کر لیا کرو" ـــــ عمران نے اُسی طرح غراتے ہوئے
کہا اور تیزی سے دروازے کے اندر داخل ہو گیا۔ وہ
دربان جو تھپڑ کھا کر گرا تھا۔ گال پر ہاتھ رکھے آہستہ آہستہ اٹھ
رہا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اس کے دماغ میں ستارے
تو کیا پوری کہکشاں چمکنے لگی ہو۔

"ارے جناب۔ ایک منٹ۔ میں باس سے پوچھ لوں۔
آپ نے وقت لیا ہے سر" ـــــ لڑکی نے اس طرح
عمران کو سیدھا اعجاز کے اندرونی کمرے کے دروازے
کی طرف بڑھتے دیکھ کر بوکھلائے ہوئے انداز میں اس کے
پیچھے بھاگتے ہوئے کہا۔

"کیا تمہیں بھی تمیز سکھانی پڑے گی۔ محترمہ۔ میں نے بتایا
ہے کہ میرا نام آفت جان ہے۔ اور آفت کبھی وقت لے
کر نہیں آیا کرتی" ـــــ عمران نے مڑ کر انتہائی سخت لہجے
میں کہا۔ اور دوسرے لمحے وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہو
گیا۔ یہ ایک وسیع و عریض کمرہ تھا۔ جو انتہائی شاندار اور
قیمتی فرنیچر سے سجا ہوا تھا۔ مہاگنی کی بڑی شاندار اور پُر رعب
میز کے پیچھے لمبے قد اور بھاری جسم کا اعجاز بیٹھا کسی سے
فون پر بات کر رہا تھا۔ عمران کے اس طرح اندر داخل ہونے
پر وہ بُری طرح چونک پڑا۔

"سر۔ سر ـــــ یہ آفت جان ہیں سر۔ یہ زبردستی اندر"
اُسی لمحے غیر ملکی لڑکی نے جو شاید اعجاز کی سیکرٹری تھی دروازے

میں نمودار ہوتے ہوئے انتہائی بوکھلائے ہوئے انداز میں بولنا شروع کر دیا۔ عمران اس دوران بڑے اطمینان سے میز کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

"تم جاؤ" ——— اعجاز نے رسیور رکھتے ہوئے سیکرٹری سے کہا اور پھر عمران سے مخاطب ہو گیا۔

"آپ کو اس طرح وقت لئے بغیر اندر نہیں آنا چاہیئے تھا۔ بہرحال فرمائیے۔ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں" ——— اعجاز نے انتہائی روکھے لہجے میں کہا۔

"کیا تم نے میرا نام نہیں سنا۔ ایک بار پھر دہرا دوں۔ میرا نام آفت جان ہے آفت جان" ——— عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر چٹانوں کی سی سنجیدگی ابھر آئی تھی اور آنکھوں سے سرد مہری اور قدرے سفاکی کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

"آفت جان ——— یہ کیسا نام ہے۔ میرا خیال ہے یہ نام کسی عورت کا تو ہو سکتا ہے" ——— اعجاز نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اعجاز بھی عورتوں کا نام ہوتا ہے۔ جیسے اعجاز فاطمہ وغیرہ وغیرہ اس لئے تم اس زنانہ مردانہ چکر کو چھوڑو۔ سیدھی طرح بات کرو۔ میرا وقت تم سے بھی زیادہ قیمتی ہے۔ ماسٹر کیا کر رہا ہے۔ اس کی کارکردگی انتہائی ناقص جا رہی ہے" ——— عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور اعجاز ماسٹر کا نام سن کر بری طرح چونک پڑا۔

"ماسٹر ——— کون ماسٹر۔ پہلے آپ اپنا تعارف کرائیں" اعجاز کے لہجے میں ایسی حیرت تھی جیسے اسے اچانک اپنے سامنے بھوت نظر آ گیا ہو۔

"اس کا مطلب ہے ماسٹر نے تمہیں میرے متعلق کچھ نہیں بتایا ورنہ تم یہ کوڈ نام سنتے ہی میرے استقبال کے لئے سر کے بل چلتے ہوئے دروازے تک آتے" ——— عمران کا لہجہ اور زیادہ کرخت ہو گیا۔

"جج ——— جج ——— جی۔ مجھے تو معلوم نہیں ہے" ——— اعجاز واقعی اب پوری طرح بوکھلا گیا تھا۔

"اوہ نانسنس ——— اسے یہاں آکر آخر کیا ہو گیا ہے۔ کیا وہ بالکل ہی احمق ہو گیا ہے۔ بات کراؤ اس سے" ——— عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"ماسٹر سے ——— لیکن۔ مجھے تو......" ——— اعجاز نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"تم اس سے بھی بڑے احمق ثابت ہو رہے ہو۔ حالانکہ ماسٹر تمہاری بڑی تعریف کرتا رہتا ہے۔ میری اس سے بات کراؤ۔ میرے پاس وقت نہیں ہے" ——— عمران نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"لیکن جناب آپ ہیں کون" ——— اعجاز نے سنبھلتے ہوئے پوچھا۔

"اوہ نانسنس ـــــ میں کہہ رہا ہوں اس سے بات کر کے میرے متعلق پوچھ لو۔ میرے پاس وقت نہیں ہے اور تم بکواس کئے جا رہے ہو" ـــــ عمران نے اور زیادہ کرخت لہجے میں کہا۔

"وہ مجھ سے خود بات کرتے ہیں۔ میرے پاس ان کا نمبر نہیں ہے" ـــــ اعجاز نے جواب دیا۔

"گڈ ـــــ میں یہی بات سننا چاہتا تھا۔ اگر تم ماسٹر سے بات کر لیتے تو اب تک مردہ ہو چکے ہوتے۔ مشن کی کیا رپورٹ ہے" عمران نے فوراً ہی پینترہ بدلتے ہوئے کہا۔

"مشن ـــــ کی ـــــ مشن تو ٹھیک جا رہا ہے۔ کمرشل مارکیٹ میں کامیاب دھماکے ہو گئے ہیں۔ ابھی میں اُسی کی رپورٹ سن رہا تھا" اعجاز کے منہ سے خودبخود الفاظ نکلتے گئے۔

"اس کا مطلب ہے جابر نے اپنا مشن کامیابی سے مکمل کر لیا ہے۔ ویری گڈ۔ لیکن اصل مشن پر کیا کام ہوا ہے۔ اس کی رپورٹ دو" ـــــ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"بالکل سر ـــــ لیکن آپ کس مشن کی بات کر رہے ہیں" اعجاز کا لہجہ یک لخت مؤدبانہ ہو گیا۔ جابر کے ریفرنس نے شاید اس کے تمام شکوک ختم کر دیئے تھے۔

"تو تمہیں اب تک اصل مشن کا علم ہی نہیں ہے" ـــــ عمران نے اس طرح چونکتے ہوئے کہا جیسے اُسے اعجاز کی لاعلمی پر حیرت ہو رہی ہو۔

"جج ـ جج ـــــ میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ مجھے تو ماسٹر نے اور کسی

مشن کے بارے میں نہیں بتایا" ـــــ اعجاز نے بوکھلا کر جواب دیا۔

"ہونہہ ـــــ اس لئے ماسٹر کی کارکردگی زیرو جا رہی ہے۔ وہ اپنے خاص آدمیوں پر بھی اعتبار نہیں کر رہا۔ اس طرح تو کام آگے نہیں بڑھ سکتا" ـــــ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"آپ کا تعلق ہیڈ کوارٹر سے ہے شاید۔ لیکن آپ تو مقامی ہیں" اعجاز نے کہا۔

"تو کیا ماسٹر یہاں کے ایک احمق کے باورچی کا میک اپ کر سکتا ہے۔ تو میں ٹیکورا کا سپر چیف مقامی میک اپ میں نہیں آ سکتا" ـــــ عمران نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا اور اس نے جان بوجھ کر روسیاہ کی اس خفیہ تنظیم ٹیکورا کا نام لے دیا تھا جس سے ماسٹر کا تعلق تھا۔ تاکہ اعجاز مزید کھل کر بات کر سکے۔

"اوہ اوہ سر ـــــ آپ سپر چیف ہیں۔ اوہ سوری سر۔ مجھے علم نہ تھا سر" ـــــ اعجاز ٹیکورا کا نام سنتے ہی اور زیادہ بھیڑ بن گیا۔

"ہونہہ ـــــ تو ماسٹر نے واقعی تمہیں اصل مشن کے متعلق کچھ نہیں بتایا۔ ویری بیڈ شو۔ میں تو سمجھ رہا تھا کہ اب تک اصل مشن مکمل ہونے کے قریب ہوگا۔ لیکن یہاں تو سرے سے اس کے متعلق کام ہی نہیں ہوا۔ مجھے ماسٹر کو معطل کرنا پڑے گا۔ تمہاری رپورٹ بتا رہی ہے کہ ماسٹر یہاں آ کر وہ ماسٹر نہیں رہا۔ وہ سست ہو گیا ہے۔ اور کم از کم ان حالات میں یہ غفلت اور سستی برداشت نہیں کی جا

سکتی "۔۔۔۔ عمران نے کہا۔
" سس ۔۔۔۔ سس ۔۔۔۔ سر۔ ہو سکتا ہے باس ماسٹر
نے دانستہ مجھے نہ بتایا ہو سر" ۔۔۔۔ اعجاز اب واقعی مکمل طور پر
رعب میں آچکا تھا۔
" نہیں۔ میں نے جب اُسے آرڈر دیئے تھے کہ وہ تمہاری
مدد سے اصل متن کو آگے بڑھائے تو اس نے اب تک تمہیں
اعتماد میں کیوں نہیں لیا۔ ٹھیک ہے اب ماسٹر کی بجائے تمہیں
چیف بنانا ہوگا۔ تم کام کے آدمی ہو۔ تم نے جس طرح کپڑا مارکیٹ
میں دھماکہ اور آتشزدگی کرائی ہے۔ وہ تمہاری کارکردگی کا اچھا
ثبوت ہے۔ ہمیں شخصیتیں نہیں چاہئیں۔ کام چاہیئے "
عمران نے ایک اور پتہ پھینکتے ہوئے کہا۔
چوہان کی رپورٹ چونکہ عمران کو معلوم تھی۔ اس لئے اس نے
جان بوجھ کر یہ بات کی تھی۔
" اوہ۔ سر ۔۔۔۔ تھینک یو سر۔ وہ آدمی بس اتفاقاً کارہ
سے نکل گیا۔ ورنہ سر۔ اس کا خاتمہ بھی یقینی تھا۔ ویسے میں نے
باس ماسٹر سے کہا تھا کہ اسے یہیں گولی مار دیتے ہیں۔ لیکن باس
ماسٹر نجانے یہاں کے لوگوں کو کیوں ڈھیل دے رہا ہے سر۔
پہلے بھی انہوں نے یہاں کے سب سے خطرناک آدمی پر قابو
پانے کے باوجود اُسے چھوڑ دیا "۔۔۔۔ اعجاز نے کہا۔
" وہ ضروری تھا۔ مجھے ماسٹر نے تفصیلی رپورٹ دے دی ہے۔
لیکن میں اس کی اس بات سے مطمئن نہیں ہوا کہ آخر ماسٹر نے یہاں

آتے ہی اس احمق علی عمران کے باورچی کا میک اپ کیوں کیا تھا "
عمران نے کہا
" اوہ سر ۔۔۔۔ میں بتاتا ہوں سر۔ مجھے معلوم ہے سر۔
ماسٹر کو جیسے ہی اطلاع ملی کہ علی عمران کو ہیڈ کوارٹر لایا جا رہا ہے۔
انہوں نے اس عمران کی اصلیت معلوم کرنے کے لئے فوری
طور پر اس کے باورچی کا میک اپ کر لیا۔ ماسٹر کا کہنا تھا کہ عمران بھی
ان کی طرح میک اپ میں ماہر ہے۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ یہ
اصل عمران نہ ہو۔ اور اس نے اپنے میک اپ میں کوئی دوسرا
آدمی بھیج دیا ہو۔ چنانچہ انہوں نے اس کے باورچی کا میک اپ
کر لیا تاکہ عمران کے تاثرات سے انہیں معلوم ہو جائے کہ آنے
والا اصل عمران ہے یا نہیں۔ اور ماسٹر نے بتایا کہ ان کا یہ حربہ
بے حد کامیاب رہا۔ عمران کے چہرے اور آنکھوں کے تاثرات
نے بتا دیا تھا کہ وہ واقعی اصل عمران ہے۔ کیونکہ اپنے باورچی کو
اچانک سامنے دیکھ کر اس کی آنکھوں میں جو تاثرات ابھرے
تھے۔ اس نے اس کی حقیقت بتا دی "۔۔۔۔ اعجاز نے تفصیل
بتاتے ہوئے کہا۔
" لیکن اُسے اتنی جلدی عمران کے باورچی کی شکل صورت اور
قد و قامت کا کیسے علم ہو گیا "۔۔۔۔ عمران نے کہا۔
" ان کے پاس عمران کے متعلق مکمل فائل موجود ہے۔ جناب۔
میں نے خود دیکھی ہے۔ اس فائل میں عمران کے باورچی کا فوٹو بھی
ہے "۔۔۔۔ اعجاز نے جواب دیا۔ اور عمران نے سر ہلا دیا۔

اب کم از کم اس کے ذہن میں موجود یہ خلش ختم ہو گئی تھی۔

"اب مجھے فوری طور پر ماسٹر سے بات کرنی ہو گی۔ میرے پاس وقت نہیں ہے" ــــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"سر۔ مجھے واضح طور پر تو معلوم نہیں۔ البتہ ایک طریقہ ہے۔ شاید وہ مل جائیں۔ ایک منٹ" ــــــ اعجاز نے کہا۔ اور جلدی سے میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر اس نے اس کے نیچے موجود سفید رنگ کا بٹن پریس کیا۔ اور پھر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ عمران کی نظریں اس کی انگلی پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ یہ نمبر اپنے حافظے میں محفوظ کرتا جا رہا تھا۔

"یس ــــ ٹاپ مین سپیکنگ" ــــــ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"ٹاپ مین۔ میں اعجاز بول رہا ہوں۔ باس ماسٹر کے متعلق معلوم ہے کہ اس وقت وہ کہاں ہوں گے۔ مجھے ان سے ایک ایمرجنسی بات کرنی ہے" ــــــ اعجاز نے قدرے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"باس ماسٹر۔ الفرڈ ہاؤس میں ہیں جناب۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے ان کا فون آیا تھا۔ انہوں نے مجھ سے کہا ہے کہ میں کچھ خاص آدمیوں کو کلکٹ کر لوں۔ ایک اہم مشن میں ضرورت پڑنے والی ہے۔ انہوں نے اس مشن کی کوئی تفصیل نہیں بتائی۔ انہوں نے کہا کہ وہ بعد میں بات کریں گے" ــــــ ٹاپ مین نے جواب دیا۔

"ہونہہ ــــ ٹھیک ہے۔ تھینک یو" ــــــ اعجاز نے کہا۔

اور کریڈل دبا کر اس نے دوبارہ نمبر ملانے شروع کر دیئے۔ اور ظاہر ہے یہ نمبر بھی عمران کے حافظے میں محفوظ ہو گئے۔

"یس ــــ الفرڈ ہاؤس" ــــــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"میں اعجاز بول رہا ہوں۔ باس سے بات کراؤ۔ اٹ از ایمرجنسی" اعجاز نے کہا۔

"باس موجود نہیں ہیں۔ جب بھی آئیں گے تم سے خود بات کر لیں گے" ــــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ اعجاز نے طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب جب ماسٹر کا فون آئے تو اُسے بتا دینا کہ آفت جان یہاں پہنچ چکا ہے۔ پھر وہ خود ہی مجھ سے رابطہ کرے گا" ــــــ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"جی۔ بہت بہت شکریہ" ــــــ اعجاز نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور وہ بھی احتراماً کرسی سے اٹھنے لگا۔

"تکلفات کی ضرورت نہیں ہے" ــــــ عمران نے خشک لہجے میں کہا۔ اور مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد اس کی کار رینس پلازہ کی پارکنگ سے نکل کر تیزی سے سڑک پر دوڑ رہی تھی۔ کچھ آگے جا کر اس نے ایک پبلک بوتھ کے سامنے کار روکی۔ اور پھر نیچے اتر کر بوتھ میں داخل

ہوگیا۔ اس نے رسیور اٹھا کر انکوائری کے نمبر ڈائل کئے۔

" انکوائری پلیز " ــــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

" اسسٹنٹ ڈائریکٹر انٹیلی جنس " ــــ عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" اوہ۔ یس سر۔ حکم سر " ــــ دوسری طرف سے آپریٹر نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

" ایک نمبر نوٹ کرو۔ اور اس کا تفصیلی پتہ بتاؤ " ــــ عمران نے اسی طرح تحکمانہ لہجے میں کہا۔ اور پھر اس نے الفرڈ ہاؤس والا نمبر دوہرا دیا۔ کیونکہ اسے یقین تھا کہ الفرڈ ہاؤس کوڈ نام ہوگا۔

" ایک منٹ ہولڈ آن کیجئے سر۔ میں بتاتا ہوں سر " دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

" سر۔ یہ نمبر ڈاکٹر صدیقی کا ہے۔ ان کی رہائش گاہ کا پتہ جناب تھرٹی تھری مین ایونیو گارڈن ہاؤسز " ــــ آپریٹر نے کہا۔

" کیا تمہیں یقین ہے کہ تم نے درست پتہ بتایا ہے " عمران نے سخت لہجے میں پوچھا۔

" یس سر۔ میں نے اچھی طرح چیک کیا ہے " ــــ آپریٹر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوکے ــــ اب دوسرا نمبر نوٹ کرو۔ اور اس کا پتہ بتاؤ " عمران نے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے وہ نمبر بتا دیا جس پر کوئی ٹاپ مین

بولا تھا۔

" سر ــــ یہ نمبر گولڈن بار کا ہے " ــــ آپریٹر نے فوراً ہی جواب دیا۔

" اوکے ــــ اب یہ کہنے کی ضرورت تو نہیں ہے کہ اٹ از ٹاپ سیکرٹ " ــــ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

" میں سمجھتا ہوں سر۔ آپ بے فکر رہیں سر " ــــ آپریٹر نے فوراً ہی جواب دیا۔

اور عمران نے گڈ بائی کہہ کر کریڈل دبا دیا۔ اب اس نے جیب سے سکے نکال کر ڈالے اور ایکسٹو کا نمبر گھما دیا۔

" ایکسٹو " ــــ دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

" عمران بول رہا ہوں طاہر " ــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" اوہ۔ عمران صاحب۔ ابھی سر سلطان کا فون آیا ہے۔ دارالحکومت میں انتہائی خوفناک دھماکے کئے گئے ہیں۔ ابھی گرین کمرشل مارکیٹ میں دو دھماکے ہوتے ہیں۔ جن سے بے پناہ جانی نقصان ہوا ہے۔ سر سلطان کہہ رہے تھے۔ کہ صدر مملکت نے ان دھماکوں کا سراغ لگانے کے لئے کیس ایکسٹو کو ریفر کرنے کی سفارش کی ہے " ــــ بلیک زیرو نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے۔ سر سلطان کو کہہ دینا کہ چونکہ یہ کام سیکرٹ

سروس کی لائن کا نہیں ہے۔ اس لئے ہم باقاعدہ طور پر یہ کیس نہیں لے رہے۔ لیکن ہم پہلے ہی اس کیس پر کام کر رہے ہیں"
عمران نے جواب دیا۔

"لیکن جناب اگر ہم باقاعدہ یہ کیس لے لیں تو کیا ہرج ہے۔ سر سلطان بے حد اصرار کر رہے تھے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"تم انہیں بتا دینا کہ باقاعدہ کیس لینے کی صورت میں مجرم ہوشیار ہو جائیں گے۔ میں نے محسوس کیا ہے کہ ان مجرموں نے یہاں بے حد وسیع جال پھیلا رکھا ہے۔ اور اعظم کی مثال تو تمہارے سامنے ہے۔ ہمارے پاس باقاعدہ کیس آتے ہی انہیں علم ہو جائے گا۔ اور وہ اور زیادہ الرٹ ہو جائیں گے۔ اب جب کہ انہیں معلوم ہے کہ سیکرٹ سروس اس کیس میں حرکت میں نہیں ہے۔ تو وہ مطمئن رہیں گے"۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدگی سے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔ میں سمجھ گیا ہوں۔ میں سر سلطان سے بات کر کے انہیں سمجھا دیتا ہوں"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"لیکن ان دھماکوں کا مطلب ہے کہ تم جیگر اور اس جابر کو کور نہیں کر سکے"۔۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ یس سر۔ جیگر کو کور کر لیا گیا تھا۔ لیکن اس نے راستے میں ہی زہریلا کیپسول چبا کر خودکشی کر لی۔ اس لئے جابر کا پتہ نہیں

چل سکا۔ میں نے ممبرز کے ذریعے کمرشل مارکیٹس کو بھی چیک کرانے کی کوشش کی تھی۔ لیکن گرین کمرشل مارکیٹ کا تو میرے ذہن میں آئیڈیا بھی نہ تھا۔۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اچھا۔ اب تم میری بات غور سے سن لو۔ پرنس پلازہ میں اعجاز کی مکمل نگرانی کراؤ۔ اس کا ٹیلی فون بھی چیک ہونا چاہئے۔ میں ابھی اس سے مل کر آیا ہوں۔ اس کے ذریعے میں نے کچھ کلیو حاصل کر لئے ہیں۔ پہلے میرا پروگرام تھا کہ اعجاز کا خاتمہ کر دوں گا لیکن اب میں نے سوچا ہے کہ اعجاز شاید آئندہ بھی کام دے۔ اس لئے میں نے فی الحال اُسے چھوڑ دیا ہے۔ لیکن اس کی مکمل نگرانی کی اشد ضرورت ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ میں ابھی احکامات دے دیتا ہوں" بلیک زیرو نے جواب دیا۔ اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا کر رابطہ ختم کیا۔ اور پھر سے ڈال کر دوبارہ ٹائیگر کے نمبر ڈائل کئے۔

"یس"۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں"۔۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس باس"۔۔۔۔ ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹاپ مین کو جانتے ہو"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"ٹاپ مین۔۔۔۔ اوہ۔ یس باس۔ گولڈن بار کے جیکی کو اکثر اسی نام سے پکارا جاتا ہے"۔۔۔۔ ٹائیگر نے فوراً ہی جواب دیا۔

"گڈ ـــــ تم نے ٹاپ مین کی مکمل نگرانی کرنی ہے۔ مجرموں نے اس کے ذریعے کوئی اہم کام لینا ہے۔ اُسے آدمی کلکٹ کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔ تم نے اس کی اس طرح نگرانی کرنی ہے کہ اُسے بالکل پتہ نہ چلے۔ اور اصل مشن بھی سامنے آجائے کہ مجرم اس سے کیا کام لینا چاہتے ہیں" ـــــ عمران نے اُسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس ـــــ میں کروں گا" ـــــ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور عمران نے او۔کے کہہ کر رسیور رکھا اور پھر بوتھ سے نکل کر کار میں بیٹھا۔ اور دوسرے لمحے کار تیزی سے گارڈن ہاؤسنز کی طرف بڑھ گئی۔ گارڈن ہاؤسنز شہر کے شمالی حصے میں ایک نئی کالونی تھی۔ چونکہ عمران اس وقت اس سے خاصے فاصلے پر تھا۔ اس لئے گارڈن ہاؤسنز کے ایریے میں داخل ہونے تک اُسے طویل چکر کاٹ کر جانا پڑا۔ لیکن جیسے ہی وہ گارڈن ہاؤسنز میں داخل ہوا۔ وہاں پولیس کی گاڑیوں اور ایمبولینس کاروں کو حرکت میں دیکھ کر وہ چونک پڑا۔ عمران نے کار ایک کیفے کے سامنے روک دی۔ کیونکہ آگے پولیس نے ناکہ بندی کر رکھی تھی۔ عمران کار سے نیچے اترا۔ تو اُسی لمحے دو افراد آپس میں باتیں کرتے ہوئے کیفے میں داخل ہونے کے لئے اس کے قریب سے گزرنے لگے۔

"جناب۔ یہ پولیس یہاں کیوں موجود ہے" ـــــ عمران نے

ان سے مخاطب ہو کر اس طرح پوچھا جیسے عام راہگیر تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر پوچھتے ہیں۔

"وہی دھماکے۔ نجانے اس ملک کا کیا ہوگا۔ یہاں تو نہ کمرشل مارکیٹیں بچی ہیں اور نہ لوگوں کے گھر۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے یہاں کی ایک کوٹھی میں دھماکہ ہوا ہے۔ پوری کوٹھی تباہ ہو گئی ہے" ایک آدمی نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"کوٹھی میں دھماکہ ـــــ کونسی کوٹھی میں" ـــــ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"کسی ڈاکٹر صدیقی کی کوٹھی بتا رہے ہیں۔ ڈاکٹر صدیقی صاحب تو ملک سے باہر ہیں ان کے ملازم وغیرہ رہتے تھے اس کوٹھی میں" ـــــ دوسرے آدمی نے کہا۔ اور عمران نے سر ہلا دیا۔ اور وہ دونوں کیفے میں داخل ہو گئے۔

عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اس کا مطلب تھا کہ ماسٹر بہت ہوشیار اور چالاک آدمی ہے۔ عمران کار میں بیٹھا اور اس نے کار واپس موڑ لی۔ اب اُسے اعجاز کی بھی فکر لگ گئی تھی۔ اس نے کافی آگے جا کر ایک بار پھر کار ایک پبلک بوتھ کے سامنے روکی اور نیچے اتر کر اس نے انکوائری آپریٹر سے پرنس پلازہ میں اعجاز انٹرپرائزز کے فون نمبر معلوم کئے۔ یہ نمبرز پلازہ کی مین ایکس چینج کے ساتھ منسلک تھے۔ عمران نے ایکس چینج کے نمبر ڈائل کئے اور وہاں سے آپریٹر کے بولتے ہی اس نے اعجاز انٹرپرائزز کے مالک اعجاز سے بات کرنے

کی خواہش ظاہر کی۔

"اوہ جناب وہ تو ابھی چند منٹ پہلے ہلاک ہو گئے ہیں۔ ان کے دفتر میں بم کا دھماکہ ہوا ہے۔ خاصا جانی نقصان ہوا ہے" دوسری طرف سے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"اوہ۔ کب کی بات ہے" —— عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ابھی پانچ چھ منٹ پہلے جناب۔ اب پولیس وہاں کارروائی کر رہی ہے۔ آپ کون صاحب ہیں اور کہاں سے بول رہے ہیں" آپریٹر نے چونک کر پوچھا۔

"میں گریٹ لینڈ سے بول رہا ہوں" —— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا اور بوتھ سے باہر آ گیا۔ ماسٹر اس کی توقع سے بھی کہیں زیادہ تیز ثابت ہو رہا تھا۔ وہ انتہائی تیز رفتاری سے ہر وہ آثار مٹاتا جا رہا تھا۔ جس سے اس کے متعلق کوئی کلیو ملتا تھا۔ اور اب اُسے یقین تھا کہ گولڈن بار کا جیکی بھی ٹائیگر کو زندہ نہ ملے گا۔ چنانچہ اس نے کار واپس دانش منزل کی طرف موڑ دی۔ وہ اب اطمینان سے بیٹھ کر اس ماسٹر کو بل سے باہر نکالنے کی کوئی جامع منصوبہ بندی کرنا چاہتا تھا۔

ختم شد

عمران سیریز
الرٹ کیمپ
مظہر کلیم ایم اے

چند باتیں

معزز قارئین! اسلام مسنون۔ "الرٹ کیمپ" کا دوسرا حصہ آپ یقیناً بے چینی سے پڑھنا چاہتے ہوں گے لیکن اس سے پہلے اگر آپ اپنے چند خطوط بھی پڑھ لیں تو یقیناً دوسرا حصہ پڑھنے کا لطف دوبالا ہو جائے گا۔

ٹنڈو آدم سندھ سے ملک طاہر تیموری صاحب لکھتے ہیں۔ گولڈن سینڈز میں فیاض ناول کے آخر میں چیک بک نکال کر چیک لکھتا ہے جب کہ پہلے اس کے تقریباً سارے کپڑے جل چکے ہوتے ہیں۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آئی۔

ملک طاہر تیموری صاحب! اگر آپ فیاض کی فطرت کو اچھی طرح سمجھتے ہیں تو پھر سمجھ میں نہ آنے والی کوئی بات نہیں رہتی۔ جو چمڑی جائے مگر دمڑی نہ جائے والی فطرت رکھتا ہو۔ اس کے تقریباً نہیں بلکہ سارے ہی کپڑے جل جائیں کم از کم چیک بک نہیں جل سکتی۔ ویسے بھی فیاض جیسا آدمی چیک بک اپنے کپڑوں میں کہاں رکھتا ہو گا۔ آپ بہتر سمجھ سکتے ہیں اس لئے تقریباً سارے کپڑے جل جانے کے باوجود چیک بک کا محفوظ رہنا سمجھ میں آ جانا چاہیئے۔

جھنگ سے رانا محمد ایاز صاحب لکھتے ہیں۔ عمران نے ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی تک تعلیم حاصل کی ہے۔ غور کریں تو ایم۔ ایس۔ سی کیلئے کم از کم عمر چوبیس سال ہوتی ہے۔ ڈی۔ ایس۔ سی کرنے کے لئے مزید چار سال۔ اس طرح جب اس نے تعلیم مکمل کی تو اس کی عمر کم از کم اٹھائیس سال ہو گی۔ سیکرٹ ایجنٹ بننے کے لئے کم از کم چار سال کی ٹریننگ تو لازمی ہوتی ہو گی اس طرح اس کی عمر ہوئی بتیس سال۔ پھر اُسے ایکسٹو بننے کے لئے کم از کم

چار پانچ سال اور لگ گئے ہوں گے۔ یعنی جب وہ ایکسٹو بنا ہوگا تو اس کی عمر کم از کم چھتیس سال ضرور ہوگی اور ہم گذشتہ اٹھارہ سالوں سے اس کے کارنامے مسلسل پڑھتے آرہے ہیں اس لحاظ سے اس وقت اس کی عمر لازماً ساٹھ سال کے قریب ہوگی اور آپ اب بھی اُسے نوجوان لکھتے ہیں جب کہ پاکستان میں اوسط عمر ہی ساٹھ سال ہے۔

رانا محمد ایاز صاحب! آپ نے واقعی دلچسپ حساب کتاب کیا ہے لیکن شاید آپ کو معلوم نہیں کہ گھوڑا اور مرد کبھی بوڑھا نہیں ہوتا۔ ویسے بھی بڑھاپے کا تعلق عمر سے نہیں ہوتا بلکہ خیالات اور جذبات سے ہوتا ہے اور عمران کے خیالات اور جذبات آپ مجھ سے بھی زیادہ بہتر طور پر جانتے ہونگے۔

لاہور، فیض باغ سے خالد لطیف صاحب لکھتے ہیں۔ گولڈن سینڈ میں عمران نے فیاض کو اپنا خون پلا کر اس کی جان تو بچالی۔ لیکن اگر فیاض کو خون پینے کی عادت پڑ گئی تو ــــــــ؟

خالد لطیف صاحب! آپ فکر نہ کریں۔ فیاض نے عمران کا خون پیا ہے اور عمران کا خون پینے کے بعد یقیناً اُسے کسی اور کا خون پسند نہ آئے گا اور اس بار تو عمران نے خود مرضی سے اُسے خون پلا دیا ہے لیکن جب فیاض اپنی مرضی سے پینا چاہے گا تو پھر کیا نتیجہ نکل سکتا ہے۔ یہ آپ بہتر سمجھ سکتے ہیں۔

شہر کا نام لکھے بغیر محمد انور صاحب نے لکھا ہے۔ "کیا عمران اور سیکرٹ سروس کے ارکان کے سر اتنے کچے ہیں کہ جب بھی ان کے سر پر ریوالور کا دستہ مارا جاتا ہے وہ بیہوش ہو جاتے ہیں حالانکہ ایک بار میرے سر پر لوہے کا راڈ مارا گیا لیکن میں تو بیہوش نہیں ہوا۔"

محمد انور صاحب! کاش آپ شہر کا نام لکھ دیتے تو کم از کم ہمیں اتنا تو معلوم ہو جاتا کہ کس شہر میں ملاوٹ کا فن اس قدر عروج پر پہنچ چکا ہے کہ لوہے میں ربڑ یا فوم کی ملاوٹ ہونے لگ گئی ہے اور ملاوٹ بھی ایسی کہ بظاہر لوہے کا راڈ نظر آنے والا دراصل فوم کا بنا ہوا ہوتا ہے۔

ڈیرہ اسماعیل خان محلہ قصاباں سے محمد فاروق صاحب لکھتے ہیں۔ گولڈن سینڈ بیحد پسند آیا ہے لیکن ایک جگہ بڑی اُلجھی ہوئی ہے کہ عمران جب کلثوم کو لے کر صحرا میں داخل ہوتا ہے تو وہ میک اپ میں ہوتی ہے لیکن ساتھ ہی آپ نے لکھا ہے کہ عمران کلثوم کو ساتھ اس لئے لے گیا تھا کہ اس کی وجہ سے انہیں چیک پوسٹ پر نہ روکا جائے۔

محمد فاروق صاحب! ناول کی پسندیدگی کا بیحد شکریہ۔ آپ اگر آگے کی چند سطور غور سے پڑھ لیں تو آپ کی اُلجھن دور ہو جائے گی ان میں درج ہے کہ "صحرا میں کافی اندر آنے کے بعد چیکنگ پوسٹ والا چکر ختم ہو گیا تو عمران نے کلثوم کے چہرے پر میک اپ کر دیا۔"

شہر کا نام لکھے بغیر فرخ سلیم صندل صاحب نے لکھا ہے۔ آپکے ناولوں میں گھٹیا رومانس اور سیکس نہیں ہوتا۔ اس لئے آپ کے ناول بیحد معیاری ہوتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ اپنا معیار اسی طرح قائم رکھیں گے۔

فرخ سلیم صندل صاحب! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے میرے لئے ان جذبات کا اظہار کیا ہے انشاءاللہ میں بھی ہمیشہ آپکے جذبات کی ترجمانی کرتا رہونگا۔

چچکسی، تحصیل کبیر والا سے غلام رسول چوہدری صاحب لکھتے ہیں: آپ کے ناول مجھے بے حد پسند ہیں اور خاص طور پر اس لئے کہ ان کے پڑھنے سے میری اُردو اور جنرل نالج بہتر ہوتی ہے۔

غلام رسول چوہدری صاحب! خط لکھنے کا بے حد شکریہ! شکر ہے کہ معاملہ اُردو اور جنرل نالج تک ہی محدود رہ گیا ہے اور آپ نے ریاضی کا نام نہیں لیا۔ ورنہ یقیناً آپ چھ کے بعد سات، اور سات کے بعد آٹھ گنتی کی تلاش میں نکل پڑتے۔ بہرحال ناولوں کی پسندیدگی کے لئے بیحد مشکور ہوں۔

راولپنڈی سے محمد شکیل، محمد اکرم صاحبان لکھتے ہیں۔ آپ نے ابھی تک زیرو لینڈ پر قلم نہیں اٹھایا۔ ہماری درخواست ہے کہ آپ زیرو لینڈ پر ضرور لکھیں کیونکہ اس وقت آپ ہی ایسے مصنف ہیں جو زیرو لینڈ پر لکھنے کا حق ادا کر سکتے ہیں۔"

محمد شکیل، محمد اکرم صاحبان! تعریف کا شکریہ۔ زیرو لینڈ والے شاید عمران سے ناراض ہیں کہ اس کے ملک کا رُخ ہی نہیں کر رہے۔ جیسے ہی ان کی ناراضگی دُور ہوتی، آپ کی خواہش پوری ہو جائے گی۔ انشاءاللہ۔

فیصل آباد سے محمد آصف صاحب لکھتے ہیں۔ آپ کے ناولوں سے ہمارے جذبہ حُب الوطنی کو بیحد تقویت ملتی ہے اور یہ آپ کے ناول پڑھنے کا ہی اثر ہے کہ ہم سب دوست باقاعدہ ایک ٹیم بنا کر سیلاب زدگان کی امداد کے لئے دن رات کام کر رہے ہیں۔"

محمد آصف صاحب! آپ کا خط پڑھ کر مجھے ذاتی طور پر بیحد مسرت ہوئی ہے اور مجھے یقین ہے کہ میرے قارئین ملک و قوم کے ہر کٹھن وقت میں اسی طرح بے لوث خدمت کر کے اپنی حُب الوطنی کا ثبوت دیتے رہیں گے کیونکہ یہ ہم سب کا فرض ہے اور اپنا فرض نبھانے والے ہمیشہ سُرخرو رہتے ہیں۔"

اب اجازت دیجئے۔

والسّلام

مظہر کلیم ایم۔ اے

"واقعی مجھ سے حماقت ہو گئی ہے۔ مجھے عمران کو زندہ نہ چھوڑنا چاہیئے تھا۔ بہرحال اب اس کی موت یقینی ہو گئی ہے" ماسٹر نے کمرے میں ٹہلتے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔ اُسی لمحے دروازے پہ دستک ہوئی۔

"یس ۔۔۔۔ کم ان" ۔۔۔۔ ماسٹر نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک غیر ملکی نوجوان اندر داخل ہوا۔

"کم ان ٹاشر" ۔۔۔۔ ماسٹر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اور میز کے پیچھے رکھی ہوئی اونچی نشست کی کرسی پہ بیٹھ گیا۔

نوجوان ٹاشر مؤدبانہ انداز میں آگے بڑھتے ہوئے میز کی دوسری سائیڈ پر موجود کرسیوں کے پاس کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھو" ۔۔۔۔ ماسٹر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اور

ٹاشر سر ہلاتا ہوا ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"نمبر ون باس نے ایک انتہائی اہم ترین مشن ہمارے ذمے لگایا ہے۔ پہلے میں نے سوچا تھا کہ یہاں کے مقامی آدمیوں کو استعمال کروں گا۔ لیکن اب حالات اتنی تیزی سے بدل گئے ہیں کہ میں نے اپنا ارادہ بدل دیا ہے۔ اب یہ مشن ہمارا خصوصی گروپ ہی سرانجام دے گا"——— ماسٹر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"جو حکم باس——— ہم تو ہر وقت تیار ہیں"——— ٹاشر نے جواب دیا۔

"لیکن اس مشن میں ایک الجھن ہے۔ کہ ہمیں اپ لینڈ کے باشندوں کا میک اپ۔ ان کی زبان۔ ان کا لہجہ اختیار کرنا ہوگا۔ اس لئے میں نے ٹاپ مین سے بات کی تھی۔ لیکن وہ نظروں میں آگیا تھا۔ اس لئے مجھے فوراً اس کا خاتمہ کرنا پڑا۔ کیا ہمارے گروپ میں کم از کم چھ افراد ایسے تیار ہو سکتے ہیں جو یہ رول نبھا سکیں" ماسٹر نے کہا۔

"باس۔ چھ تو نہیں البتہ مجھ سمیت چار ایسے آدمی تو ہیں جو ان کے ہی لہجے میں ان کی زبان بھی روانی سے بول لیتے ہیں اور وہ اپ لینڈ میں ان کے میک اپ میں کام بھی کرتے رہے ہیں مشن آکٹوپس کے دوران جناب"——— ٹاشر نے جواب دیا۔

"اوہ ہاں۔ اب مجھے یاد آگیا۔ تمہارا گروپ اپ لینڈ میں کام کرتا رہا ہے۔ ویری گڈ۔ مجھ سمیت، پانچ ہو گئے۔ بس اتنے ہی کافی ہیں"——— ماسٹر نے چونک کر قدرے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ویسے اگر آپ چاہیں تو اس ٹائپ کے آدمیوں کا باہر سے بندوبست کیا جا سکتا ہے"——— ٹاشر نے کہا۔

"اوہ۔ نو۔ پہلے تو شاید میں اس پر تیار ہو جاتا لیکن اب نہیں" ماسٹر نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"جیسے حکم سر۔ ہمیں کیا کرنا ہوگا سر۔ کیا ان کے میک اپ میں دھماکے کرنے ہوں گے"——— ٹاشر نے کہا۔

"نہیں۔ دھماکوں کے لئے اور لوگ بہت ہیں۔ ہم نے ایک خصوصی مشن پر کام کرنا ہے۔ اور موجودہ حالت میں یہ مشن اور زیادہ مشکل ہو گیا ہے۔ یہ عمران ہماری لائن پر لگ گیا ہے۔ میرا تو جی چاہتا ہے کہ مشن سے پہلے اس عمران سے دو ہاتھ کر لوں۔ لیکن مشن اس قدر اہم ہے کہ مجھے اسے نظر انداز کرنا پڑ رہا ہے۔ بہرحال مشن کی تکمیل کے بعد اس کا خاتمہ یقینی ہے"——— ماسٹر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"سر——— آپ مجھے حکم دیں۔ میں اس کا خاتمہ کر دیتا ہوں" ٹاشر نے فوراً ہی اپنی خدمات پیش کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں وہ تمہارے بس کا نہیں ہے ٹاشر۔ مجھے معلوم ہے کہ ایسے معاملات میں تمہاری کارکردگی عروج پر ہے۔ لیکن یہ علی عمران کچھ اور قسم کا آدمی ہے۔ اب دیکھو۔ حالانکہ میں اپنے پیچھے

کوئی کلیو چھوڑنے کا عادی نہیں ہوں ۔ لیکن پھر بھی وہ بھوت کی طرح
میرے پیچھے لگ گیا ہو۔ اس نے نہ صرف اعجاز کو ٹریس کر لیا ۔
بلکہ اس نے اعجاز کو ہینڈل بھی کر لیا ۔ اور اس نے انتہائی حماقت
آمیز انداز میں الفرڈ ہاؤس اور ٹاپ مین دونوں کا کلیو اُسے دے
دیا ۔ وہ تو میں نے حفظ ماتقدم کے طور پر اعجاز کے دفتر میں خفیہ
وائرلیس ٹیپ ایڈجسٹ کیا ہوا تھا ۔ جس کی وجہ سے مجھے ساری حقیقت
کا پتہ چل گیا ۔ اور میں نے فوری طور پر اعجاز ۔ ٹاپ مین اور الفرڈ ہاؤس
سب کچھ تباہ کر کے اس کا راستہ روک دیا ۔ ورنہ الفرڈ ہاؤس پہنچنے
کے بعد وہ میرے لئے انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتا تھا "
ماسٹر نے تیز تیز لہجے میں کہا ۔

" اوہ باس ۔ اگر وہ ایسا آدمی ہے تو پھر مشن سے پہلے اس کا
خاتمہ انتہائی ضروری ہے ۔ جیگر کو بھی اغوا کر لیا گیا تھا ۔ لیکن ہیڈ کوارٹر
کو فوری اطلاع مل گئی اور جیگر کے دانت میں موجود زہریلے کیپسول
کو آپریٹ کر کے اس کا خاتمہ کر دیا گیا ۔ ورنہ شاید جابر والا پورا
سلسلہ بھی سامنے آ جاتا " ——— ٹاشر نے کہا ۔

" کیا ——— کیا کہہ رہے ہو ۔ کون جیگر ۔ وہ بلیو ڈریگون بار والا "
ماسٹر نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا ۔

" اوہ باس ۔ آپ کو رپورٹ نہیں ملی ۔ میں نے تو آپ کے
خصوصی ریکارڈ میں رپورٹ ٹیپ کرا دی تھی " ——— ٹاشر نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

" اچھا ۔ مجھے ابھی سپیشل ریکارڈ سننے کا موقع ہی نہیں ملا ۔ کیا ہوا

تھا تفصیل بتاؤ " ——— ماسٹر نے چونک کر کہا ۔

" جابر کے ذمہ آپ نے کمرشل مارکیٹس میں دھماکے کا مشن لگایا
تھا ۔ جیگر جابر کا رائٹ ہینڈ ہے ۔ اور جیگر کی مدد سے ہی جابر کاروائی
کرتا ہے ۔ لیکن اس بار جابر نے بجائے جیگر کے آدمیوں کو آگے
بڑھانے کے اپنے خاص گروپ کو آگے بڑھایا ۔ اور گرین کمرشل
مارکیٹس میں دھماکوں کی منصوبہ بندی کر لی ۔ لیکن پھر اطلاع ملی کہ جیگر کو
اس کی بار سے زبردستی اغوا کر لیا گیا ہے ۔ اور اغوا کرتے وقت
اغوا کنندگان نے جابر کا نام بھی لیا تھا ۔ اس پر میں نے فوری کاروائی
کی اور جیگر کے دانتوں میں موجود زہریلے کیپسول کے ایمرجنسی وائرلیس
کو آن کر دیا ۔ اس طرح جیگر اغوا ہونے کے فوراً بعد ہی ختم ہو گیا ۔
ورنہ اگر جیگر زندہ ان کے ہاتھ لگ جاتا تو یقیناً جابر اور اس کا پورا گروپ
حکومت کی نظروں میں آ جاتا ۔ میں نے تو یہی سمجھا تھا کہ یہ انٹیلی جنس
کی کاروائی ہے ۔ لیکن انٹیلی جنس میں اپنے مخصوص آدمیوں سے
معلوم ہوا ہے کہ انٹیلی جنس نے ایسی کوئی کاروائی نہیں کی ۔ اب
آپ کی بات سن کر مجھے یقین ہو گیا ہے کہ یہ کاروائی یقیناً اس
علی عمران کے آدمیوں کی ہی ہو گی " ——— ٹاشر نے کہا ۔

" اوہ ۔ یہ تو بہت خطرناک معاملہ ہے ۔ اس کا مطلب ہے کہ ایسٹرن
اسکوائر میں ہونے والی میٹنگ کے متعلق ان لوگوں کو تفصیلات مل
گئی ہیں ۔ ورنہ وہ کبھی اس طرح جابر کو تلاش کرنے کے لئے جیگر
پر ہاتھ نہ ڈالتے " ——— ماسٹر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا ۔

" یس باس ——— میرا بھی یہی خیال تھا اس لئے میں نے جابر اور

دوسرے ایریا کے تمام انچارجز کو فوری طور پر انڈر گراؤنڈ چلے جانے کے احکامات دے دیئے ہیں" ـــــ ٹاشر نے جواب دیا۔

" اوہ نہیں۔ صرف رسمی انڈر گراؤنڈ بھیجنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اگر یہ کارروائی واقعی عمران یا اس کے ساتھیوں کی ہے۔ تو پھر یقیناً سیکرٹ سروس ہمارے خلاف پوری طرح حرکت میں آچکی ہے۔ ان سب کا فوری خاتمہ ضروری ہے" ـــــ ماسٹر نے تیز لہجے میں کہا۔

" پاکیشیا سیکرٹ سروس ـــــ نہیں باس۔ میں نے تسلی کر لی ہے۔ دھماکوں کا کیس انٹیلی جنس کے پاس ہی ہے۔ سیکرٹ سروس کو ریفر نہیں ہوا۔ سنٹرل سیکرٹریٹ میں ہمارے آدمیوں نے خاص طور پر اس کی رپورٹ کی ہے" ـــــ ٹاشر نے کہا۔

" ہوسکتا ہے۔ انہوں نے باقاعدہ کیس نہ لیا ہو۔ لیکن اگر یہ کارروائی انٹیلی جنس کی نہیں ہے تو پھر یقیناً سیکرٹ سروس کی ہوگی۔ اب ہمیں بے حد محتاط رہنا ہوگا۔ اگر یہ مین مشن سامنے نہ آجاتا تو میں یقیناً پوری قوت عمران اور سیکرٹ سروس کے خلاف جھونک دیتا۔ لیکن اب ہمیں ہر قیمت پر اس مشن تک مکمل طور پر کیموفلاج ہونا پڑے گا۔ ورنہ ہماری معمولی سی غفلت سے یہ مشن اوپن ہو جائے گا۔ تم تمام ایریا کے انچارجز کے فوری خاتمے کے احکامات جاری کر دو۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے خاص گروپ کو مکمل طور پر کیموفلاج کر دو۔ زیرو ہیڈ کوارٹر سے فوراً شفٹ ہو کر بس ہیڈ کوارٹر میں چلے جاؤ۔ میں بھی اب ایک انتہائی خفیہ مقام پر رہوں گا۔ اور لانگ سرکل کا چارج تم مین مشن کی تکمیل تک لانسر کے سپرد کر دو۔ وہ خود اپنی مرضی سے کارروائیاں کرتا رہے گا۔ لیکن اُسے تمہارے گروپ اور میرے متعلق کوئی معلومات نہیں ہونی چاہیئے" ـــــ ماسٹر نے تیز تیز لہجے میں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے باس۔ میں سمجھ گیا۔ لیکن یہ مشن کب شروع ہو گا۔ اور اس کی تفصیلات کیا ہیں" ـــــ ٹاشر نے پوچھا۔

" تفصیلات تو مجھے بھی معلوم نہیں ہیں۔ نمبر ون تفصیلات مہیا کرے گا۔ بہر حال یہ مشن ابھی چند روز بعد ہی سامنے آئے گا۔ میں اس دوران ابتدائی تحقیقات مکمل کر لوں گا۔ تم بہر حال ان چار آدمیوں کو تیار کر لو۔ کسی بھی وقت مین مشن پر کام شروع ہوسکتا ہے" ـــــ ماسٹر نے کہا۔

" یس باس ـــــ ٹھیک ہے" ـــــ ٹاشر نے کہا۔

" او۔کے ـــــ اب تم جا سکتے ہو۔ اور سنو۔ اب تمہارا اور میرا رابطہ بھی صرف الیون زیرو ڈ ٹرانسمیٹر پر ہوگا۔ ویسے نہیں" ماسٹر نے کہا۔

" یس باس" ـــــ ٹاشر نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اور ماسٹر نے اشارے سے اُسے جانے کی اجازت دی اور وہ تیزی سے مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

" پاکیشیا کی تباہی کا مشن مکمل ہو جائے گا عمران اس کے بعد

اگر تم بچ گئے تو پھر میں تمہیں بتاؤں گا کہ ماسٹر تمہارے جسم سے روح کیسے باہر نکالتا ہے" ——— ماسٹر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا ۔

خاور اور صدیقی لنچ کر کے ہوٹل آرام باغ کے مین ہال سے باہر نکل ہی رہے تھے کہ اچانک دو آدمی انتہائی تیز رفتاری سے ان دونوں کی سائیڈوں سے نکلتے ہوئے باہر کو لپکے اور ابھی وہ دونوں چونک کر انہیں دیکھ ہی رہے تھے کہ وہ دونوں دوڑتے ہوئے ایک سائیڈ پہ کھڑی سبز رنگ کی ٹویوٹا کار میں اس طرح سوار ہو گئے جیسے ان کے پیچھے طوفان آ رہا ہو ۔

"یہ کیا چکر ہے" ——— صدیقی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا ۔ لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا ۔ ہال میں کسی کے چیخنے کی آواز سنائی دی ۔ کوئی چیخ چیخ کر قتل کی بات کر رہا تھا ۔ سبز کار آندھی اور طوفان کی طرح دوڑتی ہوئی آگے بڑھ گئی تھی ۔

"قتل ——— کس کا قتل" ——— خاور نے چونک کر کہا ۔ اور تیزی سے واپس ہال کی طرف مڑ گیا ۔ ہال میں افراتفری سی مچی ہوئی تھی ۔ اور ویٹرز اور کاؤنٹر مین ایک راہداری میں دوڑے جا رہے تھے ۔ خاور اور صدیقی بھی ان کے پیچھے دوڑ پڑے ۔ ہال میں موجود باقی افراد افراتفری کے عالم میں مین گیٹ کی طرف دوڑے جا رہے تھے ۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی خاص واقعہ ہو گیا ہو ۔

"کیا ہوا ——— کس کا قتل ہوا ہے" ——— خاور نے ایک بوڑھے سے ویٹر کا بازو پکڑ کر پوچھا ۔

"سردار آصف کا ۔ ہوٹل کے مالک کا ۔ ان کے دفتر میں انہیں گولی مار دی گئی ہے" ——— اس بوڑھے ویٹر نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا ۔

"سردار آصف ۔ اوہ" ——— خاور نے یک لخت چونک کر کہا ۔ اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھ گیا ۔ تمام لوگ راہداری کے اختتام پر ایک کمرے کے کھلے دروازے میں جا رہے تھے ۔

"ہٹ جاؤ ۔ میرا تعلق خفیہ پولیس سے ہے" ——— خاور نے چیخ کر کہا ۔ اور دروازے کے سامنے موجود ویٹرز خفیہ پولیس کا نام سنتے ہی تیزی سے ادھر ادھر ہو گئے اور خاور اور صدیقی اندر داخل ہو گئے ۔ یہ دفتر کے انداز میں سجا ہوا کمرہ تھا ۔ جس کی میز کے پیچھے کرسی پر ایک آدمی کی لاش پڑی تھی ۔ اس کا سینہ گولیوں

سے چھلنی ہو رہا تھا۔

"اوہ ——— یہ واقعی سردار آصف ہے۔ اوہ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ یہ اس ہوٹل کا مالک ہے" ——— خاور نے لاش کو دیکھتے ہوئے کہا۔ ایک آدمی لاش پر جھکا ہوا تھا۔ وہ تیزی سے لاش کی جیبوں کی تلاشی لینے میں مصروف تھا۔

"یہ ٹاشر گروپ کا کام ہے۔ جیکسن کو میں پہچانتا ہوں۔ لیکن وہ تو......" ——— لاش پر جھکے ہوئے آدمی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ لیکن وہ فقرہ مکمل کرنے کی بجائے یک لخت سیدھا ہوگیا۔ شاید اُسے خاور کی اپنے اوپر موجودگی کا احساس ہوگیا تھا۔

"آپ ——— آپ کون ہیں۔ پلیز باہر چلے جائیں۔ یہاں قتل ہوگیا ہے" ——— اس آدمی نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

"میرا تعلق خفیہ پولیس سے ہے" ——— خاور نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔ اور خفیہ پولیس کا نام سن کر وہ آدمی بُری طرح اچھل پڑا۔

"اوہ اوہ۔ سر۔ میں ہوٹل کا منیجر ہوں۔ یہ ہوٹل کے مالک سردار آصف ہیں۔ کسی نے انہیں گولی مار دی ہے۔ میں پولیس کو رپورٹ کرتا ہوں" ——— اس آدمی نے تیزی سے دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"ہاں ——— ضرور کرو" ——— خاور نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ صدیقی کو اشارہ کر کے اس کے پیچھے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

منیجر کمرے سے نکل کر تیزی سے کاؤنٹر کی طرف بڑھتا گیا۔

اس کے چہرے پر زلزلے کے آثار تھے۔ کاؤنٹر پر پہنچ کر اس نے انتہائی پھرتی سے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے اور پھر چند لمحوں بعد وہ واقعی سردار آصف کے قتل کی رپورٹ درج کرا رہا تھا۔

"کس نے قتل کیا ہے سردار آصف کو" ——— منیجر کے رسیور رکھتے ہی خاور نے اس سے پوچھا۔

"معلوم نہیں جناب۔ ایک ویٹر اندر گیا تو سردار آصف مردہ پڑے تھے۔ اس نے باہر آکر چیخ کر سب کو بتایا۔ اتفاق سے میں کاؤنٹر پر موجود تھا۔ اس لئے میں اندر پہنچ گیا۔ ورنہ میرا دفتر تو اوپر والی منزل پر ہے" ——— منیجر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"پولیس کے آنے تک آپ دفتر میں ہمارے ساتھ چلیں۔ ہم آپ سے کچھ پوچھنا چاہتے ہیں" ——— خاور نے کہا۔

"اوہ جناب۔ [illegible] لیکن خیال رکھنا [illegible] ہے" ——— منیجر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے [illegible] خودکشی نہ کرلے" ——— ایکسٹو نے کہا۔

"میں کہتا ہے سر۔ میں اسے بے ہوش کر دوں گا" [illegible] ہوگیا۔ [illegible] نے کہا۔ اور ایکسٹو نے او۔ کے کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

[illegible] ور نے بھی رسیور رکھا اور صدیقی کی طرف مڑ گیا۔

"میرا خیال ہے ہمیں میک اپ کر لینا چاہیئے۔ ہو سکتا ہے کہ مجرموں کے آدمی وہاں نگرانی کر رہے ہوں۔ وہ پہلے بھی ہمیں دیکھ چکے ہیں" ——— خاور نے صدیقی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے ——— میں اپنے فلیٹ سے تیار ہو کر آتا

کے ساتھ دوڑتا ہوا ہال میں داخل ہوا۔ اور منیجر تیزی سے ان کی طرف
لپک گیا۔ وہ انہیں اس راہداری میں لے گیا۔ جہاں سردار آصف
کی لاش پڑی تھی۔

"صدیقی میرے ساتھ آؤ" ـــــــ خاور نے کہا۔ اور پھر تیزی
سے بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ چونکہ پولیس آفیسر نے کسی کو
روکنے کا حکم جاری نہ کیا تھا۔ اس لئے وہ دونوں آسانی سے
مین گیٹ کراس کر کے باہر آ گئے۔

"کیا تم سردار آصف کو جانتے ہو" ـــــــ صدیقی نے باہر
نکلتے ہی پوچھا۔

"ہاں" ـــــــ خاور نے کہا۔ اور پھر اس نے مختصر لفظوں میں
ایسٹرن اسکوائر میں ہونے والی میٹنگ کی بابت بتاتے ہوئے
صدیقی کو بتایا۔ کہ سردار آصف بھی اس میٹنگ میں موجود تھا۔
یہ بھی کسی ایم پے کا انچارج ہے پتیس کا نام سن کر وہ کو جانتا نہ تھا۔ اور اب
ہم بڑبڑاہٹ سن لی

"اوہ اوہ۔ سر۔ میں ہوٹل کا منیجر ہوں۔ یہ ہو ٹل
آصف ہیں۔ کسی نے انہیں گولی مار دی ہے۔ میں پ ہار اور صدیقی
کرتا ہوں" ـــــــ اس آدمی نے تیزی سے دروازے وہاں
مڑتے ہوئے کہا۔

"ہاں ـــــــ ضرور کرو" ـــــــ خاور نے سر ہلاتے ہوئے
کہا۔ اور پھر وہ صدیقی کو اشارہ کر کے اس کے پیچھے بیرونی
دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

منیجر کمرے سے نکل کر تیزی سے کاؤنٹر کی طرف بڑھتا گیا۔

خاور نے کہا اور اپنے فلیٹ میں آ کر اس نے رسیور اٹھایا۔ اور
تیزی سے ایکسٹو کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ صدیقی
بھی اس کے ساتھ ہی اندر آ گیا تھا۔

"ایکسٹو" ـــــــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے
ایکسٹو کی آواز سنائی دی۔ اور خاور نے سردار آصف کی اس
میٹنگ میں موجودگی سے لے کر اس کے قتل اور منیجر کی بڑبڑاہٹ
کی تمام تفصیل کی رپورٹ دینی شروع کر دی۔

"اوہ ـــــــ یہ بے حد اہم کلیو ہے۔ تم اس وقت کہاں سے
فون کر رہے ہو" ـــــــ ایکسٹو نے پوچھا۔

"اپنے فلیٹ سے جناب۔ ہوٹل آرام باغ یہاں سے قریب
ہی ہے" ـــــــ خاور نے جواب دیا۔

"تم ایسا کرو کہ اس منیجر کو انتہائی محتاط انداز سے اغوا کر کے
دانش منزل پہنچا دو۔ لیکن خیال رکھنا کہ کہیں یہ بھی جیگر کی طرح زہریلا
کیپسول چبا کر خودکشی نہ کر لے" ـــــــ ایکسٹو نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔ میں اسے بے ہوش کر دوں گا"
خاور نے کہا۔ اور ایکسٹو نے اوکے کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔
خاور نے بھی رسیور رکھا اور صدیقی کی طرف مڑ گیا۔

"میرا خیال ہے ہمیں میک اپ کر لینا چاہیئے۔ ہو سکتا ہے
کہ مجرموں کے آدمی وہاں نگرانی کر رہے ہوں۔ وہ پہلے بھی ہمیں
دیکھ چکے ہیں" ـــــــ خاور نے صدیقی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــــ میں اپنے فلیٹ سے تیار ہو کر آتا

ہوں۔ ابھی تو وہ مینجر پولیس کارروائی میں پھنسا ہوا ہوگا۔ پولیس کے واپس جانے کے بعد ہی اس پہ ہاتھ ڈالا جا سکتا ہے" صدیقی نے جواب دیا اور مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"عمران صاحب۔ ایک اہم کلیو ملا ہے" ——— عمران کے آپریشن روم میں داخل ہوتے ہی بلیک زیرو نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیسا کلیو" ——— عمران نے چونک کر پوچھا۔ اور جواب میں بلیک زیرو نے خاور کی طرف سے دی گئی رپورٹ کی تفصیل بتا دی۔

"ٹاسر گروپ ——— یہ کون سا گروپ ہے۔ نام تو غیر ملکی لگتا ہے" ——— عمران نے کرسی پہ بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اب یہ تو وہی مینجر ہی بتا سکتا ہے" ——— بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ بشرطیکہ وہ زندہ سلامت یہاں تک پہنچ گیا۔ کتنی دیر ہوئی ہے خاور کی کال آتے ہوئے" ——— عمران نے

پوچھا۔

"دس منٹ ہو گئے ہیں" —— بلیک زیرو نے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ آپریشن روم میں مخصوص سیٹی کی آواز گونج اٹھی اور عمران اور بلیک زیرو دونوں چونک پڑے۔ بلیک زیرو نے جلدی سے میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن پریس کیا تو دیوار پر موجود سکرین روشن ہو گئی۔ سکرین پر دانش منزل کے گیٹ کا بیرونی منظر نظر آ رہا تھا۔ جہاں خاور کی کار موجود تھی۔ اور ایک آدمی کال بیل کے قریب کھڑا تھا۔

"یہ خاور ہے۔ ریڈی میڈ میک اپ میں" —— عمران نے سکرین کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اور بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے پھاٹک کھولنے کا بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے سکرین پر پھاٹک کھلتا ہوا نظر آیا۔ اور خاور تیزی سے واپس کار میں بیٹھ گیا۔ اور کار دانش منزل کے اندر داخل ہو گئی۔

"خاور اکیلا لگتا ہے۔ صدیقی ساتھ نہیں ہے" —— بلیک زیرو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"وہ شاید اسے پیچھے سے کور کرنے کے لئے علیحدہ موجود ہو گا" —— عمران نے کہا۔

خاور کی کار برآمدے کے قریب رک چکی تھی۔ اور پھر خاور نے کار میں سے ایک بے ہوش آدمی کو باہر کھینچ کر کاندھے پر ڈالا۔ اور گیسٹ روم کی طرف بڑھ گیا۔ عمران اور بلیک زیرو خاموشی سے اُسے گیسٹ روم کی طرف جاتے دیکھتے رہے۔

"اسے میٹنگ روم میں جانے کا کاشن دے دو۔ میں اس سے مزید تفصیلات پوچھنا چاہتا ہوں" —— عمران نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے ایک اور بٹن دبایا اور پھر میز کے کنارے پر فٹ مائیک میں کہنے لگا۔

"خاور میٹنگ روم میں پہنچ جاؤ" —— بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔ اور بٹن آف کر دیا۔

چند لمحوں بعد خاور گیسٹ روم کا دروازہ لاک کر کے برآمدے سے ہوتا ہوا میٹنگ روم کی طرف بڑھتا نظر آیا۔ جب وہ میٹنگ روم کے دروازے میں داخل ہو گیا۔ تو بلیک زیرو نے میٹنگ روم آن کر دیا۔ اور اب سکرین پر میٹنگ روم کا منظر نظر آنے لگا۔ خاور ایک کرسی پر بیٹھ رہا تھا۔ بلیک زیرو نے میٹنگ روم کا مائیک آن کر کے اُسے عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"ایکسٹو سپیکنگ" —— عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر" —— خاور نے تیزی سے اٹھ کر میٹنگ روم میں نصب مخصوص رسیور کا بٹن آن کرتے ہوئے کہا۔

"اس سردار آصف کے متعلق مزید تفصیلات بتاؤ۔ وہاں ایسٹرن اسکوائر کی میٹنگ سے متعلق" —— عمران نے کہا۔ اور جواب میں خاور نے میٹنگ میں سردار آصف کی موجودگی اور اس کی بات چیت کی تفصیل بتانی شروع کر دی۔

"جو آدمی سردار آصف کو قتل کر کے سبز کار میں گئے تھے ان کے

چلیے" ——— عمران نے پوچھا۔ اور جواب میں خاور نے تفصیل بتا دی۔

"سبز کار کے متعلق تفصیلات" ——— عمران نے پوچھا۔

"سر۔ نئے ماڈل کی ٹویوٹا گاڑی تھی۔ اس پر نمبر پلیٹ تو موجود تھی۔ لیکن اس کے ہندسے واضح نہ تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے اس پر کوئی مخصوص چیز ڈال دی گئی ہو" ——— خاور نے جواب دیا۔

"اس منیجر کے اغوا کرنے میں کوئی پرابلم تو پیش نہیں آیا۔" عمران نے ایک لمحہ خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"نو سر ——— میں اور صدیقی میک اپ میں وہاں گئے۔ پولیس ابھی تک وہاں موجود تھی۔ پولیس کے جانے کے بعد منیجر اپنے دفتر میں جانے کی بجائے ہوٹل سے نکل کر ایک کار میں بیٹھ گیا۔ ہم نے اس کا تعاقب کیا۔ پھر جیسے ہی اس کی کار سپر ہائی وے کے تیسرے ٹرن پر پہنچی۔ ہم نے اُسے روک لیا۔ اس کے بعد اُسے کور کرنے میں کوئی مشکل پیش نہ آئی۔ ریوالور کے دستے کی ایک ہی ضرب نے اُسے بے ہوش کر دیا۔ میں اُسے لے کر یہاں آ گیا۔ صدیقی نے مجھے کور کئے رکھا۔ تاکہ اگر کوئی گڑبڑ ہو تو وہ سنبھال سکے۔ لیکن کوئی گڑبڑ نہیں ہوئی"

خاور نے جواب دیا۔

"اوکے ——— اب تم صدیقی سمیت اپنے فلیٹ پر چلے جاؤ۔ اور وہیں رہو۔ ہو سکتا ہے میں تمہیں دوبارہ کال کر دوں" ——— عمران نے کہا اور مائیک کا بٹن آف کر دیا۔

اور پھر عمران اور بلیک زیرو اس وقت تک خاموش بیٹھے رہے جب تک خاور اپنی کار لے کر دانش منزل سے باہر نہ نکل گیا۔

"میں ذرا اس منیجر سے پوچھ گچھ کر لوں" ——— پھاٹک بند ہوتے ہی عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ لیکن اُسی لمحے میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور بلیک زیرو نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ——— بلیک زیرو نے مخصوص آواز میں کہا۔ اور عمران کال سننے کے لئے رک گیا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں جناب۔ عمران صاحب فون پر نہیں مل رہے۔ میں نے انہیں ایک اہم رپورٹ دینی ہے" ——— ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"ٹرانسمیٹر پر کال کر لیا کرو۔ اور سوائے اشد ضرورت کے اس فون پر کال مت کیا کرو۔ سمجھے" ——— عمران نے تیزی سے بلیک زیرو کے ہاتھ سے رسیور لے کر انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر" ——— دوسری طرف سے ٹائیگر نے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔ اور عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"ٹاپ مین کے بارے میں ہی رپورٹ دینی ہو گی اس نے" عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ جب کہ بلیک زیرو نے جلدی سے میز پر رکھے ہوئے بڑے سے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی ایڈجسٹ

کرنی شروع کر دی ۔ اور پھر واقعی چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے مخصوص
آوازیں نکلنے لگیں ۔ عمران کے اشارے پر بلیک زیرو نے ٹرانسمیٹر
آن کر دیا ۔

"ہیلو ہیلو ــــــ ٹائیگر کالنگ اوور" ــــــ ٹرانسمیٹر سے
ٹائیگر کی آواز بلند ہوئی ۔

"یس ــــــ عمران بول رہا ہوں اوور" ــــــ عمران نے
ہاتھ بڑھا کر بٹن پریس کرتے ہوئے اپنی اصل آواز میں کہا ۔

"جناب ۔ میں نے پہلے کوشش کی کہ فون پر رابطہ ہو جائے ۔
کیونکہ مجھے خدشہ تھا کہ ٹرانسمیٹر کال چیک نہ ہو جائے اوور"
ٹائیگر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا ۔

"ٹاپ مین کے بارے میں کیا رپورٹ ہے اوور" ــــــ عمران
نے سخت لہجے میں کہا ۔

"ٹاپ مین کو اس کے دفتر میں قتل کر دیا گیا ہے جناب ۔
وہ دفتر سے نکل رہا تھا کہ نامعلوم طرف سے اس پر مشین گن کی
فائرنگ ہوئی اور وہ موقع پر ہی ہلاک ہو گیا ۔ میں نے کوشش کی
کہ اس کے قاتلوں کا سراغ لگا سکوں ۔ لیکن باوجود کوشش کے
کوئی کلیو نہیں مل سکا اوور" ــــــ ٹائیگر نے جواب دیا ۔

"ہونہہ ــــــ اچھا یہ بتاؤ کسی ٹاشر گروپ سے واقف ہو اوور"
عمران نے ایک لمحہ خاموش رہنے کے بعد پوچھا ۔

"ٹاشر گروپ ــــــ نو سر ۔ اس نام کا کوئی گروپ زیر زمین
دنیا میں موجود نہیں ہے اوور" ــــــ ٹائیگر نے جواب دیا ۔

"میں تمہیں دو آدمیوں کے حلیے بتاتا ہوں ۔ مجھے بتاؤ ۔ کیا ان حلیوں
سے تم واقف ہو اوور" ــــــ عمران نے کہا ۔ اور پھر اس نے
خاور کے بتائے ہوئے حلیے دوہرا دیئے ۔

"نو سر ــــــ یہ حلیے میرے ذہن میں موجود نہیں ہیں ۔
اوور" ــــــ دوسری طرف سے ٹائیگر نے معذرت بھرے
لہجے میں جواب دیا ۔

"ٹھیک ہے ۔ میں خود دیکھ لوں گا اوور اینڈ آل" ــــــ عمران
نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا ۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہ کوئی غیر ملکی گروپ ہے ۔ ورنہ ٹائیگر
لازماً ان سے واقف ہوتا ۔ وہ اب زیر زمین دنیا کا کیڑا بن چکا ہے ۔
اور اس سے کوئی گروپ چھپا ہوا نہیں ہے" ــــــ عمران نے
دوبارہ کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن
روم سے باہر نکل کر گیسٹ روم کی طرف بڑھ گیا ۔

وہ منیجر ابھی تک بے ہوش پڑا ہوا تھا ۔ عمران نے اسے
گھسیٹ کر گیسٹ روم کی مخالف دیوار کے ساتھ لگا دیا اور پھر
خود واپس دروازے کے پاس پہنچ گیا ۔ اس نے دیوار کے
ایک حصے پر مخصوص انداز میں ہاتھ مارا تو دیوار میں ایک طاقچہ سا نمودار
ہو گیا جس میں مختلف رنگوں کے بٹنوں کا پورا پینل موجود تھا ۔ عمران
نے تیزی سے دو بٹن دبا دیئے ۔ دوسرے لمحے کمرے کے
درمیان سرر کی تیز آواز سے ایک شفاف شیشے کی دیوار فرش
سے نکل کر چھت تک بلند ہوتی گئی ۔ اس طرح گیسٹ روم دو حصوں

میں تقسیم ہو گیا۔ ایک حصے میں عمران تھا جب کہ دوسرے حصے میں فرش پر وہ مینیجر بے ہوش پڑا ہوا نظر آ رہا تھا۔ عمران نے ایک اور بٹن دبایا تو مینیجر والے حصے میں ہلکی دودھیا رنگ کی گیس بھرنی شروع ہو گئی۔ چند لمحوں بعد ہی مینیجر کے جسم میں حرکت سی پیدا ہوئی اور تھوڑی دیر بعد وہ آنکھیں ملتا ہوا اچھل کر بیٹھ گیا۔ اور حیرت سے ادھر ادھر دیکھنے لگا جیسے اُسے سمجھ نہ آ رہی ہو۔ کہ وہ کہاں پہنچ گیا ہے۔ عمران نے پینل کی سائیڈ میں لگا ہوا ایک بٹن دبایا تو ایک چھوٹا سا مائیک پچھے وار تار سمیت باہر آ گیا۔ عمران نے مائیک ہاتھ میں تھام لیا۔ اور اس کی سائیڈ پر لگا ہوا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو مینیجر ــــ تم میری آواز سن رہے ہو" ــــ عمران نے مینیجر کو دیکھتے ہوئے کہا۔ جو اب آنکھیں پھاڑے شیشے کی دیوار سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔ دودھیا رنگ کی گیس اب ختم ہو چکی تھی۔

"کک ــــ کک ــــ کون ہو تم اور میں کہاں ہوں" ــــ مینیجر کی گھبرائی ہوئی آواز دیوار میں لگے ہوئے ایک ڈبے سے نکلی۔

"یہ ٹاشر گروپ کون ہے۔ اس کے متعلق پوری تفصیل بتا" ــــ عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"ٹاشر گروپ ــــ کیا مطلب۔ میرا کسی گروپ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں تو ہوٹل کا مینیجر ہوں۔ ملازم آدمی ہوں۔ تمہیں شاید کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔ تم بے شک معلوم کر لو۔ کہ رابرٹ ہوٹل آرام باغ کا مینیجر ہے یا نہیں" ــــ مینیجر نے جلدی جلدی

کہنا شروع کر دیا۔

"دیکھو رابرٹ ــــ میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ اگر تم خوفناک موت سے بچنا چاہتے ہو تو جو کچھ ٹاشر گروپ کے متعلق جانتے ہو۔ تفصیل سے بتا دو" ــــ عمران کا لہجہ بے پناہ خشک تھا۔

"مم ــــ مم ــــ میں بتا تو رہا ہوں کہ میں کسی گروپ کو نہیں جانتا" ــــ مینیجر نے دوبارہ کہنا شروع کیا۔ اسی لمحے عمران نے ہاتھ بڑھا کر پینل پر موجود دو بٹن یکے بعد دیگرے دبا دیئے۔ ان بٹنوں کے دبتے ہی یک لخت مینیجر کے حلق سے ایک خوفناک چیخ نکلی اور وہ اس بُری طرح فرش پر گر کر تڑپنے لگا جیسے پانی مچھلی سے باہر نکلنے پر تڑپتی ہے۔ چھت سے نیلے رنگ کی روشنی نکل کر اس کے جسم کو احاطے میں لئے ہوئے تھی۔ مینیجر کی حالت انتہائی تیزی سے بگڑتی جا رہی تھی۔ اس کا چہرہ لمحہ بہ لمحہ مسخ ہوتا جا رہا تھا اور جسم اس طرح مڑنے تڑنے لگا تھا جیسے اس کے جسم کو کوئی کپڑے کی طرح مروڑ رہا ہو۔ رابرٹ کی چیخوں سے گیسٹ روم گونج رہا تھا

"بولو ــــ ورنہ تمہارے جسم کی ایک ایک رگ ٹوٹ جائے گی" ــــ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"بب ــــ بب ــــ بتاتا ہوں۔ اوہ۔ فار گاڈ سیک۔ اس عذاب کو روکو۔ روکو۔ مم ــــ میں مر جاؤں گا" ــــ رابرٹ نے بُری طرح پھڑکتے ہوئے کہا۔

اور عمران نے پہلے پریس کئے ہوئے دونوں بٹنوں کو دوبارہ پریس کر دیا۔ اور رابرٹ کے جسم پر پڑنے والی شعاعیں غائب ہو گئیں۔ اور ان شعاعوں کے غائب ہوتے ہی رابرٹ کا بُری طرح بل کھاتا ہوا جسم جھٹکے لینے لگا۔ اس کا بُری طرح مسخ ہونے والا چہرہ تیزی سے نارمل ہونے لگ گیا تھا۔ لیکن اب وہ انتہائی تیز تیز سانس لے رہا تھا۔ بالکل اُس آدمی کی طرح جس کے گردے کام کرنا چھوڑ گئے ہوں لیکن پھر سانس بھی نارمل ہوتا گیا۔

"ہاں جلدی بتاؤ پوری تفصیل ورنہ......" ——— عمران نے دوبارہ بٹنوں کی طرف ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"فار گاڈ سیک۔ مت یہ عذاب نازل کرو۔ میں سب کچھ بتا دیتا ہوں۔ طاشر ایک غیر ملکی ہے اس کا پورا گروپ ہے جس میں تمام غیر ملکی ہیں۔ یہ گروپ لانگ سرکل کا مین اور خفیہ گروپ ہے۔ مجھے اس کے ہیڈ کوارٹر کا علم نہیں ہے۔ میں اس کے صرف ایک آدمی جیکسن کو جانتا ہوں۔ اور سردار آصف کو قتل کرنے والوں میں جیکسن بھی شامل تھا۔ میں نے اُسے خود دیکھا ہے" رابرٹ نے ہسٹریائی انداز میں چیخ چیخ کر کہنا شروع کر دیا۔

"جیکسن کے متعلق تفصیل بتاؤ" ——— عمران نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

"جیکسن کو میں نے ایک بار سردار آصف کے پاس دیکھا تھا وہ لانگ سرکل کے چیف بالوف کا پیغام لے کر آیا تھا۔ میں نے

اتفاق سے ان کی باتیں سنی تھیں۔ تب مجھے پتہ چلا تھا کہ جیکسن کا تعلق ٹاشر گروپ سے ہے۔ اور ٹاشر گروپ تمام غیر ملکیوں پر مشتمل ہے۔ اور یہ لانگ سرکل کا سپیشل گروپ ہے" ——— رابرٹ نے جواب دیا۔

"جیکسن کے متعلق پوری تفصیل بتاؤ" ——— عمران نے ہاتھ دوبارہ بٹنوں کی طرف اٹھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ نہیں نہیں۔ مت ہاتھ بڑھاؤ ان عذاب کے بٹنوں کی طرف۔ مجھے زیادہ معلوم نہیں۔ لیکن جیکسن کے تعلقات یہاں کی ایک عورت سے تھے۔ مس مرسیا۔ وہ ناولٹی انٹرپرائزز کے دفتر میں لیڈی سیکرٹری ہے۔ وہ اکثر اس کے ساتھ آتی جاتی رہتی ہے۔ یہ مس مرسیا فیصل کالونی کی ایک چھوٹی سی کوٹھی نمبر تین سو نیرہ میں رہتی ہے۔ وہ جیکسن کے متعلق پوری تفصیل جانتی ہے۔ میں اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتا" ——— منیجر رابرٹ نے بوکھلائے ہوئے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور عمران سمجھ گیا کہ واقعی رابرٹ اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتا۔

"سردار آصف تو خود لانگ سرکل کا آدمی تھا پھر اُسے لانگ سرکل کے آدمی نے ہی کیوں قتل کیا" ——— عمران نے پوچھا۔

"میں اس بات پر حیران تھا۔ ویسے شاید لانگ سرکل میں بغاوت ہو گئی ہو گی" ——— رابرٹ نے جواب دیا۔

"او۔ کے ——— تھینک یو۔ تم نے مجھے اچھی معلومات دی ہیں۔ اس لئے فی الحال میں تمہیں زندہ چھوڑ رہا ہوں۔ لیکن یاد رکھنا

اگر ان باتوں کی بھنک بھی کسی کے کانوں میں پڑی تو میں تمہیں پاتال سے ڈھونڈھ نکالوں گا۔ اور پھر تمہارا جو حشر ہو گا وہ شاید اس دنیا میں آج تک کسی انسان کا نہ ہوا ہو گا" ـــــ عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے ہاتھ اٹھا کر ایک بٹن دبا دیا۔ اس بار ایک زرد رنگ کی روشنی کی لہر رابرٹ پر پڑی اور رابرٹ کا جسم ایک جھٹکے سے سیدھا ہوا اور پھر ساکت ہو گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ عمران نے درمیانی شیشے کی دیوار ہٹائی اور پھر گیسٹ روم کا دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ اس نے دروازہ باہر سے بند کیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا واپس آپریشن روم کی طرف بڑھ گیا۔

"اس منیجر کو اٹھا کر کسی چوک پر ڈلوا دینا" ـــــ عمران نے آپریشن روم میں داخل ہوتے ہی بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی بہتر ـــــ لیکن کیا اسے زندہ چھوڑنا ضروری ہے" بلیک زیرو نے قدرے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"خواہ مخواہ کی ہلاکت کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس آدمی کی ٹائپ میں سمجھ گیا ہوں۔ یہ اپنے آپ سے بھی ان باتوں کو خفیہ رکھے گا" عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔ اور پھر رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"جولیا سپیکنگ" ـــــ چند لمحوں بعد جولیا کی آواز رسیور پر ابھری۔

"ایکسٹو" ـــــ عمران نے سخت اور مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر" ـــــ جولیا کا لہجہ یک لخت انتہائی مؤدبانہ ہو گیا۔

"ایک پتہ نوٹ کرو۔ فیصل کالونی کوٹھی نمبر تین سو تیرہ۔ اس کوٹھی میں ایک غیر ملکی لڑکی مس مرسیا رہتی ہے۔ وہ ناولٹی انٹرپرائزز میں لیڈی سیکرٹری ہے۔ تم نے اسے ٹریس کرنا ہے۔ کہ کیا وہ کوٹھی میں موجود ہے یا نہیں اور اس کوٹھی میں اس کے ساتھ اور کون کون رہتا ہے۔ یہ کام فوری طور پر کرنا ہے۔ اور فوری مجھے رپورٹ دینی ہے" ـــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اور پھر جولیا کی بات سنے بغیر اس نے رسیور رکھ دیا۔

"یہ ... ہر ... نے دیا ہو گا" ـــــ بلیک زیرو نے مسکراتے ہ

"یہ چائے لیجئے

آنکھیں کھول دیں۔ اس ہوتا" ـــــ عمران کا لہجہ توقع کے

میں سے بھاپ نکل رہی

اس کا انداز ایسا تھا جیسے ا ہے۔ آپ ضرورت سے کچھ زیادہ

ہو۔

نے قدرے ناخوشگوار

"کیا چیز ہے اس میں" ـــــ یرو نے اُ

طرح چائے کے مگ کو گھورتے دیکھ کر چونکتے ہوئے پوچھا۔

"یہ پوچھو کیا چیز نہیں ہے اس میں۔ اس چائے میں گرمی ہے۔ لیکن خلوص کی گرمی نہیں ہے۔ شیرینی ہے لیکن پیار کی شیرینی نہیں ہے" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور بلیک زیرو

رسیور اٹھالیا۔ اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے ۔
بلیک زیرو ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا ۔

" یس ۔۔۔ ٹائیگر سپیکنگ " ۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ٹائیگر کی آواز سنائی دی ۔

" عمران بول رہا ہوں ٹائیگر " ۔۔۔ عمران کا لہجہ بدستور سخت تھا ۔

" یس سر " ۔۔۔ ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا ۔

" لانگ سرکل نامی تنظیم آج کل دارالحکومت میں کام کر رہی ہے یہ تمام خوفناک دھماکے یہی تنظیم کر رہی ہے ۔ پہلے اس کا باس بالوف نامی روسیاہی تھا ۔ لیکن اب ایک اور روسیاہی جس کا نام ماسٹر ہے ۔ اس تنظیم کا انچارج ہے ۔ تم زیر زمین دنیا کے مخبروں کو کھنگالو ۔ اور اس ماسٹر کے بارے زیادہ سے زیادہ مخاطب ہت حاصل کر سکتے ہو کرو " ۔۔۔ عمران

" اس ماسٹر کا کوئی حلیہ ۔ قد و قامت نہ وہ چھوڑنا ضروری ہے "
نے کہا ۔
ہوئے کہا ۔

" وہ میک اپ کرت کا کوئی فائدہ نہیں ۔ اس آدمی کی ٹائپ میر سکہ گیا ہوں ہا ہے ۔ آپ سے بھی ان باتوں کو خفیہ رکھے گا "
عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے سخت لہجے میں کہا ۔ اور پھر رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے لگا ۔

" جولیا سپیکنگ " ۔۔۔ چند لمحوں بعد جولیا کی آواز رسیور پر ابھری ۔

سے بہت کچھ اگلوا لوں گا " ۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا ۔

" اوکے ۔۔۔ مجھے فوراً ٹرانسمیٹر پر رپورٹ دینا " ۔۔۔ عمران نے جواب دیا ۔ اور رسیور رکھ دیا ۔

" چائے مل سکتی ہے " ۔۔۔ عمران نے کرسی کی پشت سے کمر لگاتے ہوئے بلیک زیرو کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا ۔

" ضرور مل سکتی ہے جناب " ۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیا اور اٹھ کر ایک دروازے کی طرف بڑھ گیا ۔ اس طرف ایک چھوٹا کمرہ تھا ۔ جسے بلیک زیرو نے کچن بنایا ہوا تھا ۔ وہ اپنا باورچی خود تھا ۔ اس لئے اب وہ کھانا پکانے کے ساتھ ساتھ چائے بنانے کا بھی ماہر بن چکا تھا ۔ عمران نے آنکھیں بند کر لیں ۔

" یہ چائے لیجئے " ۔۔۔ بلیک زیرو کی آواز سن کر عمران نے آنکھیں کھول دیں ۔ اس کے سامنے چائے کا مگ موجود تھا ۔ جس میں سے بھاپ نکل رہی تھی ۔ عمران غور سے چائے کو دیکھنے لگا ۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اُسے چائے میں کوئی خاص چیز نظر آ گئی ہو ۔

" کیا چیز ہے اس میں " ۔۔۔ بلیک زیرو نے اُسے اس طرح چائے کے مگ کو گھورتے دیکھ کر چونکتے ہوئے پوچھا ۔

" یہ پوچھو کیا چیز نہیں ہے اس میں ۔ اس چائے میں گرمی ہے ۔ لیکن خلوص کی گرمی نہیں ہے ۔ شیرینی ہے لیکن پیار کی شیرینی نہیں ہے " ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا ۔ اور بلیک زیرو

نہ چاہتے ہوئے بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ کی حب الوطنی شاید کمزور پڑتی جا رہی ہے"۔۔۔ بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا اور عمران اس کے اس خوب صورت فقرے پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"ہاں۔ اب آگئی ہیں دونوں چیزیں اس میں"۔۔۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور چائے کا مگ اٹھا کر منہ سے لگا لیا۔

"آپ اب انتہا پسند ہو گئے ہیں۔ یا سنجیدہ نہیں ہوتے اور اگر سنجیدہ ہوتے ہیں تو انتہائی حد تک"۔۔۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرے خیال میں اب میں بوڑھا ہوتا جا رہا ہوں۔ میرے اعصاب جواب دیتے جا رہے ہیں۔ اب دیکھو دارالحکومت میں بلا مبالغہ سینکڑوں لوگ مر گئے ہیں یا مر رہے ہیں۔ اور یہ لوگ مجرم نہیں ہیں۔ بے گناہ شہری ہیں۔ ان کا جرم صرف اتنا ہے کہ یہ پاکیشیا کے شہری ہیں۔ لیکن لوگ تو پیدا ہی مرنے کے لئے ہوتے ہیں۔ اس لئے مجھے ان کا خیال نہیں کرنا چاہیئے۔ لیکن تم دیکھ رہے ہو۔ کہ میرے اعصاب پر کس قدر اثر ہے ان کی موت کا۔ کیا خیال ہے۔ واقعی بوڑھا نہیں ہو گیا میں"۔۔۔ عمران نے چائے کی چسکیاں لیتے ہوئے کہا۔ اور بلیک زیرو کے چہرے پر گہری شرمندگی کے آثار ابھر آئے۔

"میں معافی چاہتا ہوں عمران صاحب۔ واقعی مجھے ان حالات کا خیال رکھنا چاہیئے۔ دراصل میں یہاں رہتے ہوئے بور ہو جاتا ہوں۔ اس لئے جب آپ آتے ہیں تو آپ کی باتوں سے میری مکمل ریفریشمنٹ ہو جاتی ہے"۔۔۔ بلیک زیرو نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اس کی بات کا جواب دیتا۔ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور عمران نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"جولیا بول رہی ہوں سر۔ میں مس مرسیا سے ملی ہوں۔ وہ آج کل بیمار ہے۔ اس لئے گھر پر ہی ہوتی ہے۔ ایک بوڑھے سے ملازم کے ساتھ اکیلی رہتی ہے"۔۔۔ جولیا نے جواب دیا۔

"تم اب کہاں سے بول رہی ہو"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"اس کی کوٹھی سے کچھ فاصلے پر پبلک بوتھ سے" جولیا نے جواب دیا۔

"تم کس حیثیت سے اُسے ملی تھیں"۔۔۔ عمران نے سوال کرتے ہوئے کہا۔

"میں اُسے ایک غیر ملکی صحافی کی حیثیت سے ملی ہوں۔ میں نے اُسے بتایا کہ میں گھومتے ہوئے یہاں آنکلی۔ اور پھر ایک کیفے سے میں نے پوچھا۔ کہ یہاں کوئی غیر ملکی عورت رہتی ہے۔ انہوں نے مس مرسیا کا پتہ بتایا تو میں اس کے پاس آگئی تا کہ میں یہاں رہنے والی غیر ملکی عورتوں کے احساسات جان سکوں۔ مس مرسیا بڑے خلوص سے مجھے ملی۔ ویسے وہ ایک سیدھی سادھی سی

عورت لگتی ہے۔ لیکن ایک بات ہے۔ اس کی کوٹھی کا فرنیچر انتہائی بیش قیمت ہے۔ حالانکہ میرے خیال میں اس کی اتنی تنخواہ نہیں ہے۔" ـــــ جولیا نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔ اور عمران جولیا کے اس تجزیاتی انداز پر مسکرا دیا۔

"تم وہیں رکو۔ میں عمران کو تمہارے پاس بھیج رہا ہوں۔ اس مرسیا سے انتہائی اہم معلومات حاصل کرنی ہیں" ـــــ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر ـــــ میں یہاں کیفے ڈی فیصل میں موجود ہوں گی" ـــــ جولیا نے جواب دیا۔ اور عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"میں بھی جولیا کی قومیت جیسا میک اپ کر لوں۔ شاید جولیا کی بجائے مرسیا کو ہی میرے بڑھاپے پر رحم آ جائے" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور کرسی سے اٹھ کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

بلیک زیرو مسکرا دیا۔ عمران کے ڈریسنگ روم میں جاتے ہی وہ اٹھا اور اس نے چائے کا خالی مگ اٹھایا اور کچن کی طرف بڑھ گیا۔ کچن میں مگ رکھ کر وہ جب واپس آیا تو ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ بلیک زیرو نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ـــــ بلیک زیرو نے سخت لہجے میں کہا۔

"شکیل بول رہا ہوں جناب۔ میں نے ایک اہم رپورٹ دینی ہے۔ میں نے یہاں ایک ہوٹل میں ایک آدمی کو مارک کیا ہے۔ اس آدمی کا تعلق کافرستان کی ملٹری انٹیلی جنس سے رہا ہے میں ایک بار اس سے ٹکرا چکا ہوں۔ اس کا نام منگل رام ہے۔ خاصا تیز ایجنٹ ہے۔ وہ ہوٹل میں ہی رہائش پذیر ہے۔ میں نے اسے لفٹ پر سوار ہوتے مارک کیا تو معلومات کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ فیروز کے نام سے یہاں کمرہ نمبر بارہ دوسری منزل میں مقیم ہے۔ میں ہوٹل نشاط کی بات کر رہا ہوں جناب" کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اوکے۔ تم اس کی نگرانی کرو۔ لیکن خیال رکھنا کہ وہ کھٹک نہ جائے ہو سکتا ہے نگرانی سے کوئی اہم کلیو مل جائے" ـــــ بلیک زیرو نے اسے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔ میں خیال رکھوں گا" ـــــ کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"کوئی اہم بات معلوم ہوتے ہی مجھے رپورٹ دینا" بلیک زیرو نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"کس کا فون تھا" ـــــ اسی لمحے عمران نے ڈریسنگ روم سے باہر آتے ہوئے پوچھا۔ وہ اس وقت ایک سوئس نوجوان کے میک اپ میں تھا۔ اور بلیک زیرو نے اسے کیپٹن شکیل کی کال کی تفصیل بتا دی۔

"ٹھیک ہے۔ اگر کوئی اہم بات معلوم ہو تو تم فوری حرکت میں آ جانا۔ اب میں کسی پہلو کو نظر انداز نہیں کرنا چاہتا" ـــــ عمران نے کہا۔ اور تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ماسٹر نے ہاتھ بڑھا کر میز پر رکھے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور پھر ایک نمبر پریس کر دیا۔

"یس باس" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے ٹاشر کی آواز سنائی دی۔

"میرے کمرے میں آجاؤ" ۔۔۔۔ ماسٹر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے سامنے میز پر ایک نقشہ پھیلا ہوا تھا۔ اور ساتھ ہی سرخ رنگ کی ایک فائل رکھی ہوئی تھی۔ ماسٹر رسیور رکھ کر نقشے پر جھک گیا۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ٹاشر اندر داخل ہوا۔

"آؤ بیٹھو" ۔۔۔۔ ماسٹر نے میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور ٹاشر خاموشی سے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"مشن کی تفصیلات آگئی ہیں۔ تمہارے آدمی تیار ہیں" ماسٹر نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"یس باس ۔۔۔۔ پوری طرح تیار ہیں" ۔۔۔۔ ٹاشر نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"ادھر آؤ ۔۔۔۔ یہ نقشہ دیکھو" ۔۔۔۔ ماسٹر نے نقشہ آگے کی طرف کھسکاتے ہوئے کہا۔ اور ٹاشر نقشے پر جھک گیا۔

"یہ سرحد ہے پاکیشیا اور اپ لینڈ کی۔ انتہائی دشوار گزار پہاڑی علاقہ ہے۔ اور یہ ہے الرٹ کیمپ۔ یہاں سے اسلحے کے ٹرک اس راستے پر جس پر سرخ رنگ کے تیروں کے نشانات ہیں۔ اس راستے سے ہوتے ہوئے اپ لینڈ کی سرحد میں داخل ہوتے ہیں۔ ہفتے میں ایک بار سپلائی جاتی ہے۔ اور اطلاعات کے مطابق پچاس ہیوی لوڈ ٹرکوں کا قافلہ ہوتا ہے" ۔۔۔۔ ماسٹر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی وہ ہاتھ میں پکڑی ہوئی پنسل سے نقشے پر نشانات بھی لگاتا جا رہا تھا۔

"یس باس" ۔۔۔۔ ٹاشر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یہ ہے فرسٹ چیکنگ پوسٹ۔ اور یہ سیکنڈ چیکنگ پوسٹ اور الرٹ کیمپ سے ملحقہ زیرو کیمپ میں داخلے کے وقت یہ آخری چیکنگ پوسٹ ہے۔ اور فرسٹ چیکنگ پوسٹ سے سیکنڈ چیکنگ پوسٹ کے درمیان یہ مقام ہے۔ جہاں ٹرک رکتے ہیں اور لوگ کھانا وغیرہ کھاتے ہیں۔ ہم نے یہاں سے اپنے مطلب کا ٹرک کو حاصل کرنا ہے۔ اس وقت یہ ٹرک خالی ہوگا۔ اس پر ایک ڈرائیور

دو اس کے اسسٹنٹ اور تین لوڈر ہوں گے۔ کل چھ افراد۔ ہم نے یہاں موجود ایک پہاڑی غار میں چھپنا ہے۔ ٹرک پر موجود ہمارے آدمی یہاں پہنچ جائیں گے۔ اور پھر وہ وہیں رہ جائیں گے اور ان کی جگہ ہم لے لیں گے۔ تم اور میں اسسٹنٹ ہوں گے۔ ڈرائیور کا نام فیروز خان ہے۔ اور اس کے اسسٹنٹ کا نام مسکین علی اور احمد جان ہے۔ اس کے بعد ہم اس قافلے میں شامل ہو کر آگے بڑھیں گے اور ان تمام چیکنگ پوسٹوں سے گزر کر تقریباً دن کے نو بجے زیرو کیمپ میں داخل ہوں گے۔ ٹرک وہاں سے ساڑھے دس بجے لوڈ ہونے کے بعد واپس جائیں گے۔ ہمارے ٹرک میں دو انتہائی طاقتور ٹائم بم فکس ہوں گے۔ اور ایک ریز بم۔ جو اس مشن کا بنیادی ہتھیار ہے۔ ہمارے ساتھ کافرستان کا ایک شخص منگل رام بھی شامل ہوگا۔ وہ اس ریز بم کا آپریٹر ہے۔ اس طرح ہم چھ افراد ہو جائیں گے۔ منگل رام فیروز خان کے نام سے بطور ڈرائیور ہمارے ساتھ ہوگا۔ جب ٹرک زیرو کیمپ میں پہنچ جائے گا۔ تو پھر ہم چائے پینے کے بہانے زیرو کیمپ سے نکلیں گے۔ اور اس کے بعد ہم سب زیرو کیمپ سے شمال میں ایک عمارت کے تہہ خانے میں چلے جائیں گے۔ اور اس کے ساتھ ہی ہمارا مشن مکمل ہو جائے گا" ـــــ ماسٹر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"باس ـــــ یہ فیروز خان کو ساتھ رکھنا ضروری ہے کیا" ٹاشر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہ ضروری ہے۔ وہ ان بموں کا ماہر بھی ہے۔ اور لوکیشن

بھی اُسی نے ایڈجسٹ کرنی ہے۔ ہمارا کام نگرانی کرنا ہوگا اور مشن کو ہر قسم کے خطرے سے بچانا ہوگا اور اگر کوئی پرابلم پیدا ہو جائے تو اُسے فوری طور پر موقع پر ہی حل کرنا ہوگا" ـــــ ماسٹر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے باس۔ لیکن مجھے اس مشن کی مکمل تفصیلات کا علم نہیں ہے۔ اگر مکمل علم ہو جاتے تو پھر میں اور میرے ساتھی اس کی صحیح اہمیت سے واقف ہو کر پوری طرح چاق و چوبند رہ سکتے ہیں" ـــــ ٹاشر نے کہا۔

"اوہ ہاں ـــــ واقعی مجھے اس کا خیال نہیں رہا تھا۔ کہ تمہیں اصل مشن کی تفصیلات کا علم ہی نہیں۔ میں مختصر طور پر بتاتا ہوں" ماسٹر نے کہا۔ اور پھر اس نے مشن کی تفصیلات بتانی شروع کر دیں۔ جیسے جیسے وہ تفصیلات بتاتا جا رہا تھا ٹاشر کی آنکھیں پھیلتی جا رہی تھیں۔

"اوہ باس۔ اس قدر خوفناک مشن۔ اوہ اس قدر تباہی تو میرے تصور میں بھی نہ تھی" ـــــ ٹاشر نے بے اختیار لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ جس تہہ خانے میں ہم موجود ہوں گے۔ وہاں اس تباہی کا اثر نہ ہوگا۔ اس لئے ہم محفوظ ہوں گے" ـــــ ماسٹر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور ٹاشر نے سر ہلاتے ہوئے ہونٹ بھینچ لئے۔

"اب تمہیں معلوم ہو گیا کہ یہ کس قدر اہم مشن ہے۔ اب ہم نے

یہ دیکھنا ہے کہ ہمارے راستے میں کیا کیا رکاوٹیں آسکتی ہیں۔ فرسٹ
چیکنگ پوسٹ کے بعد ہم نے ٹرک کا چارج لینا ہے۔ اس
کے بعد دو چیکنگ پوسٹیں اور آتی ہیں۔ لیکن ان چیکنگ پوسٹوں پر
صرف اسلحہ چیک ہوتا ہے۔ انسان نہیں۔ اور جو ہم اس ٹرک میں
فکس ہوں گے ان کے متعلق ہمیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے
انہیں اس طرح سیٹ کیا گیا ہے کہ وہ کسی طرح بھی چیکنگ
مشینری کی زد میں نہیں آئیں گے۔ ہمارے لئے اصل مسئلہ
باقی ٹرکوں پر موجود افراد کو ڈیل کرنا ہے۔ باقی ٹرکوں پر موجود افراد
اپ لینڈ کی حکومت کے خلاف کام کرنے والے لوگوں سے
انتہائی اہم ترین لوگ ہیں اور بے حد کایاں اور ہوشیار ہو
کے ساتھ ساتھ مکمل طور پر تربیت یافتہ بھی ہیں۔ اگر انہیں ہم پر
معمولی سا شک پڑ گیا تو پھر شاید ہم زندہ سلامت زیرو کیمپ
میں داخل ہی نہ ہو سکیں۔ اس لئے ہمیں ہر لحاظ سے بالکل نارمل
رہنا ہے۔ ہماری طرف سے معمولی سی غفلت بھی پورا مشن
خراب کر سکتی ہے۔ اس لئے تم مجھے یہ بتاؤ کہ تمہارے گروپ
کے وہ چار آدمی کون کون سے ہیں اور ان کی مکمل رپورٹ
مجھے دو۔ تاکہ میں پہلے ہی ان کی مکمل چیکنگ بھی کر لوں اور
مشن پر روانہ ہونے سے پہلے انہیں خود بھی تفصیلی ہدایات
دے سکوں" ___ ماسٹر نے کہا۔
" باس۔ یہ تین افراد ہیں۔ ایک کا نام جیکسن ہے۔ دوسرا
میتھو ہے اور تیسرا جانسن۔ یہ تینوں بے حد ہوشیار۔ اور ہر لحا

سے ٹھیک آدمی ہیں۔ باقی ہم دو ہوں گے۔ البتہ اس فیروز
کے متعلق میں نہیں بتا سکتا کہ وہ کیسا ہے" ___ ٹاشر
نے جواب دیا۔
" اس کی فکر مت کرو۔ ہیڈ کوارٹر نے اگر اسے بھیجا ہے تو
چھی طرح چھان بین کر کے ہی بھیجا ہو گا۔ یہ فائل لو اور جا کر ان میں سے
پنے آدمیوں کے ڈیل ڈول کے متعلق آدمی سلیکٹ کرو۔ ان کے
ام، لہجے اور انداز کے ٹیپ بھی میرے پاس موجود ہیں۔ ہمارے
س مشن کے لئے دو روز موجود ہیں۔ ان دو روز میں ہم نے مکمل
ور پر تیاری کرنی ہے۔ جب یہ مکمل طور پر تیار ہو جائیں گے تب میں
ن کی فائنل چیکنگ کروں گا اور اس کے بعد ہم اپنی زندگی کے
س اہم ترین مشن پر روانہ ہو جائیں گے" ___ ماسٹر نے سرخ
نگ کی فائل اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔
" یس باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔
یں ویسے ان تینوں کو مشن کے بارے میں بھی بریف کر دوں
گا۔ تاکہ یہ مکمل طور پر ہوشیار رہیں" ___ ماسٹر نے فائل
ٹھاتے ہوئے کہا اور ماسٹر کے سر ہلانے پر وہ فائل اٹھائے
اپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔
اس کے باہر جانے کے بعد ماسٹر نے میز کی دراز سے
یک چھوٹا سا لیکن انتہائی مخصوص ساخت کا ٹرانسمیٹر نکالا اور
س پر ایک مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے لگا۔ فریکوئنسی ایڈجسٹ
رنے کے بعد اس نے اس کا بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ——— ماسٹر کالنگ اوور" ——— ماسٹر نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس ——— فیروز اٹنڈنگ اوور" ——— چند ہی لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز ٹرانسمیٹر سے برآمد ہوئی۔

"مسٹر فیروز۔ آپ نے مشن کے متعلق مکمل تیاری کر لی ہے اوور" ——— ماسٹر نے کہا۔

"یس سر۔ میں تیار ہو کر ہی یہاں آیا ہوں۔ آپ نے صرف مجھے یہ بتانا ہے کہ میں نے کب آپ سے ملنا ہے۔ اور کہاں ملنا ہے اوور" ——— دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"ابھی ہمارے پاس دو روز موجود ہیں۔ آپ کب پاکیشیا پہنچیں گے اوور" ——— ماسٹر نے کہا۔

"میں پاکیشیا میں ہی ہوں۔ اس کے دارالحکومت میں آج صبح ہی یہاں پہنچا ہوں اوور" ——— دوسری طرف سے فیرو نے جواب دیا۔ اور ماسٹر اس کی بات سن کر بری طرح چونک پڑا۔

"اوہ ——— لیکن اس قدر پہلے آنے کا کیا مطلب۔ ایسا نہ ہو کہ آپ چیک ہو جائیں اوور" ——— ماسٹر نے انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔ میری پوری زندگی اس قسم کے مشن میں حصہ لیتے ہوئے گزری ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں یہاں پہلے اس لئے آیا ہوں کہ میں نے اس علاقے کے

درجہ حرارت کا مکمل سروے کرنا ہے۔ اور آئندہ دو تین روز میں نمودار ہونے والی موسمی تبدیلیوں کو مخصوص آلات کی مدد سے چیک کرنا ہے۔ تاکہ مشن میں کام آنے والے ہتھیاروں کو صحیح طریقے سے ایڈجسٹ کیا جا سکے اوور" ——— فیروز نے جواب دیا۔

"اچھا۔ پھر ٹھیک ہے۔ لیکن آپ کہاں ٹھہرے ہوئے ہیں اوور" ——— ماسٹر نے سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

"فی الحال تو میں ایک ہوٹل میں ہوں۔ لیکن میں نے ایک پرائیویٹ رہائش گاہ ارینج کر لی ہے۔ تاکہ وہاں ضروری کام کر سکوں۔ آپ بہرحال اسی فریکونسی پہ مجھے کال کر سکتے ہیں اوور" فیروز نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ بہرحال پوری طرح محتاط رہیں۔ یہاں کی سیکرٹ سروس انتہائی فعال ہے۔ ایسا نہ ہو کہ آپ کی وجہ سے سارا مشن ہی خطرے میں پڑ جاتے اوور" ——— ماسٹر نے کہا۔

"آپ بار بار یہ الفاظ نہ کہیں۔ آپ ابھی مجھ سے پوری طرح واقف نہیں ہیں۔ میں نے روسیاہ کی ٹاپ ایجنسی میں دو سال یک ٹریننگ لی ہوئی ہے۔ اور میں ٹاپ ایجنسی کا سپیشل ایجنٹ ہوں۔ اور میرا انتخاب انتہائی اعلیٰ سطح پہ کیا گیا ہے اوور" فیروز نے ناخوشگوار لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے۔ ٹھیک ہے۔ لیکن آپ کو معلوم ہے کہ آپ

نے کون سا میک اپ کرنا ہے اوور" ـــــــ ماسٹر نے کہا۔

"ہاں۔ میرے پاس اس کی تفصیلات موجود ہیں۔ لیکن مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ میک اپ کے معاملے میں پوری دنیا میں سب سے ماہر ہیں۔ اس لئے میں میک اپ کر لوں گا لیکن آپ اسے فائنل طور پر چیک کر لیں گے اوور" ـــــــ فیروز نے جواب دیا۔

اور اس بار ماسٹر کے چہرے پر فخر و انبساط کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ فیروز کے ان الفاظ نے اس کی انا کو بے حد تسکین پہنچائی ہو۔

"او۔ کے ـــــــ آپ اپنا کام مکمل کریں۔ میں آپ کو وقت پر کال کر لوں گا اوور اینڈ آل" ـــــــ ماسٹر نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔ اور پھر ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے اُسے واپس میز کی دراز میں رکھا اور دوبارہ میز پر موجود نقشے پر جھک گیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ پورے نقشے کو اس کی تمام تفصیلات سمیت اپنے حافظے میں محفوظ کر لینا چاہتا ہو۔

کافی دیر تک نقشے کو دیکھ کر اس نے نقشے کو تہہ کر کے ایک طرف رکھا اور پھر میز کی دراز سے ایک سفید کاغذ نکالا اور خود اس پر اپنی یادداشت کے مطابق وہی نقشہ بنانے لگا۔ کافی دیر بعد جب اس نے ہاتھ ہٹایا تو ہو بہو پہلے جیسا نقشہ بن چکا تھا۔ اور ماسٹر کے چہرے پر اطمینان بھری مسکراہٹ رینگنے لگی۔ وہ اب پوری طرح مطمئن نظر آنے لگا تھا۔

عمران نے کار اس کیفے کی سائیڈ میں روکی جس کا پتہ جولیا نے دیا تھا اور پھر کار سے اتر کر وہ کیفے کے مین ہال میں داخل ہو گیا۔ جولیا اُسے ایک سائیڈ پر بیٹھی ہوئی نظر آ گئی۔ اس کے ہاتھ میں ایک غیر ملکی رسالہ تھا اور وہ اُسے پڑھنے کے ساتھ ساتھ بلیک کافی بھی پی رہی تھی۔

"واہ ـــــــ بڑا اچھا ماحول ہے مطالعے کے لئے" عمران نے قریب جا کر سوئس زبان میں کہا۔ اور جولیا یکلخت چونک پڑی۔

"کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں۔ یقین جانیئے مس۔۔۔۔۔" عمران نے بڑے مہذبانہ انداز میں بات کرتے ہوئے کرسی گھسیٹی۔

"جولیانا فٹز واٹر" ـــــــ جولیا نے مسکراتے ہوئے اپنا

نام لیا۔

"ارے تو آپ واٹر فیملی سے ہیں۔ اوہ ویری گڈ۔ میرا نام سائیک ٹماچو ہے۔ ٹماچو اور واٹر فیملی کے تو بہت دیرینہ تعلقات ہیں۔ لیکن میں نے آپ کو وہاں کسی تقریب میں نہیں دیکھا" ——— عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے بڑی اشتیاق آمیز نگاہوں سے جولیا کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے پردیس میں کسی انتہائی قریبی عزیز سے ملاقات ہو جانے پر آدمی کو بے پناہ خوشی ہوتی ہے۔

"ٹماچو ——— اوہ۔ لیکن میں نے تو آج تک اس فیملی کا نام نہیں سنا۔ ویسے میں طویل عرصے سے یہاں ہوں اور اب میں یہاں کی شہری ہوں" ——— جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ یہاں کی شہری ہیں۔ اس پس ماندہ ملک کی۔ حیرت ہے۔ اس ملک کے باشندوں کی قسمت پر مجھے رشک آ رہا ہے کہ سوئٹزرلینڈ کا واٹر انہیں مفت میں نصیب ہو گیا ہے" عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

اور جولیا کے چہرے پر ملے جلے سے تاثرات ابھر آئے۔ جیسے وہ فیصلہ نہ کر پا رہی ہو کہ وہ ٹماچو کی بات کو مذاق میں لے یا طنز پر

"آپ شاید سیاح ہیں" ——— جولیا نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ آپ ایک لحاظ سے سیاح بھی کہہ سکتی ہیں۔ بس یوں سمجھئے

کہ میں صحراؤں کا سیاح ہوں۔ ایسے صحراؤں کا جہاں پانی نایاب ہوتا ہے۔ اس لئے پیاسا ہوں۔ یہ تو میری خوش بختی ہے کہ پیاسے کو نہ صرف پانی بھی مل گیا بلکہ پانی بھی سوئٹزرلینڈ کا۔ واہ اسے کہتے ہیں خوش نصیبی" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ ——— تو تم عمران ہو۔ مجھے چکر دے رہے ہو" جولیا نے یک لخت ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"عمران ——— کیا یہ بھی میری طرح کسی جنم جنم کے پیاسے کا نام ہے" ——— عمران نے اس بار اصل لہجے میں کہا۔

اور جولیا کے چہرے پر غصے کے آثار ابھر آئے۔

"کیا ضرورت تھی اس بکواس کی۔ سیدھی طرح آ کر بات نہ کر سکتے تھے" ——— جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"صحراؤں کے سیاح کو سیدھی طرح پانی کہاں ملتا ہے۔ بڑی مشقت کرنی پڑتی ہے" ——— عمران نے جواب دیا۔ اور جولیا اس کے اس ذومعنی جواب پر بے اختیار ہنس پڑی۔

"ویسے ایک بات ہے اس میک اپ میں واقعی تم خاصے پرکشش لگ رہے ہو۔ کیا یہ میک اپ مستقل نہیں ہو سکتا" جولیا نے بڑے خوشگوار موڈ میں کہا۔

"ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ پانی مستقل ملنے کی امید لگ جائے۔ میرا مطلب ہے کنواں ہی مل جائے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کم از کم تم تو یہ بات نہ کیا کرو۔ دل جلانے والی۔ بہر حال

چھوڑو۔ اب کیا کرنا ہے" ——— جولیا نے کہا۔ اور ساتھ ہی وہ موضوع بدل گئی۔

" دوسرے کنویں پر لڑائی کرنی پڑے گی۔ شاید وہ اتنا خشک نہ ہو" ——— عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

" بکواس مت کیا کرو۔ اب تم تہذیب سے گری ہوئی باتیں کرنے لگے ہو" ——— جولیا نے بھی کرسی سے اٹھتے ہوئے تلخ لہجے میں کہا۔ وہ عمران کا اشارہ اچھی طرح سمجھ گئی تھی اور ظاہر ہے اسے غصہ تو بہر حال آنا ہی تھا۔

" دراصل تہذیب اب گھس گھسا کر ڈھلوانی ہو گئی ہے۔ اس لئے باتیں اس سے پھسل کر گر پڑتی ہیں" ——— عمران نے کہا اور واپس گیٹ کی طرف مڑ گیا۔

" ٹھہرو۔ میں اسے فون کر لوں۔ میں نے اس کا فون نمبر لے لیا تھا" ——— جولیا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ اور کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے کافی کی ادائیگی بھی کاؤنٹر پر کی اور ساتھ ہی کاؤنٹر مین کی اجازت سے اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" یس" ——— چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز ابھری۔

" مس مرسیا ——— میں جولیانا بول رہی ہوں جولیانا فٹز واٹر" جولیا نے مرسیا کی آواز پہچانتے ہوئے کہا۔

" اوہ مس جولیانا ——— آپ ——— خیریت۔ کیسے فون کیا"

مرسیا کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

" مس مرسیا۔ یقین جانو۔ مجھے تم سے مل کر بے حد مسرت ہوئی ہے۔ میں سوچ بھی نہ سکتی تھی کہ یہاں میری ملاقات تم جیسی لبرل مائنڈڈ خاتون سے ہو سکتی ہے۔ میں تم سے ملنے کے بعد یہاں کیفے میں آ کر بیٹھ گئی تھی کہ اچانک میری ملاقات ایک ساتھی سے ہو گئی۔ یہ بھی سوئٹزرلینڈ کے سیاح ہیں ان کا نام ہماچو ہے۔ بہت اچھے آدمی ہیں۔ بس باتوں میں آپ کا ذکر چل پڑا تو انہیں بھی تم سے ملاقات کا شوق ہوا۔ اگر تم اجازت دو۔ تو ہم دونوں چند منٹ کے لئے تمہارے پاس آ جائیں" ——— جولیا نے بڑے میٹھے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" اوہ مس جولیانا۔ آئی۔ ایم ویری سوری۔ اس وقت تو ملاقات نہیں ہو سکتی۔ آپ کے جانے کے کچھ دیر بعد میرا ایک مہمان آ گیا ہے اور میں مصروف ہوں۔ آپ سے کل البتہ ملاقات ہو سکتی ہے۔ کل کسی بھی وقت۔ پلیز ناراض نہ ہوں۔ مجبوری ہے۔ تھینک یو" ——— دوسری طرف سے مرسیا نے جواب دیا اور ساتھ ہی اس نے رابطہ بھی ختم کر دیا۔ اور جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے رسیور رکھا اور واپس مڑ گئی۔ عمران اس دوران کیفے سے باہر پہنچ چکا تھا۔ جب جولیا نے جا کر اسے مرسیا کے مہمان کے بارے میں بتایا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

" یہ تو قسمت کی بات ہے کہ مجھ سے پہلے کوئی پیاسا پہنچ گیا۔ بہرحال آؤ۔ کم از کم اس خوش نصیب کی شکل ہی دیکھ لیں"

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم چاہتے کیا ہو۔ یہ مرسیا کیا اہمیت رکھتی ہے۔ کچھ مجھے بھی تو پتہ چلے"۔۔۔۔ جولیا نے سخت لہجے میں کہا۔

"یہ تمہارے سوچنے کی بات نہیں ہے۔ پانی کی اہمیت کنوئیں کی بجائے پیاسا ہی بہتر سمجھ سکتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ کیونکہ اُسے یقین تھا کہ جولیا کھلی جگہ کا بھی لحاظ نہ کرے گی اور تھپڑ جڑ دے گی۔ اور واقعی ہوا بھی ایسا ہی۔ جولیا کا بازو گھوما ضرور تھا لیکن عمران ظاہر ہے جولیا کی فطرت سے واقف تھا اس لئے وہ آگے بڑھ کر تھپڑ کی زد میں آنے سے بچ گیا تھا۔

"سنو۔ اگر تم نے مجھے صحیح بات نہ بتائی تو میں یہیں سے واپس چلی جاؤں گی"۔۔۔۔ جولیا نے خفت مٹانے کے لئے سخت لہجے میں کہا۔

"تمہاری مرضی۔ اب میں کسی کو مجبور تو نہیں کر سکتا"۔۔۔۔ عمران بھی یک لخت سنجیدہ ہو گیا اور جولیا نے ہونٹ بھینچ لئے۔

"ہونہہ۔۔۔۔ تو اب تم مجھ سے پیچھا چھڑانا چاہتے ہو۔ نہیں اب میں ضرور تمہارے ساتھ جاؤں گی"۔۔۔۔ جولیا نے پیر پٹختے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اُسے اپنی نفسیات دانی پہ مسرت ہو رہی ہو۔ اُسے معلوم تھا کہ جولیا کا یہی جواب ہونا ہے۔

"مس جولیا۔ پہلے ہی کافی وقت تمہاری باتوں کی وجہ سے

ضائع ہو گیا ہے۔ اس لئے اگر کام کرنا ہے تو خاموشی سے میرے ساتھ چلی آؤ۔ ورنہ تم جانو اور تمہارا وہ نقاب پوش باس"

عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور پھر اس طرح تیزی سے آگے بڑھنے لگا جیسے اب اس نے نہ رکنے کا فیصلہ کر لیا ہو۔ ظاہر ہے اب جولیا سوائے اس کی پیروی کرنے کے اور کیا کر سکتی تھی۔

تین سو تیرہ نمبر کی کوٹھی واقعی ایک چھوٹی سی کوٹھی تھی۔ خاصی مختصر لیکن اس کا طرز تعمیر خاصا جدید تھا۔ عمران اس کے سامنے سے ہوتا ہوا سائیڈ گلی میں داخل ہو گیا۔ اور چند لمحوں بعد وہ عقب میں پہنچ گیا۔

"اندر کتنے آدمی ہوں گے اس مہمان سمیت"۔۔۔۔ عمران نے مڑ کر ساتھ آنے والی جولیا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"پہلے تو ایک مرسیا تھی اور ساتھ اس کے ایک بوڑھا ملازم اب معلوم نہیں اور کتنے آدمی آتے ہوں گے"۔۔۔۔ جولیا نے جواب دیا۔

"او۔ کے۔۔۔۔ تم واپس جا کر اس کیفے میں بیٹھو۔ میں اندر جاتا ہوں"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور اس کی نظریں چار دیواری پر جم گئیں۔ دیوار ایکریمین سٹائل کی تھی۔ خاصی نیچی۔ اس لئے اندر جانے کا کوئی پرابلم نہ تھا۔

"نہیں۔۔۔۔ میں تمہارے ساتھ جاؤں گی"۔۔۔۔ جولیا نے اصرار کرتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے۔۔۔۔ پھر انتہائی محتاط رہنا۔ میرا خیال ہے مرسیا

کے پاس جو مہمان آیا ہے۔ وہ جیکسن ہی ہوگا۔ اور وہی ہمارا مطلوبہ آدمی ہے۔ میں نے بھی مرسیا سے اسی جیکسن کے بارے میں ہی پوچھنا تھا"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور پھر تیزی سے آگے بڑھ کر اس نے دیوار پر ہاتھ رکھے اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر ایک لمحے کے لئے دیوار پر نظر آیا اور پھر نیچے کود گیا۔ اب جولیا وہاں کھڑی ہونٹ کاٹ رہی تھی۔ کیونکہ اس نے سکرٹ پہنا ہوا تھا۔ اور اس لباس میں وہ جمپ نہ لگا سکتی تھی۔ اگر اس نے پتلون پہنی ہوئی ہوتی تو پھر اس دیوار کو پھلانگنا اس کے لئے مشکل نہ ہوتا۔ لیکن اسی لمحے اسے دیوار کے کونے میں موجود چھوٹا سا بند دروازہ کھلتا نظر آیا۔ اور اس کے ساتھ ہی دروازے پر عمران کی جھلک دکھائی دی۔ جولیا تیر کی طرح اس دروازے کی طرف بڑھی اور اسے کراس کر کے دوسری طرف پہنچ گئی۔

"جلدی کرو۔ مجھے کسی کار کے سٹارٹ ہونے کی آواز سنائی دی ہے"۔۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اور پھر دبے پاؤں دوڑتا ہوا عمارت کی سائیڈ کاریڈار کی طرف بڑھتا گیا۔ جولیا نے بھی اس کی پیروی کی۔ لیکن اسی لمحے انہیں دور سے پھاٹک کھلنے اور کار کے باہر جانے کی آواز سنائی دی اور عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔ اب موقع نہ رہا تھا کہ وہ واپس گلی میں جا کر دوڑتا ہوا سڑک پر جاتا اور اس کار کو چیک کرتا۔ بہرحال وہ آگے بڑھا اور سائیڈ کی دیوار سے چپک کر دیکھنے لگا۔ سامنے پھاٹک بند کر کے ایک نوجوان اور خوب صورت غیر ملکی لڑکی واپس عمارت کی طرف آ رہی تھی۔ اس

کے جسم پر لباس نہ ہونے کے برابر تھا۔

"یہی مرسیا ہے"۔۔۔۔ جولیا نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے سر ہلا دیا۔ وہ سمجھ گیا کہ مرسیا کا مہمان جو بھی تھا وہ واپس چلا گیا ہے۔ مرسیا تیز تیز قدم اٹھاتی عمارت میں غائب ہو گئی۔

"وہ ملازم کہاں ہوگا"۔۔۔۔ عمران نے سرگوشیانہ لہجے میں پوچھا۔

"وہ ادھر کونے والے کمرے میں رہتا ہے"۔۔۔۔ جولیا نے سائیڈ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور عمران سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا۔ بیرونی طرف کوئی آدمی نہ تھا۔ عمران دبے پاؤں پورچ میں ہوتا ہوا برآمدے میں آیا تو اسی لمحے برآمدے کی سائیڈ میں موجود کمرے کا دروازہ کھلا اور دوسرے لمحے ایک ادھیڑ عمر آدمی باہر آ گیا۔

عمران اور جولیا کو اس طرح اچانک سامنے دیکھ کر وہ بری طرح چونکا ہی تھا کہ عمران بھوکے عقاب کی طرح اس پر جھپٹ پڑا۔ اور پھر اس آدمی کو حلق سے آواز نکالنے کی حسرت ہی رہ گئی۔ عمران نے ایک ہاتھ سے اس کا منہ بند کر کے دوسرا ہاتھ اس کی گردن میں ڈال کر ۔۔۔۔ ہلکا سا جھٹکا دیا۔ اور وہ ادھیڑ عمر آدمی اس کے ہاتھوں میں جھول گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ عمران نے اسے احتیاط سے دیوار کے ساتھ فرش پر لٹا دیا۔ اور پھر جولیا کو اشارہ کرتے ہوئے آگے درمیانی راہداری کی طرف بڑھ گیا۔

راہداری میں ایک کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور اس میں سے

تیز میوزک کی آواز باہر تک سنائی دے رہی تھی۔ عمران سمجھ گیا۔ کہ
مرسیا اسی کمرے میں ہے اور میوزک سے دل بہلا رہی ہے۔
عمران تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھا۔ اس نے جیب سے ریوالور نکال کر
ہاتھ میں لے لیا تھا۔ جولیا اس کے پیچھے تھی۔ عمران نے دروازے
کے قریب رک کر سر آگے کر کے اندر جھانکا۔ مرسیا ایک آرام
کرسی پر آنکھیں بند کئے بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ شاید میوزک سے پوری
طرح لطف اندوز ہو رہی تھی۔

"تمہارا مہمان اتنی جلدی چلا گیا ہے مرسیا"۔۔۔ عمران نے
کمرے میں داخل ہوتے ہوئے قدرے سخت لہجے میں کہا۔ اور
مرسیا اس کی آواز سن کر اس بری طرح اچھلی کہ کرسی سمیت نیچے
فرش پر جا گری۔

"اوہ اوہ۔۔۔ میں نے یہ تو نہ کہا تھا کہ تم مہمان کے جانے
کے غم میں زمین بوس ہو جاؤ"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے
کہا۔

"گگ۔۔۔ گگ۔۔۔ کون ہو تم۔ اور تم یہاں۔ اوہ جولیانا تم۔
اوہ۔ تم لوگ اندر۔ کیا مطلب"۔۔۔ تیزی سے اٹھ کر کھڑی
ہوتی ہوئی مرسیا عمران کی سائیڈ میں کھڑی جولیا کو دیکھ کر بری طرح
گڑبڑا گئی۔

"یہ میرا دوست ٹماچو ہے۔ یہ تم سے ملنے پر مُصر تھا"
جولیا نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لل۔۔۔ لل۔۔۔ لیکن۔۔۔۔۔۔"۔۔۔ مرسیا کو شاید

بوکھلاہٹ کی شدت میں بات کرنے کے لئے الفاظ ہی نہ مل رہے
تھے۔

"میں تم سے زیادہ جیکسن سے ملنے آیا تھا۔ لیکن وہ اتنی جلدی
کیوں چلا گیا"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"جج۔۔۔ جج۔۔۔ جیکسن۔ کیا مطلب۔ کیا تم جیکسن کو جانتے ہو"
مرسیا نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"پہلے تو صرف غائبانہ تعارف تھا۔ میں نے سوچا کہ روبرو ملاقات
ہو جائے گی۔ بہرحال اب تم سب کچھ بتاؤ گی۔ کرسی پر بیٹھ جاؤ۔ اور
سنو۔ کوئی غلط حرکت کرنے کی کوشش نہ کرنا۔ ورنہ ریوالور کی گولی
عورت مرد میں تفریق نہیں کیا کرتی"۔۔۔ عمران کا لہجہ یکلخت
بے حد سخت ہو گیا۔

"تت۔۔۔ تت۔۔۔ تم کیا چاہتے ہو۔ کون ہو تم"۔۔۔
مرسیا عمران کا لہجہ بدلتے ہی ایک بار پھر بوکھلا گئی۔

"میں کہہ رہا ہوں کرسی پر بیٹھ جاؤ"۔۔۔ عمران نے بھیڑیئے
کی طرح غراتے ہوئے کہا۔ اور مرسیا جلدی سے ایک اور
سیدھی کرسی پر بیٹھ گئی۔ اسی لمحے عمران نے تیزی سے آگے بڑھ
کر ریوالور کی نال اس کی کنپٹی سے لگا دی۔

"جولیا۔۔۔ کوئی رسی ڈھونڈھ لاؤ۔ ورنہ اس نے غلط حرکت کر
دینی ہے۔ اس طرح یہ اپنی جان سے جائے گی۔ جب کہ میں نہیں
چاہتا کہ یہ خوب صورت عورت اپنی جوانی میں ہی مر جائے"۔
عمران نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

" مم ـــــ مم ـــــ میں کچھ نہیں کروں گی ۔ مجھے مت مارو "
مرسیا واقعی بُری طرح گھبرا گئی تھی ۔ جولیا تیزی سے ایک الماری کی
طرف بڑھی ۔ اور پھر اس الماری میں موجود مردانے کپڑوں میں اُسے
بے شمار رنگوں کی ٹائیاں لٹکی ہوئی نظر آ گئیں ۔ اس نے دو ٹائیاں
کھینچیں اور واپس مرسیا کی طرف بڑھ گئی ۔

" اٹھ کر اپنے ہاتھ پیچھے کر لو ۔ ـــــ عمران نے کہا ۔

اور مرسیا بالکل اس طرح جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی جیسے وہ
ہپناٹزم کی معمول ہو ۔ اس نے خود ہی اپنے دونوں ہاتھ پشت پر کر
لئے ۔ جولیا نے جلدی سے اس کے ہاتھ پشت پر ایک ٹائی کی
مدد سے باندھ دیئے ۔ اور پھر اُسے جھٹکا دے کر واپس کرسی پر
بٹھا دیا ۔ اس کے بعد سامنے کے رخ پر آ کر اس نے دوسری ٹائی
سے اس کے دونوں ٹخنے بھی مضبوطی سے باندھ دیئے ۔ مرسیا
کا چہرہ خوف اور دہشت سے دھواں دھواں ہو رہا تھا ۔ عمران سمجھ
گیا تھا کہ مرسیا ایک عام سی عورت ہے ۔ اور بہرحال مجرمانہ
زندگی سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے ورنہ اس کی یہ حالت
نہ ہوتی ۔

" سنو مرسیا ـــــ ہمیں تمہارے ساتھ کوئی دشمنی نہیں
ہے ۔ ہم تم سے صرف جیکسن کے متعلق بات کرنے آئے ہیں
کیا جو مہمان گیا ہے وہ جیکسن تھا " ـــــ عمران نے ایک کرسی
گھسیٹ کر مرسیا کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا ۔ البتہ ریوالور
اب بھی اس کے ہاتھ میں تھا ۔

" ہاں وہ جیکسن تھا ۔ یہاں جیکسن کے علاوہ اور کوئی نہیں آسکتا ۔
وہ میرا بوائے فرینڈ ہے " ـــــ مرسیا نے ہونٹ چباتے
ہوئے جواب دیا ۔

" وہ کیوں اتنی جلدی چلا گیا ہے ۔ حالانکہ تم نے فون پر تو جولیا
کو بتایا تھا کہ وہ کل تک یہاں رہے گا " ـــــ عمران نے
دوسرا سوال پوچھا ۔ اس کا لہجہ بدستور سخت تھا ۔

" وہ جب آتا ہے تو ایک رات ضرور رہتا ہے ۔ اس لئے
میں نے فون پر مس جولیا کو کل آنے کے لئے کہا تھا ۔ لیکن
جیکسن نے بتایا کہ وہ کسی خاص کام کے لئے کچھ دنوں کے لئے
جا رہا ہے ۔ اور وہ صرف اُس سے ملنے کے لئے آیا ہے "
مرسیا نے جواب دیا ۔

" کس خاص کام کے لئے " ـــــ عمران نے کرخت لہجے
میں پوچھا ۔

" مم ـــــ مم ـــــ مجھے نہیں معلوم " ـــــ مرسیا نے ہچکچاتے
ہوئے کہا ۔ لیکن اس کی ہچکچاہٹ اور چہرے کے تاثرات بتا
رہے تھے کہ اُسے معلوم ہے لیکن وہ بتانا نہیں چاہ رہی ۔

" اوکے ـــــ پھر تم چھٹی کرو ۔ ہم خود ہی معلوم کر لیں گے "
عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا ۔ اور ساتھ ہی اس نے اس
طرح ظاہر کیا جیسے ٹریگر پر اس کی انگلی حرکت کر رہی ہو ۔

" مم ـــــ مم ـــــ مت چلاؤ ۔ میں بتاتی ہوں ۔ سب بتاتی ہوں "
مرسیا نے دہشت زدہ ہو کر کہا ۔

"سنو۔ یہ آخری بار تمہیں موقع دے رہا ہوں۔ اگر تم مرنا نہیں چاہتیں تو جو کچھ پوچھوں اس کا صحیح جواب دیتی جاؤ" ——— عمران کا لہجہ لمحہ بہ لمحہ سخت سے سخت تر ہوتا جا رہا تھا۔

"وہ ——— وہ کسی تنظیم کا رکن ہے۔ مجھے نہیں معلوم کس تنظیم کا ہے۔ وہ کہہ رہا تھا کہ ایک انتہائی اہم مشن پر جا رہا ہے۔ میں نے پوچھا تو اس نے صرف اتنا بتایا کہ یہ بہت خوف ناک مشن ہے۔ زبردست تباہی کا مشن۔ کسی اسلحے کے ذخیرے کا کہہ رہا تھا۔ مجھے اس سے زیادہ معلوم نہیں ہے۔ میرا اس کے کام سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ بہت سخی ہے۔ مجھے لمبی لمبی رقمیں دیتا ہے۔ اس لئے میں نے اس سے کبھی نہیں پوچھا کہ وہ کون سی تنظیم میں ہے اور کیا کرتا ہے" ——— مرسیا نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہنا شروع کیا۔ اور عمران اسلحے کے ذخیرہ کا سن کر بُری طرح چونک پڑا۔ اس کی آنکھوں میں اور زیادہ سفاکی ابھر آئی۔

"اور کوئی بات ——— وہ کہاں جانا چاہتا ہے" ——— عمران نے کہا۔

"وہ ——— وہ چاشنوم کی بات کر رہا تھا۔ کہہ رہا تھا چاشنوم کی دشوار گزار پہاڑیوں میں اس نے جانا ہے" ——— مرسیا نے رک رک کر جواب دیا۔

اور عمران سر ہلا کر رہ گیا۔ وہ جانتا تھا کہ چاشنوم اپ لینڈ اور پاکیشیا کا سرحدی پہاڑی علاقہ ہے۔

"کیا پہلے بھی وہ چاشنوم جاتا رہتا ہے" ——— عمران

نے پوچھا۔

"نہ ——— نہ ——— نہیں۔ اس نے پہلے تو کبھی یہ نام نہیں لیا" مرسیا نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ اب اگر تمہیں ایمرجنسی اس سے بات کرنی پڑ جائے تو کیسے کرو گی" ——— عمران نے کہا۔

"اس کا فون نمبر ہے۔ اس پر بات کرتی ہوں۔ لیکن مجھے معلوم نہیں کہ یہ نمبر کس کا ہے" ——— مرسیا نے جواب دیا۔ اور ساتھ ہی اس نے از خود وہ فون نمبر بھی بتا دیا۔

"جولیا ——— فون یہاں اٹھا لاؤ" ——— عمران نے کرسی کے قریب کھڑی جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔ جولیا نے آگے بڑھ کر سائیڈ کی میز پر پڑا ہوا ٹیلی فون اٹھایا اور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"اس کے منہ میں رومال ٹھونس دو" ——— عمران نے جولیا سے کہا۔

"مم ——— مم ——— میں نہیں بولوں گی" ——— مرسیا نے جلدی سے کہنا شروع کیا۔ لیکن جولیا نے جیب سے رومال نکال کر زبردستی اس کے منہ میں گھسیڑ دیا۔

"اب ریوالور پکڑ کر اس کی کنپٹی سے لگا دو۔ اگر یہ غوں غاں کرنے کی بھی کوشش کرے تو کھوپڑی اڑا دینا" ——— عمران نے جولیا کو ہدایت دیتے ہوئے کہا۔ اور اپنے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور جولیا کی طرف بڑھا دیا۔ اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے وہی نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس" ____ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"مرسیا بول رہی ہوں۔ جیکسن سے بات کرنی ہے"

عمران نے مرسیا کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ اور سامنے بیٹھی ہوئی مرسیا کی آنکھیں حیرت سے پھیلنے لگیں۔

"اوہ ____ جیکسن ایک اہم کام پر چلا گیا ہے۔ اب ایک دو روز تک اس سے ملاقات ممکن نہیں ہے۔ کیا پرابلم ہے مجھے بتاؤ" ____ دوسری طرف سے قدرے نرم لہجے میں جواب دیا گیا۔

اور عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ بولنے والا جیکسن کی عدم موجودگی میں مرسیا سے تعلقات بڑھانا چاہتا ہے۔

"پرابلم کیا ہونا ہے۔ میں نے تو سوچا تھا کہ آج رات جشن منائیں گے۔ لیکن......" ____ عمران نے عورتوں کے مخصوص انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جشن ہی منانا ہے تو کیا ہوا۔ جیکسن نہ سہی راجر ہی سہی۔ ہو سکتا ہے تم جیکسن کو بھی بھول جاؤ" ____ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ راجر ____ لیکن وہ جیکسن۔ تم جانتے تو ہو......"

عمران نے نیم رضامندانہ لہجے میں کہا۔

"ارے جیکسن کو کہاں معلوم ہو سکے گا وہ یہاں موجود ہو گا تو پتہ چلے گا۔ وہ تو آج رات چاشنوم کی پہاڑیوں میں مصروف ہو گا۔ اور اگر تم نہ بتاؤ تو اسے معلوم ہی نہ ہو سکے گا۔ کیا خیال ہے پھر......"

دوسری طرف سے راجر نے اس بار خاصے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

"تو کیا تم فارغ ہو۔ لیکن ہو سکتا ہے تمہارے کسی اور ساتھی کو پتہ چل جائے پھر تو بڑی مشکل ہو جائے گی" ____ عمران نے جواب دیا۔

"کسی کو معلوم نہیں ہو گا۔ چیف باس۔ سیکنڈ باس سب جیکسن کے ساتھ گئے ہیں۔ اور میں واقعی فارغ ہوں۔ عیش کرا دوں گا" راجر اب پوری طرح پٹڑی پر چڑھ گیا تھا۔

"اوہ اگر ایسا ہے تو پھر ابھی آ جاؤ۔ میں اس وقت تنہائی کو بہت محسوس کر رہی ہوں۔ بس کچھ موڈ کی بات ہے"

عمران نے کہا۔

"ارے۔ ویری گڈ۔ مرسیا۔ ویری گڈ۔ تم بالکل بے فکر رہو۔ کسی کو علم نہ ہو گا۔ میں ابھی آ رہا ہوں۔ لیکن وہ تمہارا ملازم وہ جیکسن کا آدمی ہے۔ اس کا کیا کرو گی" ____ راجر نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"اس کی فکر نہ کرو۔ تمہارے پہنچنے سے پہلے ہی میں اسے ایک ضروری کام کیلئے رخصت کر دوں گی اور پھر وہ کل ہی واپس آئے گا۔ میں پھاٹک کھول دوں گی۔ تم بس سیدھے اندر آ جانا"

عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے ہنی۔ میں پہنچ رہا ہوں۔ زیادہ سے زیادہ دس منٹ میں اور کے" ____ راجر نے مسرت سے بھرپور لہجے

میں کہا۔

" بالکل۔ او۔ کے ڈیئر " ——— عمران نے کہا۔ اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے کریڈل دبایا اور رابطہ منقطع کرنے کے بعد اس نے رسیور کریڈل پر رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے جولیا سے ریوالور لے کر واپس جیب میں ڈال لیا تھا۔

" تم اس کا خیال رکھو۔ میں پھاٹک کھول دوں۔ اچھا ہوا کہ ہمیں وہاں خود نہیں جانا پڑا " ——— عمران نے کہا۔ اور اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ باہر جا کر اس نے پھاٹک کھولنے سے پہلے برآمدے کی دیوار کے ساتھ بے ہوش پڑے ہوئے ادھیڑ عمر ملازم کو اٹھا کر اس کے کمرے کے اندر ڈالا۔ اور پھر اس کی نبض چیک کرنے لگا۔ دوسرے لمحے وہ اس کی طرف سے تو مطمئن ہو گیا۔ کیونکہ اس کی نبض بتا رہی تھی کہ وہ کم از کم دو تین گھنٹوں تک خود بخود ہوش میں نہیں آ سکتا۔ اس کی طرف سے مطمئن ہو کر وہ کمرے سے باہر آیا۔ اور پھر اس نے جا کر پھاٹک کھولا اور واپس آ کر برآمدے کے ایک چوڑے ستون کی سائیڈ میں کھڑا ہو گیا پھر ریوالور اس نے جیب سے نکال کر ہاتھ میں لے لیا تھا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد ایک چھوٹی کار اندر داخل ہوتی دکھائی دی۔ عمران ستون کے پیچھے سمٹ گیا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک گٹھے ہوئے جسم اور درمیانے قد کا نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے کار پورچ میں روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ تیزی سے واپس

پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے پھاٹک بند کیا۔ اور واپس عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کا چہرہ شدت جذبات سے سرخ ہو رہا تھا۔

" ارے۔ کہاں چھپ گئی ہو ہنی " ——— برآمدے میں دوبارہ پہنچ کر نوجوان نے اونچی آواز میں کہا۔ لیکن ظاہر ہے مریا کی طرف سے کوئی جواب نہ ملنا تھا۔ اس لئے وہ اچھل کر اس ستون کی سائیڈ سے ہوتا ہوا آگے راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ اور پھر جیسے ہی وہ آگے بڑھا عمران کا ریوالور والا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور ریوالور کا دستہ پوری قوت سے آنے والے کی کھوپڑی کے عقب پر پڑا اور وہ بے اختیار چیختا ہوا لڑکھڑا کر دو قدم آگے بڑھا اور پھر نیچے گرتے گرتے پھر سنبھل کر سیدھا ہونے لگا تھا کہ عمران کا ہاتھ ایک بار پھر حرکت میں آیا۔ اور دوسری ضرب نے اسے منہ کے بل نیچے فرش پر گرا دیا۔ اس بار عمران کی لات حرکت میں آئی۔ اور اس کے بوٹ کی ٹو نوجوان کی کنپٹی پر پڑی اور اس ضرب کے بعد نوجوان کے ہاتھ پیر سیدھے ہوتے گئے۔

عمران نے پہلے اس کی بے ہوشی کی تصدیق کی کیونکہ نوجوان خاصا سخت جان دکھائی دے رہا تھا۔ اس لئے عمران کو خدشہ تھا کہ کہیں وہ ڈاج دینے کے لئے بے ہوش ہونا ظاہر نہ کر رہا ہو۔ اور جب اسے تسلی ہو گئی کہ ——— وہ نوجوان جو یقیناً راجر تھا۔ واقعی بے ہوش ہو چکا ہے۔ تو اس نے جھک کر اسے اٹھایا۔

اور کاندھے پر لاد کر اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جس میں مرسیا
اور جولیا موجود تھیں۔

" اسے بھی باندھ دو۔ لیکن ذرا مضبوطی سے باندھنا۔ خاصا سخت
جان آدمی ہے " ___ عمران نے راجر کو ایک کرسی پر ڈالتے
ہوئے کہا۔

اور جولیا سر ہلاتی ہوئی دوبارہ اس الماری کی طرف بڑھ گئی
جس میں مردانہ لباس موجود تھے یہ شاید جیکسن کے لباس تھے۔
اس نے دو مزید ٹائیاں الماری سے نکالیں اور پھر اس نے کرسی
پر پڑے ہوئے راجر کو عمران کی مدد سے اچھی طرح باندھ دیا۔
عمران نے خود بھی گانٹھوں کے متعلق تسلی کی۔ اور اس کے بعد
اس کا ہاتھ ایک بار پھر حرکت میں آیا اور راجر کے چہرے پر
پڑنے والے زوردار تھپڑ سے کمرہ گونج اٹھا۔ دوسرے تھپڑ پر
راجر کی آنکھیں کھل گئیں۔

" کک ___ کک ___ کون ہو تم۔ اوہ۔ یہ تم نے مجھے اور
مرسیا کو کیوں باندھ رکھا ہے " ___ راجر نے ہوش میں آتے
ہی ادھر ادھر دیکھتے ہوئے خاصے سخت لہجے میں کہا۔ اور عمران
اس کی ٹائپ سمجھ گیا کہ وہ جسمانی لحاظ سے مضبوط ہونے کے
ساتھ ساتھ اعصابی طور پر بھی خاصا مضبوط واقع ہوا ہے۔

" میرا نام ڈاکٹر ہے مسٹر راجر۔ اور آج کل میں انسانوں پر تشدد
اور اس کے رد عمل کا مطالعہ کر رہا ہوں۔ مرسیا نے بتایا ہے
کہ تم خاصے سخت جان واقع ہوئے ہو۔ اور واقعی تمہیں دیکھ کر

مجھے بے حد مسرت ہوئی ہے۔ کہ اب تم پر تشدد کر کے اور اس کا
رد عمل دیکھنے کا خاصا طویل موقع ملے گا " ___ عمران نے سپاٹ
لہجے میں جواب دیا۔ اور راجر کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی گئیں۔

" کک ___ کک ___ کیا مطلب۔ کیا تم بغیر کسی وجہ کے
تشدد کرو گے۔ لیکن کیوں " ___ راجر نے حیرت بھرے لہجے میں
کہا۔

" میرا پروگرام تو جیکسن پر تجربہ کرنے کا تھا۔ لیکن جیکسن بقول تمہارے
کسی مشن پر گیا ہوا ہے۔ ویسے جیکسن میرا صحیح ٹارگٹ ہے۔ تم اس
کے مقابلے میں کم سخت جان لگتے ہو۔ بہرحال جیکسن نہ سہی۔ تم
ہی سہی۔ کچھ نہ کچھ تو تجربہ ہو ہی جائے گا " ___ عمران نے منہ
بناتے ہوئے کہا۔ اور پھر ریوالور جولیا کی طرف بڑھا کر اس نے
کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا۔ جب اس کا ہاتھ باہر آیا تو
اس کے ہاتھ میں استرے کی طرح کا انتہائی تیز دھار کا مخصوص خنجر
موجود تھا۔

" یہ خنجر میری اپنی ایجاد ہے۔ اس سے انسانی کھال اس
طرح اترتی ہے۔ جیسے کسی پھل سے چھلکا اتارا جاتا ہے۔ میں
اپنے کام کا آغاز تمہاری پیشانی سے کروں گا۔ اس کے بعد تمہاری
آنکھوں کے پپوٹے پھر رخسار۔ ناک پھر گردن اور اسی طرح پھر نچلے
جسم تک چلتا جاؤں گا۔ ویسے یہ بڑا قابل قدر تجربہ ہے۔ اس
لئے مجھے یقین ہے کہ تم میرے ساتھ مکمل تعاون کرو گے "
عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا

جیسے کسی انسان کی کھال اتارنے کے تصور سے ہی اُسے دلی مسرت ہو رہی ہو۔

"اوہ ــــ نہیں نہیں۔ تم پاگل ہو۔ اوہ۔ رک جاؤ" راجر نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں۔ میں پاگل نہیں ہوں۔ ڈاکٹر ہوں" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے ایک ہاتھ سے راجر کا منہ پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے تھاما ہوا خنجر اس نے راجر کی پیشانی کی طرف بڑھایا۔ راجر کے حلق سے ہذیانی انداز میں چیخیں نکلنے لگیں۔ اور واقعی ذہنی اور اعصابی طور پر خوفزدہ ہو گیا تھا۔

"ارے۔ ابھی سے۔ تم تو واقعی بودے ثابت ہو رہے ہو۔ مجھے یقین ہے کہ جیکسن تم سے زیادہ مضبوط اعصاب کا مالک ثابت ہوگا۔ لیکن اب کیا کیا جائے جیکسن کی دستیابی تو سنا ہے اب ناممکن ہے" ــــ عمران نے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے بڑے ماہرانہ انداز میں تیلی دھار کے خنجر کو اس کی کنپٹی پر اس طرح چلایا کہ واقعی راجر کی کھال کا کچھ حصہ چھلکے کی طرح علیحدہ ہو گیا۔ راجر کی چیخوں سے کمرہ گونج اٹھا اور اس کا بندھا ہوا جسم بُری طرح پھڑکنے لگا۔

"ارے ارے۔ تم تو صرف درشنی پہلوان ہو۔ یار کچھ تو حوصلہ دکھاؤ۔ تمہارے اس طرح چیخنے سے میرا مزہ خراب ہو رہا ہے" عمران نے کہا۔ اور ساتھ ہی ہاتھ دوبارہ چلا دیا۔ اور کھال کا ایک اور ٹکڑا اکٹ گیا۔

"رک جاؤ۔ فار گاڈ سیک۔ رک جاؤ۔ پلیز تم جتنی رقم کہو میں دے دیتا ہوں۔ رک جاؤ۔ تم پاگل ہو۔ سودائی ہو" ــــ راجر نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"مجھے رقم کی پرواہ نہیں ہے۔ ہاں ایسا ہو سکتا ہے کہ تم اپنی جگہ کوئی آدمی دے دو۔ چلو اس طرح کر لیتے ہیں کہ تم جیکسن کے متعلق بتا دو کہ وہ اس وقت کہاں مل سکتا ہے" ــــ عمران نے سفاک لہجے میں کہا۔

"وہ۔ وہ اس وقت نہیں مل سکتا۔ وہ یہاں موجود نہیں ہے۔ وہ کل دوپہر کے بعد آجائے گا۔ پلیز خدا کے لئے مجھے جانے دو" ــــ راجر نے بُری طرح گھگھیاتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے۔ ہاتھ میں آئے ہوئے شکار کو صرف اس لئے جانے دوں کہ دوسرا شکار بعد میں ملے گا۔ ہاں البتہ اگر تم یہ بتا دو کہ اس وقت وہ کہاں ہے۔ تو میں اُسے پکڑ لوں گا۔ مرسیا بتا رہی تھی کہ وہ چاشنوم کی پہاڑیوں میں گیا ہے۔ چاشنوم کی پہاڑیاں تو بہت وسیع و عریض ہیں۔ کوئی خاص جگہ بتاؤ" ــــ عمران نے خنجر کو اور آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"وہ۔ وہ مجھے معلوم نہیں ہے۔ جگہ کا مجھے معلوم نہیں۔ بس اتنا معلوم ہے کہ وہ ٹرک لے کر یہاں دارالحکومت میں ایک اسلحے کے کیمپ میں آئے گا۔ اپ لینڈ کے آدمیوں کے میک اپ میں۔ اور پھر اسلحہ کا ذخیرہ تباہ ہو جائے گا۔ اور جیکسن واپس آجائے گا۔ پلیز مجھے جانے دو۔ مجھے جانے دو" ــــ راجر پر ہذیانی

کیفیت طاری تھی۔ عمران کا نفسیاتی تشدد خاصا کامیاب رہا تھا ورنہ راجر جیسی کینڈے کا آدمی تھا۔ اس کا اتنی جلدی راہِ راست پر آنا تقریباً ناممکن تھا۔

"کون سے ذخیرے کی بات کر رہے ہو" ——— عمران نے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ بس اتنا معلوم ہے کہ اسے کیمپ کہتے ہیں۔ اور بس وہاں سے اپ لینڈ کی حکومت کے خلاف کام کرنے والوں کو اسلحہ سپلائی ہوتا ہے" ——— راجر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران ایک طویل سانس لے کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"کتنے آدمی گئے ہیں" ——— اس بار عمران کا لہجہ یک لخت بدل گیا تھا۔ اب اس کے لہجے میں بھیڑیئے کی سی غراہٹ تھی۔

"جیکسن کے ساتھ دو آدمی اور ہیں۔ ایک ٹاشر ہے۔ اور دوسرا چیف باس ماسٹر۔ بس مجھے اتنا معلوم ہے اس سے زیادہ معلوم نہیں ہے۔ پلیز مجھے جانے دو" ——— راجر نے گھگھیاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ تو یہ ہے وہ اہم مشن" ——— عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے جھپٹ کر جولیا کے ہاتھ سے ریوالور لیا۔ اور دوسرے لمحے اس کے ریوالور سے دھماکہ ہوا۔ اور راجر کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ کرسی پر ہی تڑپنے لگا۔ گولی اس کے دل میں لگی تھی۔ اس لئے چند ہی لمحوں بعد ہی وہ ختم ہو گیا۔ عمران نے تیزی سے ریوالور کا رخ مرسیا کی

طرف گھمایا لیکن مرسیا خوف کی شدت سے بے ہوش ہو چکی تھی۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے ہاتھ روک لیا۔

"جولیا ——— تم یہیں رکو۔ میں کار لے کر آتا ہوں۔ مرسیا کو ہم ساتھ لے جائیں گے۔ ہو سکتا ہے۔ چیف باس اسے کسی جگہ استعمال کرے" ——— عمران نے کہا۔

اور جولیا کے سر ہلانے پر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا باہر کی طرف مڑ گیا۔ وہ اگر چاہتا تو راجر کی کار بھی استعمال کر سکتا تھا۔ لیکن اس نے جان بوجھ کر ایسا نہ کیا تھا۔ کیونکہ ہو سکتا ہے راجر کا کوئی ساتھی کار کو چیک کر لیتا۔

تھوڑی دیر بعد وہ کار لے کر واپس آیا اور پھر اس نے مرسیا کو اٹھا کر پچھلی نشست کے سامنے لٹایا اور جولیا کو ساتھ لے کر وہ اس کوٹھی سے نکلا اور انتہائی تیز رفتاری سے کار چلاتا ہوا وہ دانش منزل کی طرف بڑھنے لگا۔

"تم چاہو تو میں تمہیں فلیٹ پر ڈراپ کر دوں" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور جولیا کے سر ہلانے پر اس نے کار کا رخ ایک چوک سے اس سڑک کی طرف موڑ دیا۔ جس پر جولیا کا فلیٹ تھا۔ جولیا کو ڈراپ کرنے کے بعد وہ خاصی تیز رفتاری سے کار چلاتا ہوا دانش منزل کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے ذہن میں زلزلہ سا آیا ہوا تھا۔

راجر نے انتہائی دھماکہ خیز انکشاف کیا تھا۔ گو عمران کو اس کیمپ کے متعلق کوئی معلومات نہ تھیں۔ کیونکہ اسلحے کے ذخیرے

فوج کے کنٹرول میں تھے۔ لیکن جو کچھ راجر نے بتایا تھا اس سے یہی ظاہر ہوتا تھا کہ یہ کوئی بہت بڑا ذخیرہ ہوگا۔ اور اس کی تباہی خاصی خوف ناک بھی ہو سکتی ہے۔ اور اس نے بہر حال اب اس تباہی کو کسی نہ کسی طرح روکنا تھا۔

رات کے گہرے اندھیرے میں سیاہ رنگ کی جیپ چلنے کی بجائے تقریباً رینگتی ہوئی پہاڑیوں کے دشوار گزار اور ٹیڑھے میڑھے راستوں پر آگے بڑھی جا رہی تھی۔ پہاڑیاں بالکل سنسان تھیں۔ اور ہر طرف اس قدر گہرا اندھیرا چھایا ہوا تھا کہ یوں لگتا تھا۔ جیسے پہاڑیوں پر کسی نے گہرے سیاہ رنگ کی چادر ڈال دی ہو۔ جیپ کی تمام بتیاں بند تھیں۔ اس لئے وہ بھی اس گہری تاریکی کا ایک حصہ بنی ہوئی تھی۔ اور اس قدر گہرے اندھیرے میں اس دشوار گزار اور انتہائی خطرناک راستے پر ڈرائیور جیپ کو اس طرح چلا رہا تھا۔ جیسے وہ دن کی روشنی میں آگے بڑھ رہا ہو۔ سائیڈ سیٹ پر ماسٹر موجود تھا۔ اس وقت وہ اپ لینڈ کے باشندوں کے مخصوص لباس اور میک اپ میں تھا۔ پچھلی نشستوں پر ٹائشر اور اس کے ساتھی بیٹھے ہوئے تھے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ہوا نوجوان

اور ٹاشہ اور اس کے ساتھی بھی اپ لینڈ کے باشندوں کے
میک اپ اور لباس میں تھے۔ ان کا میک اپ اس قدر مکمل تھا کہ
وہ ہر لحاظ سے اپ لینڈ کے باشندے ہی لگ رہے تھے۔

"مسٹر فیروز — کیا تم پہلے اس راستے پر آتے رہے ہو۔"
ماسٹر نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے نوجوان سے مخاطب
ہو کر کہا۔

"جی ہاں۔ میں نے یہ تمام راستے اچھی طرح دیکھے ہیں۔ یہ بھی میری
ٹریننگ کا حصہ ہے۔ تاکہ میں کسی جگہ غلطی نہ کھا جاؤں۔ آپ کو تو معلوم
ہے کہ ٹرک میں نے چلانا ہے" — فیروز نے بغیر مڑے
جواب دیا۔ اور ماسٹر نے سر ہلا دیا۔

"اب کتنا فاصلہ باقی رہتا ہے" — تھوڑی دیر بعد ماسٹر
نے دوبارہ پوچھا۔

"فی الحال آدھے گھنٹے تک تو ہم جیپ پر سفر کریں گے۔ اس کے
بعد جیپ کو ایک مخصوص جگہ چھپا کر باقی سفر پیدل ہو گا"
فیروز نے جواب دیا۔ اور پھر واقعی آدھے گھنٹے تک مسلسل سفر کرنے
کے بعد ایک موڑ مڑتے ہی فیروز نے جیپ کا رخ بدلا اور سائیڈ
میں ایک اور پتلی سی پگڈنڈی پر اسے ڈال دیا۔ یہ پگڈنڈی پہلے سے
بھی زیادہ خطرناک تھی۔ جیپ اب بالکل چیونٹی کی طرح رینگ رہی
تھی۔ پھر کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد فیروز نے جیپ روکی۔ اور
اسے انتہائی آہستگی سے مشرق کی طرف موڑتے ہوئے ایک
کشادہ سی غار میں لے گیا۔ یہ غار خاصی وسیع تھی۔ اور فیروز نے

جیپ روک دی۔

"بس یہاں سے ہم نے پیدل آگے جانا ہے" — فیروز
نے کہا۔ اور جیپ کا انجن بند کر کے وہ نیچے اتر آیا۔ ماسٹر اور اس
کے ساتھی بھی نیچے اتر آئے۔ ان کے پاس سامان نام کی کوئی چیز نہ
تھی۔ ان کے جسموں پر بڑے گھیر کی شلواریں اور لمبے کرتے تھے۔
مخصوص انداز کی پگڑیاں تھیں۔ اس لباس میں وہ واقعی اپ لینڈ کے باشندے
لگ رہے تھے۔

"آؤ باس" — فیروز نے غار کے دہانے کی طرف
بڑھتے ہوئے کہا۔

"یہ جیپ یہیں رہے گی" — ماسٹر نے کہا۔

"ہاں۔ جن کی جگہ ہم لیں گے۔ انہیں اس غار کا علم ہے۔ وہ
یہاں سے جیپ لے جائیں گے" — فیروز نے سر ہلاتے
ہوئے کہا۔ اور پھر غار سے باہر نکل کر وہ فیروز کی رہنمائی میں پیدل
آگے بڑھنے لگے۔ تقریباً ایک گھنٹے تک مسلسل چڑھائی چڑھنے
کے بعد وہ ایک مسطح جگہ پر پہنچ گئے۔ اور وہاں پہنچتے ہی انہیں شمال
کی طرف قدرے پستی میں دیئے سے جھلملاتے ہوئے نظر آنے
لگے۔

"یہ ہماری مطلوبہ جگہ ہے۔ اسے تھاجا روا اڈہ کہتے ہیں۔ یہاں
رک کر پانی بھی لیتے ہیں اور سب لوگ چائے وغیرہ پیتے ہیں۔
کیونکہ اس کے بعد کیمپ تک مسلسل سفر ہوتا ہے"
فیروز نے اس طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور ماسٹر نے سر

ہلا دیا۔ وہ فیروز کی رہنمائی میں ایک بار پھر آگے بڑھنے لگے۔ لیکن اب ان کا سفر پستی کی طرف تھا۔ احتیاط سے آگے بڑھتے ہوئے وہ اس اڈے کے قریب پہنچ گئے۔ اڈہ سنسان پڑا تھا۔ یہ ایک کھلی وادی سی تھی جہاں لکڑی کے چند کھوکھے تھے۔ اور ایک سڑک اس وادی کے درمیان سے ہو کر گزرتی تھی۔ دیئے ان کھوکھوں میں ہی روشن تھے۔ وہاں دس بارہ آدمی بھی چلتے پھرتے نظر آرہے تھے۔ کھوکھوں کی سائیڈوں پر بڑی بڑی چارپائیوں کی ایک طویل قطار موجود تھی۔

"ابھی قافلہ نہیں پہنچا۔ لیکن وہ بس پہنچنے ہی والا ہوگا" فیروز نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ اس اڈے سے بالکل قریب ایک غار میں پہنچ گئے۔

"اب ہمیں یہاں اپنے آدمیوں کا انتظار کرنا ہوگا"۔۔۔ فیروز نے غار میں بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور ماسٹر سمیت باقی ساتھی بھی وہاں بیٹھ گئے۔

"آگے کی چیک پوسٹوں کے بارے میں کیا پلاننگ ہے" ماسٹر نے پوچھا۔

"وہ چیک پوسٹیں ہیں جناب۔ صرف اسلحہ چیک ہوتا ہے۔ میرا مط ہے بم وغیرہ۔ لیکن ہمارے مخصوص ٹرک میں جو بم موجود ہوں گ انہیں اس طرح کیمو فلاج کیا گیا ہے کہ وہ ان چیک پوسٹوں کی مشی سے چیک نہ ہو سکیں گے۔ ہمیں بس اپنے ساتھیوں سے ہو رہنا ہوگا۔ باقی کوئی فکر کی بات نہیں ہے"۔۔۔ فیروز نے

جواب دیا۔ اور ماسٹر نے سر ہلا دیا۔

ابھی انہیں غار میں پہنچے ہوئے تقریباً آدھا گھنٹہ گزرا ہوگا کہ دور سے ٹرکوں کے چلنے کی مخصوص آوازیں سنائی دینے لگیں۔ اور وہ سب چونک کر مستعد ہو گئے۔ اڈہ انہیں یہاں سے صاف نظر آرہا تھا اور تھوڑی دیر بعد موڑ کاٹ کر پہلا ٹرک نمودار ہوا۔ اس کے بعد دوسرا اور پھر ان کی قطار نظر آنے لگی۔ ٹرک اس اڈے کی سائیڈوں میں آنے لگے۔ اور ٹرکوں میں سے بے شمار آدمی باہر آئے۔ اور ان چارپائیوں کی طرف بڑھ گئے۔ ٹرک تعداد میں بائیس تھے۔ اور اب وہ سب رک گئے تھے۔

"ہمارے آدمی ایک ایک کر کے آئیں گے پیشاب کرنے کے بہانے"۔۔۔ فیروز نے کہا۔ اور پھر واقعی چند لمحوں بعد ایک سایہ سا نمودار ہوا۔ اور وہ ادھر ادھر دیکھتا ہوا تیزی سے اس غار کی طرف آنے لگا۔ فیروز نے حلق سے ہلکی سی مخصوص آواز نکالی تو جواب میں اس سائے نے بھی اسی طرح کا کاشن دیا۔ اور چند لمحوں بعد وہ جب غار میں پہنچا تو وہ بالکل فیروز کا ہمشکل تھا۔ وہی قد و قامت وہی لباس۔ وہی چہرے کے خدوخال۔

"میں ڈرائیور ہوں اسد خان"۔۔۔ سائے نے قریب آکر کہا۔ اور فیروز نے ہاتھ ملا کر اسے غار میں آنے کا اشارہ کیا۔ اور وہ آدمی غار کے اندر آگیا۔ فیروز نے غار کی اوٹ میں لے جا کر ٹارچ جلائی اور پھر اس کے چہرے اور لباس کا بغور جائزہ لینے لگا۔

"ٹھیک ہے اسد خان ـــــ کیا نمبر ہے ٹرک کا" ـــــ فیروز نے ٹارچ بجھاتے ہوئے پوچھا۔

"ٹرک چوتھے نمبر پر کھڑا ہے۔ لارنس ٹرک ہے۔ پورے قافلے میں یہ واحد لارنس ٹرک ہے۔ اور یہ کاغذات۔ چیف باس نے کہا تھا کہ ماسٹر کو دیتے ہیں" ـــــ اسد خان نے جیب سے ایک لفافہ نکالتے ہوئے کہا۔ اور ماسٹر نے آگے بڑھ کر لفافہ لے لیا۔

"ٹارچ جلاؤ فیروز" ـــــ ماسٹر نے کہا۔ اور فیروز نے ٹارچ جلادی۔ ماسٹر نے لفافے میں سے کاغذات نکالے اور پھر ٹارچ کی روشنی میں انہیں پڑھنے لگا۔ فیروز بھی اس پر جھکا ہوا تھا۔ ان کاغذات میں مشن کے متعلق آخری ہدایات تھیں۔

"ان کاغذات کو جلا دو فیروز" ـــــ ماسٹر نے کاغذات دوبارہ لفافے میں ڈالتے ہوئے کہا۔

اور فیروز نے جیب سے لائٹر نکالا اور لفافے کو آگ لگا دی۔ وہ سب اس وقت تک اُسے دیکھتے رہے۔ جب تک کاغذات مکمل طور پر جل کر راکھ نہ ہو گئے۔

"آپ سیدھے لارنس ٹرک پر جائیں گے۔ اور اُسے ذرا سا آگے کر کے روکیں گے اور پھر نیچے اتر آئیں گے۔ تو دوسرا آدمی آپ کو اپنی چارپائیوں کی طرف لے جائے گا۔ اور اس وقت ہمارا دوسرا آدمی ادھر آجائے گا۔ اس طرح ایک ایک کر کے تبادلہ ہو گا" ـــــ اسد خان نے کہا۔ اور فیروز سر ہلاتا ہوا غار سے

نکلا اور تیزی سے اڈے کی طرف بڑھنے لگا۔ چند لمحوں بعد ہی وہ اندھیرے میں غائب ہو گیا۔

ماسٹر نے اسد خان سے باقی ٹرک پر موجود افراد کے متعلق تفصیلات پوچھنی شروع کر دیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ کیمپ میں پہنچ کر ٹرکوں کے رکنے سے لے کر انہیں لوڈ کر کے واپس آنے تک کی چھوٹی چھوٹی تفصیلات بھی معلوم کر رہا تھا۔ اور پھر جب تک وہ آدمی وہاں نہ پہنچ گیا۔ جس کا میک اپ ماسٹر نے کیا تھا۔ ماسٹر اسد خان سے باتوں میں مصروف رہا۔ آنے والا اسد خان کا اسسٹنٹ تھا۔ اور اس کا نام تازہ گل تھا۔ چونکہ ان کے حلیے اور قد و قامت کی تفصیلات کے ساتھ ساتھ ان کی آوازوں اور لہجوں کے ٹیپ ماسٹر کو پہلے پہنچا دیئے گئے تھے۔ اس لئے وہ سب بالکل انہی افراد کے میک اپ میں تھے۔ اور انہوں نے ان کے لہجے میں مقامی زبان بولنے کی پوری طرح پریکٹس کر رکھی تھی۔

ماسٹر کے جانے کے بعد ایک ایک کر کے اس کے باقی ساتھی بھی وہاں پہنچ گئے۔

"تم نے مکمل چیکنگ کر لی ہے۔ اپنے خصوصی سامان کے متعلق" ـــــ ماسٹر نے فیروز سے پوچھا۔

"ہاں ـــــ سب او۔ کے ہے" ـــــ فیروز نے چائے پیتے ہوئے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ اور ماسٹر نے اطمینان بھرے انداز میں ہنکارا بھرا۔ تقریباً ایک گھنٹے تک آرام کرنے کے بعد

قافلے کی روانگی کا وقت ہوگیا اور پھر سب لوگ اپنے اپنے ٹرکوں کی طرف بڑھ گئے۔ ٹرک کا فرنٹ کیبن کافی وسیع تھا۔ اس لئے فیروز جو کہ ڈرائیونگ سیٹ پر تھا۔ اس کے ساتھ ماسٹر اور ٹائشر بھی بیٹھ گئے باقی ساتھی ٹرک کے عقبی حصے میں سوار ہو گئے اور ٹرکوں کا یہ قافلہ آگے بڑھ گیا۔ فیروز نے ٹرک کو کاشن کے مطابق جو کہ نمبر پر رکھا ٹرک رات بھر سفر کرنے کے بعد صبح دوسری چیک پوسٹ پر پہنچ گئے۔ یہ چیک پوسٹ اس جگہ تھی جہاں دشوار گزار پہاڑی علاقہ ختم ہو جاتا تھا۔ اور نسبتاً میدانی علاقہ شروع ہوجاتا تھا۔ چیک پوسٹ پر فوجی جوان اور آفیسر موجود تھے۔ ان کے ہاتھوں میں جدید ساخت کے بڑے بڑے گائیکر تھے۔ جیسے ہی قافلہ وہاں رکا۔ انہوں نے ان جدید گائیکروں کی مدد سے ایک ایک ٹرک کی چیکنگ شروع کردی۔ ماسٹر کے خیال کے مطابق یہی لمحہ ان کے مشن کا سب سے دشوار گزار لمحہ تھا۔ چنانچہ جب فوجی ان کے ٹرک کو چیک کرنے لگے تو ماسٹر نے ہونٹ بھینچ لئے۔ ٹرک کو اوپر سے لے کر نیچے تک مکمل طور پر چیک کیا گیا۔ دو فوجی گائیکر لئے ٹرک کے نیچے چلے گئے اور انہوں نے گائیکر کی مدد سے ٹرک کے نچلے حصے کو پوری طرح چیک کیا۔ آخر میں فرنٹ کیبن کی باری آئی۔ لیکن انہیں باہر آنے کے لئے نہیں کہا گیا بلکہ دو فوجی دونوں طرف کے دروازوں سے اندر آئے اور انہوں نے جدید گائیکر کی مدد سے فرنٹ کیبن کو پوری طرح چیک کیا اور پھر اطمینان بھرے انداز میں سر ہلاتے ہوئے نیچے اتر گئے۔ اور ان کے نیچے اترنے

پر فیروز۔ ماسٹر اور ٹائشر تینوں نے اطمینان کے طویل سانس لئے۔ اب فوجی ان کے پیچھے کھڑے ہوئے ٹرک کو چیک کر رہے تھے۔

"گائیکر تو انتہائی جدید قسم کے ہیں" ـــــ ٹائشر نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ان کی تفصیلات اور رینج کے متعلق پہلے معلومات حاصل کرلی گئی ہوں گی" ـــــ ماسٹر نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

البتہ فیروز خاموش بیٹھا رہا۔ جب آخری ٹرک بھی چیک ہوگیا تو فوجیوں نے قافلے کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ اور قافلہ آگے بڑھنے لگا۔

میدانی علاقے میں پہنچ جانے کی وجہ سے ٹرکوں کی رفتار کافی تیز ہوگئی تھی۔ اس لئے سفر زیادہ تیز رفتاری سے کٹنے لگا۔ ماسٹر نے دیکھا کہ جس سڑک پر ان کا قافلہ سفر کر رہا تھا وہاں جگہ جگہ فوجیوں کی مخصوص جیپیں قافلے کے آگے پیچھے اور سائیڈوں میں آجا رہی تھیں۔ اور وہ اس کا مقصد سمجھ گیا کہ وہ لوگ قافلے پر پوری طرح نظر رکھے ہوئے ہیں تاکہ چیکنگ کے بعد قافلے میں کوئی تبدیلی نہ آسکے۔ ویسے بھی آخری ہدایات میں یہ بتا دیا گیا تھا کہ پہاڑی اڈے کے بعد ان کے قافلے نے مسلسل حرکت میں رہنا ہے۔ انہیں سوائے چیک پوسٹ کے اور کہیں رکنے کی اجازت نہ تھی۔ اور چیک پوسٹ پر بھی وہ ٹرکوں سے باہر نہ آسکتے تھے۔ تاکہ کوئی غلط آدمی ان میں شامل نہ ہوجائے۔

ٹرکوں کا یہ قافلہ مسلسل سفر کرتے کرتے تقریباً نو بجے پاکیشیا کے دارالحکومت کی حدود میں داخل ہوگیا۔ چونکہ یہاں کافی رش تھا۔

اس لئے قافلے کی رفتار آہستہ ہو گئی۔ اب ماسٹر اور اس کے ساتھی بھی سنبھل کر بیٹھ گئے اور پھر سوا نو بجے وہ زیرو کیمپ کی حدود میں داخل ہونے کے لئے آخری چیک پوسٹ پر رکے۔ یہاں بھی قافلے کے ٹرکوں کی مکمل اور پوری طرح چیکنگ کی گئی۔ لیکن یہاں بھی اُسی ساخت کے کائیکر تھے۔ جن سے دوسری چیک پوسٹ پر چیکنگ کی گئی تھی۔ جب سب ٹرکوں کی چیکنگ مکمل ہو گئی تو کیمپ کا خاردار تاروں سے بنا ہوا دروازہ کھول دیا گیا۔ اور ٹرک ایک ایک کر کے اندر داخل ہونے لگے۔ زیرو کیمپ خاصا وسیع رقبے پر پھیلا ہوا تھا۔ ایک سائیڈ پر ٹین کی نالی دار چھتوں سے لمبے لمبے شیڈ بنائے گئے تھے اور ٹرک اپنے اپنے نمبر کے مطابق ان شیڈز میں پارک ہونے لگے۔ ماسٹر نے دیکھا کہ ان شیڈز کے عقب میں خاردار تار کی باڑ تھی۔ اور اس کی دوسری طرف الرٹ کیمپ کی خاکی رنگ کی بیرکیں نظر آ رہی تھیں۔ یہ بیرکیں فوجیوں کی تھیں۔ ماسٹر جانتا تھا کہ ان بیرکوں کے نیچے وہ خفیہ ذخیرہ ہے جس کے تین گرڈ ہیں۔ زیرو کیمپ کی ایک سائیڈ میں اسلحے کی بڑی بڑی پیٹیاں رکھی ہوئی تھیں جن پر مخصوص نشانات موجود تھے۔ اور یہ پیٹیاں باقاعدہ کھیپ کی صورت میں رکھی گئی تھیں۔ یعنی ہر ٹرک کا مال علیحدہ کر کے رکھا گیا تھا۔ ماسٹر نے اس کیمپ میں چند ایکریمین کو بھی دیکھا۔ وہ ان پیٹیوں کے نمبرز چیک کر رہے تھے۔ لیکن کیمپ کے اندر پاکیشیا کے بھی چند فوجی افسر اور سپاہی گھوم پھر رہے تھے۔ لیکن وہ کسی کام میں مداخلت نہ کر رہے تھے۔

ٹرکوں کو اس طرح پارک کیا گیا کہ ان کے سامنے کا رخ الرٹ کیمپ کی طرف تھا جب کہ عقبی حصہ اس طرف تھا جدھر اسلحے کی پیٹیاں موجود تھیں۔

"ان پیٹیوں کو لوڈ ہونے میں ایک گھنٹہ لگے گا۔ اور لوڈ ہونے کے بعد ہمیں کھانا کھانے اور چائے پینے کے لئے مزید ایک گھنٹہ کی اجازت ہو گی۔ اس لئے میں ٹائم بموں پر ڈیڑھ گھنٹے کا وقت لگا دیتا ہوں اور ریڈیم کو بھی ایڈجسٹ کر دیتا ہوں"

فیروز نے ٹرک کا دروازہ ایک ہاتھ سے کھولتے ہوئے ماسٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور ماسٹر نے سر ہلا دیا۔ اور پھر وہ سب ٹرک سے نیچے اتر آئے۔ باقی ٹرکوں کے ڈرائیور ان کے اسسٹنٹ اور لوڈر بھی ٹرکوں سے نیچے اتر آئے تھے۔ چونکہ ٹرکوں کے ڈرائیور اور ان کے اسسٹنٹ ٹرکوں کے بونٹ کھول کر پانی وغیرہ کی چیکنگ میں مصروف ہو گئے تھے۔ اس لئے فیروز نے نیچے اتر کر بونٹ کھولا اور پھر ماسٹر اور ناشہ کو خیال رکھنے کا کہہ کر وہ ادھر ادھر دیکھتا ہوا تیزی سے ٹرک کے نیچے رینگ گیا۔ جب کہ ماسٹر کے باقی ساتھی پیٹیاں اٹھا اٹھا کر ٹرک میں لوڈ کرنے میں مصروف ہو گئے۔

"ابے تم ٹرک کے نیچے کیا کر رہے ہو" ـــــ اچانک ایک فوجی کیپٹن نے قریب آ کر قدرے سخت لہجے میں کہا اس نے شاید فیروز کو نیچے جاتے دیکھ لیا تھا۔

"جناب ڈیفرنشل نے آواز دینی شروع کر دی تھی۔ اس لئے میں اسے چیک کر رہا ہوں" ـــــ فیروز نے گھسٹ کر سر باہر

نکالتے ہوئے جواب دیا۔

"پھر کیا خرابی ہے۔ اگر کوئی ملبی خرابی ہے تو پھر ہم اس ٹرک کو لوڈ نہیں کرتے" ——— فوجی کیپٹن نے کہا۔

"جناب۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ دو نٹ ڈھیلے تھے میں انہیں کس رہا ہوں" ——— فیروز نے کہا اور فوجی کیپٹن سر ہلاتا ہوا پیچھے ہٹ گیا۔ تھوڑی دیر بعد فیروز باہر آ گیا۔ اس نے کپڑے جھاڑے اور پھر وہ ٹرک کے بونٹ پر چڑھ گیا۔

"میں نے انہیں آن کر دیا ہے۔ اب دعا کرو کہ کوئی نیچے نہ گھسے ورنہ ٹائم بموں کی مخصوص آواز اُسے سنائی دے جائے گی" ——— فیروز نے بڑے رازدارانہ لہجے میں ماسٹر سے مخاطب ہو کر کہا اور ماسٹر نے سر ہلا دیا

"آؤ۔ اب بونٹ بند کر کے ہم بھی لوڈنگ میں شامل ہو جائیں تاکہ ہماری طرف کوئی خصوصی طور پر متوجہ نہ ہو سکے" ——— ماسٹر نے کہا اور پھر بونٹ بند کر کے وہ تینوں نیچے اترے اور اس کے بعد وہ بھی لوڈنگ میں شامل ہو گئے۔

عمران کی کار خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی زیرو کیمپ کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ ساتھ والی سیٹ پر جولیا۔ مرسیا کے میک اپ میں بیٹھی ہوئی تھی۔ عمران خود بھی میک اپ میں تھا۔ اور اس کے جسم پر فوجی یونیفارم تھی۔ اس نے کرنل کی یونیفارم پہن رکھی تھی۔ پچھلی سیٹ پر صفدر اور کیپٹن شکیل بھی کیپٹن کی یونیفارم پہنے بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران نے جیکین کے بارے میں تمام معلومات حاصل کر لی تھیں۔ لیکن اُسے معلوم تھا کہ جیکین اور اس کے ساتھی اپ لینڈ کے باشندوں کے میک اپ میں ہوں گے۔ اس لئے اس نے جولیا کو مرسیا کا میک اپ کیا تھا تاکہ جب جولیا کیمپ کے اندر داخل ہو تو جیکین لازماً اُسے وہاں دیکھ کر چونکے گا۔ اس طرح کم از کم جیکین کی نشاندہی ہو جائے گی۔ اور اس کے بعد باقی گروپ کو پکڑ لینا مشکل نہ رہے گا۔

عمران نے بطور ایکسٹو زیرو کیمپ اور اس سے ملحقہ الرٹ کیمپ کے متعلق تمام تفاصیل حاصل کر لی تھیں۔ ان تفاصیل سے اس نے آئیڈیا لگایا تھا کہ ماسٹر اور اس کے ساتھیوں کا مشن صرف زیرو کیمپ میں موجود اسلحے کے ذخیرے کو تباہ کرنے تک ہی محدود ہو گا۔ کیونکہ الرٹ کیمپ کو جس انداز میں تعمیر کیا گیا تھا اور اس کی سیکورٹی کے جو حفاظتی انتظامات تھے۔ ان حفاظتی انتظامات کے پیش نظر اس کیمپ میں کسی غیر متعلق آدمی کا داخل ہونا ناممکنات میں شامل تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ الرٹ کیمپ کے اندر ایسا حفاظتی نظام کام کرتا تھا۔ کہ اس کیمپ سے دس میل کی سرکل رینج میں دشمن کا کوئی طیارہ یا کوئی میزائل داخل ہی نہ ہو سکتا تھا۔ اس طرح الرٹ کیمپ زیرو کیمپ سے بھی کوئی راکٹ یا بم نہ پھینکا جا سکتا تھا۔ زیرو کیمپ اور الرٹ کیمپ کے درمیان بظاہر خاردار تار کی باڑ تھی۔ لیکن اس باڑ کے پیچھے انتہائی طاقتور ریز جو انسانی آنکھ تو کجا کسی مشین سے بھی نظر نہ آسکتی تھی کی حفاظتی دیواریں قائم تھیں۔ اور الرٹ کیمپ کے تینوں گریڈ مکمل طور پر انتہائی جدید ترین کمپیوٹر کنٹرول کے تحت تھے۔ ان تمام انتظامات کو دیکھنے کے بعد عمران الرٹ کیمپ کی طرف سے مکمل طور پر مطمئن ہو گیا تھا۔
اس نے اس اینگل پر بھی سوچا تھا کہ اگر زیرو کیمپ میں موجود اسلحہ پھٹ جائے تو کیا اس اسلحے کے دھماکے سے الرٹ کیمپ کو کوئی نقصان پہنچ سکتا ہے۔ لیکن ایسی بھی صورت نہ تھی اگر زیرو کیمپ میں موجود تمام اسلحہ بیک وقت بھی بلاسٹ ہو جائے تب بھی الرٹ

کیمپ پر ذرہ برابر بھی آنچ نہ آسکتی تھی۔ اس لئے عمران نے پوری طرح مطمئن ہونے کے بعد اب زیرو کیمپ کے اسلحے کی تباہی کو بچانے اور ماسٹر اور اس کے گروپ کی گرفتاری کے لئے منصوبہ بندی کی تھی۔ صفدر، کیپٹن شکیل اور خود اپنے لئے اس نے ملٹری انٹیلی جنس سے ریڈ کارڈ حاصل کر لئے تھے۔ ان کارڈز کی وجہ سے انہیں نہ صرف زیرو کیمپ میں بلکہ اگر وہ چاہیں تو الرٹ کیمپ میں بھی آزادانہ آجا سکتے تھے اور زیرو کیمپ اور الرٹ کیمپ دونوں میں موجود تمام افسران ان کارڈز کی وجہ سے ان کے احکامات کی فوری تعمیل کرنے کے پابند تھے۔ عمران نے جو معلومات حاصل کی تھیں اس کے مطابق قافلہ تقریباً ساڑھے نو بجے زیرو کیمپ میں پہنچتا تھا اور پھر دو گھنٹوں تک وہیں رکنے کے بعد اس نے اسلحے سے لوڈ ہو کر واپس جانا تھا۔ آتے ہوئے چونکہ ٹرک خالی ہوتے تھے۔ اس لئے صرف چیک پوسٹوں پر ان کی چیکنگ کی جاتی تھی لیکن واپسی پر چونکہ وہ انتہائی قیمتی اسلحے سے لوڈ ہوتے تھے اس لئے اس کی حفاظت کے لئے باقاعدہ فضائی نگرانی کی جاتی تھی تاکہ کوئی دشمن اس اسلحے کو تباہ نہ کر سکے۔ اس کے علاوہ فوجی جیپیں واپسی کے وقت اپ لینڈ کی سرحد تک قافلے کی نگرانی کے لئے ساتھ جاتی تھیں۔
"یہ کس طرح اس کیمپ کو تباہ کریں گے کیا کوئی ٹائم بم فکس کریں گے" ——— صفدر نے پوچھا۔
"ٹائم بموں والے آئیڈیے پر میں نے سوچا تھا لیکن ٹرکوں کی

کیمپ میں داخلے کے وقت مکمل چیکنگ کی جاتی ہے۔ اس لئے کوئی ٹائم بم کسی بھی صورت ان ٹرکوں کے ساتھ اندر نہیں جا سکتا" عمران نے جواب دیا۔

" تو پھر آخر یہ ماسٹر گروپ کس طرح مشن مکمل کرے گا"۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

" جہاں تک میں نے سوچا ہے۔ یہ لوگ وہاں موجود اسلحے کو ڈی چارج کرنے کی کوشش کریں گے۔ لیکن اعلیٰ حکام نے بتایا ہے کہ یہ اسلحہ حفاظتی پیٹیوں میں انتہائی محفوظ طریقے سے بند ہوتا ہے۔ اور ان کے وارہیڈ علیحدہ ہوتے ہیں۔ اس لئے اس اسلحے کو کسی بھی طرح ڈی چارج نہیں کیا جا سکتا"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"ہو سکتا ہے وہ کوئی خاص آلہ استعمال کریں"۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔

" ہاں۔ ہو تو سکتا ہے۔ روسیاہ سائنسی طور پر بہت ایڈوانس ہے۔ بہر حال جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ اگر جیکسن کی نشاندہی ہو جائے تو پھر ہمارا کام آسان ہو جائے گا"۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

اور تھوڑی دیر بعد کار اس سڑک پر مڑ گئی جس کے اختتام پر زیرو کیمپ کا مین گیٹ تھا۔ لیکن اس سڑک پر مڑتے ہی عمران بے اختیار چونک پڑا۔ کیونکہ آگے فوجیوں نے راستہ بلاک کر رکھا تھا۔ اور اس سڑک پر وہ کسی کار کو نہ جانے دے رہے تھے۔ عمران کی کار کو بھی روک لیا گیا۔

" آپ آگے نہیں جا سکتے جناب"۔۔۔۔ ایک کیپٹن نے آگے بڑھ کر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یہ ریڈ کارڈ دیکھ رہے ہو کیپٹن"۔۔۔۔ عمران نے جیب سے کارڈ نکال کر کیپٹن کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

" یس سر۔۔۔۔ ہمیں اس بارے میں ہدایات مل چکی ہیں۔ لیکن سر آپ کو کم از کم ایک گھنٹہ انتظار کرنا ہوگا۔ کیونکہ وزیر دفاع اعلیٰ حکام کے ساتھ کیمپ کے دورے پر آ رہے ہیں۔ اس وقت تک ریڈ کارڈز بھی استعمال نہیں ہو سکتے"۔۔۔۔ کیپٹن نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

" اوہ۔۔۔۔ لیکن ہمیں تو اس دورے کے متعلق کوئی اطلاع نہیں ہے"۔۔۔۔ عمران نے چونک کر کہا۔

" یس سر۔ سرپرائز وزٹ ہے جناب"۔۔۔۔ کیپٹن نے جواب دیا۔

اور عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کار کو موڑا اور واپس چل پڑا اس کے چہرے پر گہری پریشانی کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔ شہر والی سڑک پر پہنچنے کے بعد اس نے کار ایک پبلک بوتھ کے سامنے روکی اور نیچے اتر کر وہ بوتھ میں داخل ہو گیا۔ لیکن اسی لمحے اسے خیال آیا کہ فوجی یونیفارم کی وجہ سے اس کے پاس سکے تو موجود نہیں ہیں جس کی مدد سے وہ پبلک فون بوتھ کا فون استعمال کر سکتا۔ اس لئے وہ واپس مڑا اور ایک بار پھر ڈرائیونگ سیٹ پر آ بیٹھا۔

" کیا ہوا۔ کیا فون نہیں کیا"۔۔۔۔ جولیا نے اس سے اتنی جلدی

والس آتے دیکھ کر پوچھا۔

"وہ سکے نہیں ہیں۔ اب کسی کیفے سے فون کرنا ہوگا" ــــ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور اس نے کار آگے بڑھا دی۔

تھوڑی ہی دور ایک کیفے تھا۔ عمران نے کار اس کے سامنے روکی اور پھر نیچے اتر گیا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کیفے میں داخل ہوا اور سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ کیفے میں اس وقت اکا دکا ہی گاہک تھے۔ کرنل کی یونیفارم کی وجہ سے کاؤنٹر پر موجود کاؤنٹرمین اسے دیکھتے ہی مستعد ہوگیا۔ اور عمران جیسے ہی کاؤنٹر کے قریب پہنچا اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں اسے سلام کیا۔

"ایک فون کرنا ہے" ــــ عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"یس سر" ــــ کاؤنٹر بوائے نے جواب دیا اور ساتھ ہی کاؤنٹر پر رکھا ہوا فون اس کی طرف کھسکا دیا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے دانش منزل کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو" ــــ دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"کرنل عمران بول رہا ہوں جناب۔ ہمیں کیمپ میں جانے سے روک دیا گیا ہے۔ کیونکہ وزیر دفاع سرپرائز وزٹ پر آنے والے ہیں۔ آپ فوری طور پر ان کے اس دورے کو کینسل کرا دیں۔ یا پھر دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ ہمیں اجازت دلوا دیں"

عمران نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ ان کے وزٹ کی اطلاع تو نہیں ہے۔ پھر یہ وزٹ کیسا ہے" ــــ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے پریشان لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ لیکن اکثر ایسے سرپرائز وزٹ ہوتے رہتے ہیں۔ چونکہ انہیں ہمارے مشن کے متعلق کوئی اطلاع نہیں ہے۔ اس لئے انہیں اصل بات کا علم ہی نہ ہوگا" ــــ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں ابھی ایڈجسمنٹ کرتا ہوں" ــــ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے جواب دیا۔ اور عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھا اور تیزی سے واپس مڑ کر کیفے سے باہر نکل آیا۔

"میں نے ایکسٹو سے بات کی ہے۔ کہ یا تو اس وزٹ کو کینسل کرایا جائے یا پھر ہمیں اس وزٹ کے باوجود اجازت دلا دی جائے" ــــ عمران نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہی اپنے ساتھیوں سے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار آگے بڑھائی اور پھر اسے موڑ کر واپس اسی سڑک کی طرف بڑھا دیا۔ جدھر زیرو کیمپ کا مین گیٹ تھا۔

کار جب اس پہلے سپاٹ پر پہنچی جہاں اسے پہلے روکا گیا تھا تو ایک بار پھر انہیں روک لیا گیا۔

"سر۔ میں نے پہلے بھی درخواست کی تھی کہ ایک گھنٹے تک آپ آگے نہیں جا سکتے" ــــ اسی کیپٹن نے آگے بڑھ کر کہا اس کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"کوئی بات نہیں کیپٹن۔ میں نے بات کر لی ہے۔ ابھی ہمارے متعلق تمہارے پاس خصوصی ہدایات پہنچ جائیں گی۔ اس وقت تک ہم یہیں انتظار کریں گے"۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ اور کار ایک سائیڈ پر روک دی۔

پھر تقریباً دس منٹ بعد ایک اور کیپٹن دوڑتا ہوا ان کی طرف آیا۔ اس نے وہاں موجود پہلے کیپٹن سے کچھ کہا تو وہ سر ہلاتا ہوا عمران کی طرف بڑھا۔ اس نے قریب آ کر بڑے مؤدبانہ انداز میں سیلوٹ کیا۔

"جناب سرپرائز وزٹ کینسل ہو گیا ہے۔ آپ اب آگے جا سکتے ہیں سر"۔۔۔۔ کیپٹن نے کہا۔ اور عمران نے سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔

"کمال ہے۔ چیف باس کے پاس اتنے اختیارات ہیں کہ وزیر دفاع کا وزٹ کینسل کرا سکتا ہے"۔۔۔۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بس ایک کام وہ نہیں کر سکتا۔ ورنہ تو وہ صدر مملکت کو بھی معطل کر سکتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"وہ کون سا کام ہے"۔۔۔۔ جولیا نے انتہائی حیرت بھرے انداز میں چونک کر پوچھا۔

"میرا نکاح پڑھوانے والا"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور پچھلی سیٹ پر موجود صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس

پڑے۔ جب کہ جولیا نے مسکراتے ہوئے منہ دوسری طرف کر لیا۔

"آپ کو اس کے علاوہ اور کوئی نکاح پڑھوانے والا نہیں ملتا"۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ملتے تو بہت ہیں۔ لیکن اکیلے رجسٹر اٹھائے آ جاتے ہیں۔ اب بتاؤ کیا میں رجسٹر سے نکاح کرواؤں گا"۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ اور کار ایک بار پھر قہقہوں سے گونج اٹھی۔

"بکواس مت کرو۔ تم خاموش نہیں رہ سکتے"۔۔۔۔ جولیا نے مصنوعی غصے سے کہا۔

"رہ سکتا ہوں۔ بلکہ مجبوراً رہنا پڑے گا۔ لیکن بعد میں۔ میرا مطلب ہے"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور اس کا مطلب بغیر بتائے سب سمجھ گئے۔ اور کار میں ایک اور قہقہہ گونج اٹھا۔

اسی لمحے کار زیرو کیمپ کے خاردار تاروں سے بنے ہوئے گیٹ پر پہنچ گئی۔ گیٹ کے باہر چار مسلح فوجی بڑے الرٹ کھڑے تھے۔ عمران نے ریڈ کارڈ ایک فوجی کی طرف بڑھایا۔ تو اس نے ریڈ کارڈ دیکھتے ہی انتہائی مستعدی سے سیلوٹ کیا۔

"حکم سر"۔۔۔۔ سپاہی نے پوچھا۔

"گیٹ کھولو۔ ہم اندر جائیں گے"۔۔۔۔ عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ لیکن سر اندر لوڈنگ ہو رہی ہے۔ اس لئے اگر آپ کار یہیں چھوڑ دیں تو بہتر ہے۔ سیکورٹی کے تحت"

فوجی سپاہی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ یس۔ ٹھیک ہے"۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے کار ایک سائیڈ پر روکی اور ساتھیوں کو نیچے اترنے کا کہہ کر وہ کار سے نیچے اتر آیا۔ جولیا۔ صفدر۔ اور کیپٹن شکیل بھی نیچے آ گئے۔ فوجی سپاہیوں نے گیٹ کھول دیا اور وہ چاروں ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔ اندر موجود فوجی افسران نے بھی ریڈ کارڈ دیکھتے ہی انہیں سیلوٹ کیا۔

"لوڈنگ کی کیا پوزیشن ہے"۔۔۔۔ عمران نے ٹرکوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"سر۔ لوڈنگ تو ابھی مکمل ہوئی ہے۔ اور سب لوگ اب کھانا پینے اور آرام کرنے کے لئے گئے ہیں"۔۔۔۔ ایک فوجی افسر نے بتایا۔

"اتنی جلدی کیسے ہو گئی"۔۔۔۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"سر۔ آج قافلہ آدھا گھنٹہ پہلے آ گیا تھا۔ سر بس اتفاق ہے" فوجی افسر نے جواب دیا۔

"یہ لوگ کہاں جاتے ہیں کھانے پینے"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"سر۔ یہاں قریب ہی بہت سے ہوٹل اور کیفے ہیں پرنس بازار میں"۔۔۔۔ فوجی افسر نے جواب دیا۔

"کیا یہ سب ایک جگہ جاتے ہیں یا مختلف جگہوں پر جاتے ہیں"

عمران نے پوچھا۔

"ایک جگہ تو سر ممکن ہی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ان کی تعداد کافی ہوتی ہے۔ لیکن یہ لوگ جاتے اسی بازار میں ہیں"۔۔۔۔ فوجی افسر نے جواب دیا۔

"اوہ ٹھیک ہے۔ لیکن یہ کس گیٹ سے جاتے ہیں مین گیٹ سے تو نہیں جاتے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"نو سر۔۔۔ سائیڈ گیٹ سے جاتے ہیں وہاں سے بازار قریب پڑتا ہے۔ اور پھر اسی گیٹ سے واپس آتے ہیں۔ وہاں واپسی پر ان کی مکمل چیکنگ ہوتی ہے"۔۔۔۔ فوجی افسر نے جواب دیا۔

"کہاں ہے وہ گیٹ۔ ہمیں دکھائیے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"آئیے سر"۔۔۔۔ فوجی افسر نے کہا۔ اور پھر وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو لے کر شمال کی طرف بڑھنے لگا۔

"میں یہیں رکوں گا۔ آپ نے انہیں چیک کرنا ہے"۔۔۔۔ عمران نے مڑ کر صفدر اور کیپٹن شکیل سے کہا۔ اور دونوں نے سر ہلا دیئے۔ وہ عمران کا مقصد سمجھ گئے تھے۔ کہ انہوں نے جولیا کی مدد سے جیکسن کو ٹریس کرنا ہے۔

"کوئی بات ہو تو زیرو ٹرانسمیٹر پر اطلاع دے دینا" عمران نے ایک بار پھر کہا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ کیمپ کے شمالی طرف آخری حصے میں ایک چھوٹے گیٹ پر پہنچ گئے۔ جہاں

فوجی پہرہ دے رہے تھے۔

"میرے ساتھی اس گیٹ سے اس بازار میں جائیں گے اور ہوسکتا ہے ان لوگوں کے ساتھ ہی واپس آئیں اس لئے آپ خیال رکھیں۔ کوئی رکاوٹ نہیں ہونی چاہیئے"۔۔۔۔۔ عمران نے گیٹ پہ پہنچ کر فوجی افسر سے کہا۔

"یس سر۔ آپ ریڈ کارڈز ہولڈر ہیں سر۔ آپ کے لئے کیا رکاوٹ ہوسکتی ہے۔ ویسے سر۔ اگر کوئی خاص بات ہو تو مجھے بتائیے۔ میں تقریباً ان سب لوگوں کو جانتا ہوں۔ گزشتہ تین سال سے یہاں مسلسل ڈیوٹی دے رہا ہوں سر"۔۔۔۔۔ فوجی افسر نے کہا۔

"کوئی خاص بات نہیں۔ میں یہیں رکوں گا۔ میرے خیال میں آپ یہاں میری زیادہ مدد کر سکتے ہیں"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

فوجی افسر نے سر ہلاتے ہوئے گیٹ پہ موجود فوجی سپاہیوں کو عمران کے ساتھیوں کے بارے میں ہدایات دینی شروع کر دیں۔ گیٹ کھول دیا گیا اور پھر جولیا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل تینوں اس گیٹ کو کراس کر کے پرنس بازار کی طرف بڑھ گئے۔ گیٹ بند ہونے تک عمران وہیں رکا رہا اور پھر واپس مڑ گیا۔

"کیا ہمیشہ یہی ٹرک یہاں آتے ہیں یا ادل بدل کر آتے ہیں"۔۔۔۔۔ عمران نے واپس مڑ کر شیڈز میں کھڑے ہوئے ٹرکوں کی طرف بڑھتے ہوئے فوجی افسر سے مخاطب ہو

کر پوچھا۔

"نہیں جناب۔ بدل بھی جاتے ہیں۔ جو فارغ ہوا وہ بھجوا دیا گیا۔ لیکن ان ٹرکوں کے ساتھ آنے والے لوگ وہی ہوتے ہیں۔ ان میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ یہ لوگ مخصوص تربیت یافتہ ہیں۔ اور ایسے لوگ ہیں جن پہ آنکھیں بند کر کے اعتماد کیا جا سکتا ہے"۔ فوجی افسر نے جواب دیا۔ اب وہ دونوں شیڈز میں کھڑے اسلحے سے لوڈ ٹرکوں کے قریب پہنچ گئے تھے۔

"یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ راستے میں کہیں ایک گروپ بدل دیا جائے"۔۔۔۔۔ عمران نے پہلے ٹرک کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"نو سر۔ ایسا ناممکن ہے۔ یہ قافلہ صرف پوشنام کی پہاڑیوں میں واقع ایک اڈے پہ ایک گھنٹے کے لئے رکتا ہے۔ اور وہاں سب لوگ اکٹھے ہوتے ہیں۔ چونکہ یہ سب اکٹھے کام کرتے ہیں اس لئے معمولی سی تبدیلی سے بھی واقف ہو سکتے ہیں" فوجی افسر نے جواب دیا۔

عمران ٹرکوں کو دیکھتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ اس نے چند ٹرکوں کو جھک کر نیچے سے بھی دیکھا۔ لیکن کوئی مشکوک بات اس کی نظروں میں نہ آسکی۔ اسے یہ بات ابھی تک سمجھ نہ آرہی تھی کہ آخر ماسٹر اور اس کا گروپ کس طرح یہ ذخیرہ تباہ کرے گا۔ وہ ٹرکوں کے گرد گھومتا رہا۔ انہیں چیک کرتا رہا۔ کئی ٹرکوں کے نیچے بھی وہ گھس گیا۔ لیکن سب کلیر تھے۔ کہیں بھی کوئی چیز مشتبہ نظر نہ

آرہی تھی۔ ویسے ہر ٹرک کے اندر قانون کے مطابق چابیاں اگنیشن میں موجود تھیں تاکہ ایمرجنسی میں انہیں آسانی سے ادھر ادھر کیا جا سکے۔

"آپ کیا چیک کرنا چاہتے ہیں جناب" ——— اس فوجی افسر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"آپ کا نام کیپٹن" ——— عمران نے اس کے سوال کا جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کر دیا۔

"اوہ سر۔ میرا نام نعمان ہے۔ کیپٹن نعمان۔ اور میرا تعلق سپیشل سیکورٹی سے ہے" ——— کیپٹن نعمان نے چونک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیپٹن نعمان ——— آپ نے یہاں کوئی بات خلاف معمول دیکھی ہو تو مجھے بتائیں۔ اشارے کے طور پر اتنا بتا دوں کہ انتہائی باخبر ذرائع سے اطلاعات ملی ہیں کہ اس قافلے میں ایسے لوگ شامل ہیں جو اس کیمپ کو بلاسٹ کرنا چاہتے ہیں" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیمپ بلاسٹ کرنا چاہتے ہیں۔ اوہ سر۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ لوگ بالکل وہی ہیں جو مکمل طور پر چیکڈ ہیں۔ ٹرکوں کو بھی باہر جدید ترین گائیگرز سے چیک کیا گیا ہے۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے" کیپٹن نعمان کا چہرہ دھواں دھواں ہو گیا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے عمران کی بات پر یقین نہ آ رہا ہو۔

"میں نے پوچھا ہے۔ کوئی غیر معمولی بات جو آپ نے آج

دیکھی ہو" ——— عمران نے پہلے سے زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

"غیر معمولی بات ——— اوہ۔ ایسی تو کوئی بات نہیں۔ ہاں البتہ ایک بات ایسی ہے جو شاید غیر معمولی تو نہ کہلائی جا سکے۔ لیکن بہرحال اکثر ایسا نہیں ہوتا" ——— کیپٹن نعمان نے سوچنے کے سے انداز میں جواب دیا۔

"کون سی بات۔ جلدی بتائیں" ——— عمران نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"ایک ٹرک کا ڈرائیور ٹرک روک کر اس کے نیچے گھس گیا تھا۔ میں نے پوچھا تو اس نے بتایا کہ ڈیفرنیشل سے آوازیں آ رہی تھیں۔ دو نٹ ڈھیلے ہو گئے تھے وہ انہیں کس رہا ہے" کیپٹن نعمانی نے جواب دیا۔

"ڈیفرنیشل کے نٹ کس رہا تھا۔ اوہ ڈیفرنیشل میں تو باہر کوئی نٹ نہیں ہوتے۔ اوہ کون سا ٹرک ہے۔ جلدی بتائیں" ——— عمران نے انتہائی تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ سر۔ واقعی اس بات کا تو مجھے بھی خیال نہ آیا تھا" کیپٹن نعمان نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"ٹرک بتاؤ۔ جلدی" ——— عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"ادھر سر۔ اسد خان والا لارنس ٹرک۔ یہ چار نمبر یہ کھڑا ہے سر" ——— کیپٹن نعمان نے بری طرح بوکھلاتے ہوئے ایک ٹرک کی طرف اشارہ کیا۔ اور عمران اس ٹرک کی طرف دوڑ پڑا۔ یہ بھی لارنس ٹرک تھا اور پورے قافلے میں یہ واحد لارنس ٹرک

تھا۔ عمران اس کے قریب پہنچ کر جھکا۔ اور تیزی سے اس کے نیچے
رینگ گیا۔ اور اس کے نیچے رینگتے ہی اس کے کانوں میں ٹائم بم
کی ہلکی ہلکی ٹک ٹک کی آوازیں پڑیں اور وہ بری طرح چونک پڑا۔
آوازوں کی وجہ سے اس نے ان بموں کی لوکیشن چیک کر لی۔ یہ
دونوں بم ٹرک کی باڈی کے اندر باقاعدہ خلنے بنا کر فٹ کئے
گئے تھے۔ اور ان بموں کے گرد ادتی نمدے اس طرح ٹھنس کئے
گئے تھے کہ صرف ایک ڈائل اور ناب اس نمدے سے باہر نکلی
ہوئی نظر آ رہی تھی۔ اور اس ڈائل اور ناب کی ساخت سے ہی پتہ چلتا
تھا کہ یہ پہلے نمدے کے اندر تھے پھر اُسے کھینچ کر باہر نکالا گیا
ہے۔ عمران نے جلدی سے ڈائل پر نظر ڈالی اور دوسرے لمحے
وہ بری طرح چونک پڑا۔ کیونکہ بم کے بلاسٹ ہونے میں صرف
پانچ منٹ باقی رہ گئے تھے۔ عمران تیزی سے دوسرے بم کی
طرف بڑھا اور پھر اس کی آنکھیں خوف سے پھیلتی گئیں۔ کیونکہ دوسرے
بم پر بھی وہی وقت تھا۔ جو پہلے بم پر تھا۔ اور عمران نے بجلی کی سی
تیزی سے اس کی ناب گھمائی۔ تاکہ اس کو بے کار کر سکے۔ لیکن ناب
فری تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ ٹائم بم ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس
کا رابطہ بم سے ختم ہو جاتا تھا بم بھی بالکل جدید ساخت کا تھا۔ اور
اب وقت اتنا نہ رہ گیا تھا کہ وہ بیک وقت دونوں بموں کو
بے کار کر سکتا یا انہیں کھول سکتا۔ لیکن عمران جانتا تھا کہ پانچ منٹ
کے بعد جب یہ بم پھٹیں گے تو پھر اس کیمپ میں موجود اسلحے کے
پھٹنے سے کس قدر خوف ناک تباہی مچے گی۔ ایک لمحے کے لئے
اُسے خیال آیا کہ وہ اس ٹرک کو باہر نکال کر کیمپ سے دور لے جائے۔
اس طرح باقی کیمپ کے اسلحے کو بچایا جا سکتا تھا۔ لیکن دوسرے
لمحے اس کو خیال بدلنا پڑا۔ کیونکہ یہ بم جس ساخت کے تھے ان میں
اس بات کا خیال رکھا گیا تھا کہ چارج ہونے کے بعد اگر انہیں ذرا
سی بھی حرکت دے دی جاتی تو پھر یہ وقت پر پھٹنے کی بجائے
فوری طور پر پھٹ جاتے تھے اس لئے اس نے فوری طور پر ان
بموں کو ناکارہ کرنے کی کوشش شروع کر دی۔ اس نے بجلی
کی سی تیزی سے بم کے گرد لپٹے ہوئے نمدوں کو ہاتھ سے کھینچنا
شروع کر دیا۔ اس کے ہاتھ واقعی بجلی کی سی تیزی سے چل رہے
تھے۔ اور پھر شدید ترین جدوجہد کے بعد وہ نمدے ہٹانے اور
ایک باریک سی تار کو چیک کر لینے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے
جلدی سے اپنے ہاتھ کو مخصوص انداز میں جھٹکا اور اس کے ناخنوں
میں لگے ہوئے بلیڈ باہر آ گئے۔ اور پھر اس نے بلیڈ کی مدد سے
تار کو کاٹنا شروع کر دیا۔ اس کے ہاتھ کو زوردار جھٹکے لگنے شروع
ہو گئے۔ لیکن وہ ہونٹ بھینچے اسے کاٹنے میں مصروف رہا۔ اُسے
معلوم تھا کہ وقت تیزی سے گزر رہا ہے۔ اور اگر یہ بم اس وقت
پھٹ گئے جب وہ ٹرک کے نیچے ہوا تو پھر اس کے جسم کا ایک
ایک ریزہ فضا میں بکھر جائے گا۔ لیکن اس وقت اس کے سامنے
اپنی جان کی بجائے صرف اپنے ملک کا مفاد تھا۔ لہٰذا جس قدر
لمحات گزرتے جا رہے تھے عمران یقینی موت کے قریب ہوتا جا
رہا تھا۔ لیکن وہ اپنے کام میں مصروف رہا۔ اور پھر ایک زوردار جھٹکے

سے وہ تار توڑنے میں کامیاب ہو گیا۔ اور اس تار کے ٹوٹتے ہی بم سے نکلنے والی ٹک ٹک کی آواز بند ہو گئی۔ اور سوئی بھی ساکت ہو گئی۔ بم کے بلاسٹ ہونے میں اب صرف تین منٹ باقی رہ گئے تھے۔ عمران اس بم کو ناکارہ بنا کر تیزی سے دوسرے بم کی طرف رینگتا گیا۔ لیکن اس بم تک پہنچنے میں اس کی نظریں درمیان میں ایک اور خانے پر پڑ گئیں۔ یہاں بم کی باڈی کے ہم رنگ ایک چوڑا اور چپٹا لمبا سا میزائل نما بم فٹ تھا۔ جس کے آگے پتلی سی نوک تھی۔ اس کو دیکھتے ہی عمران کا ذہن خوف ناک زلزلوں کی زد میں آ گیا۔ وہ اس کی ساخت سے ہی پہچان گیا تھا کہ یہ کیا چیز ہے۔ یہ میزائل نما بم اس طرح فٹ تھا کہ اسے کسی صورت بھی اتنی جلدی نہ ہٹایا جا سکتا تھا۔ اور اب اتنا وقت بھی نہ رہا تھا کہ وہ دوسرے ٹائم بم کے نمبرے کھینچ کر ہٹاتا اور اس کی تار کو توڑتا اب صورت حال اس کے کنٹرول سے باہر ہو گئی تھی۔ وہ تیزی سے باہر کی طرف رینگا۔

"ٹائم بم فٹ ہیں اس ٹرک کے نیچے۔ دوڑو۔ جلدی کرو۔ صرف تین منٹ باقی ہیں۔ اس کے ساتھ والے ٹرک ہٹاؤ۔ جلدی کرو"

عمران نے باہر نکل کر پوری قوت سے چیختے ہوئے کہا۔ اور باہر کھڑا کیپٹن نعمان ٹائم بموں کی بات سنتے ہی اس طرح لہرایا جیسے ابھی بے ہوش ہو کر گر پڑے گا۔ عمران دوڑتا ہوا ساتھ والے ٹرک کی طرف بڑھا اور بجلی کی سی تیزی سے وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ٹرک کی چابی اگنیشن میں موجود تھی۔ عمران کا ہاتھ حرکت میں آیا۔ اور ٹرک کا طاقتور انجن سٹارٹ ہو گیا۔ عمران نے یک لخت ٹرک بیک کیا

اور پھر اُسے انتہائی تیزی سے گھماتا ہوا —— ٹرک کی دوسری طرف کھڑے ٹرک کی طرف بڑھاتے لئے گیا۔ موت اب صرف چند لمحوں کے فاصلے پر رہ گئی تھی۔ لیکن عمران نے دوسرے ٹرک کی سائیڈ میں جا کر اپنے ٹرک کا فرنٹ حصہ اس طرح زور سے مارا کہ وہ ٹرک ٹیڑھا ہو کر دوسرے ٹرک سے ٹکرایا۔ عمران ایکسیلیٹر دبائے چلا گیا۔ اور ہیوی ٹرک پوری قوت سے دوسرے ٹرک کو دھکیلتا ہوا تیسرے ٹرک سمیت مڑ کر آگے بڑھتا گیا۔ عمران کے جسم کا پورا خون اس کے چہرے پر جمع ہو چکا تھا۔ لیکن اس کے حواس اپنی جگہ پر قائم تھے۔ وہ اپنے ٹرک کی مدد سے اسلحے سے بھرے ہوئے دونوں ٹرکوں کو دھکیلتا ہوا لا دنس ٹرک سے دور لیتا گیا۔ اب اس کے خیال کے مطابق تقریباً وقت پورا ہو گیا تھا۔ اس لئے وہ ٹرک سے نیچے کودا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا ان ٹرکوں سے دور خالی حصے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس طرف اُسے —— حفاظتی سرنگوں کا ایک سلسلہ سا نظر آ گیا تھا۔ جو شاید سیکورٹی اصولوں کے تحت بنائی گئی تھیں۔

کیپٹن نعمان اس دوران مین گیٹ کے پاس پہنچ کر بُری طرح چیخ رہا تھا۔ ابھی عمران سرنگوں کے قریب پہنچا تھا کہ یک لخت اس قدر خوف ناک دھماکہ ہوا کہ عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم کے ٹکڑے اڑ گئے ہوں۔ اس نے اپنے ذہن کو سنبھالنے کی آخری کوشش کی لیکن پھر اس کے ذہن پر تاریکی کا پردہ یک لخت پھیل سا گیا۔ بس آخری احساس جو اس کے ذہن میں رہ گیا تھا وہ صرف

اس قدر تھا کہ وہ کسی گہری جگہ میں گر رہا ہے ۔ اور اس کے ارد گرد خوف ناک اور تباہ کن دھماکوں کا ایک طویل سلسلہ جاری ہے ۔ جس خوف ناک تباہی سے کیمپ کو بچانے کے لئے وہ آیا تھا ۔ وہ تباہی آخر کار واقع ہو ہی گئی تھی ۔ قیامت خیز تباہی ۔ جس کا انجام سوائے موت کے اور کچھ نہ ہو سکتا تھا ۔

کیمپ کے شمالی گیٹ سے نکل کر صفدر ، کیپٹن شکیل اور جولیا تیزی سے پرنس بازار کی طرف بڑھتے چلے گئے ۔ اس بازار میں واقعی چھوٹے چھوٹے ہوٹلوں ۔ کیفوں اور ریستورانوں کا ایک طویل سلسلہ پھیلا ہوا تھا ۔ اور وہاں ہر جگہ اپ لینڈ کے باشندے ہی کھاتے پیتے اور گھومتے پھرتے نظر آرہے تھے ۔ یہاں پہنچ کر صفدر نے جولیا کو آگے چلنے کا اشارہ کیا ۔ اور جولیا تیز تیز قدم اٹھاتی آگے بڑھ گئی ۔ جب کہ کیپٹن شکیل اور صفدر دونوں اس کے پیچھے کچھ فاصلہ دے کر چلنے لگے ۔ ان کی تیز نظریں وہاں گھومتے ہوئے اپ لینڈ کے باشندوں کے چہروں پر جمی ہوئی تھیں ۔ جولیا ایک ایک ریستوران اور ہوٹل میں داخل ہوتی اور پھر واپس مڑ جاتی ۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اُسے کسی کی تلاش ہو ۔ لیکن صفدر ۔ اور کیپٹن شکیل نے اب تک کسی بھی اپ لینڈ کے باشندے

کو چونکتے ہوئے نہ دیکھا تھا۔ ان سب کی نظروں میں جولیا کے لئے جو مرسیل کے میک اپ میں تھی مکمل طور پر اجنبیت تھی۔ اسی طرح گھومتے ہوئے وہ تینوں آگے بڑھے جا رہے تھے کہ اچانک ایک کمرشل پلازہ کی عظیم الشان بلڈنگ کی سائیڈ گلی سے ایک اپ لینڈ کا باشندہ تیزی سے نکلا اور جولیا کی طرف بڑھتا آیا۔ اور اُسے دیکھتے ہی صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں بے اختیار چونک پڑے۔ کیونکہ اس آدمی کی آنکھوں میں انہیں دور سے ہی شدید حیرت کے آثار نظر آ گئے تھے۔

"مرسیا تم مرسیا ہو"۔۔۔۔ اس نے جولیا کے قریب پہنچ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور جولیا اس کی آواز سن کر چونک کر رک گئی۔

"تم مجھے کیسے جانتے ہو"۔۔۔۔ جولیا نے مرسیا کے لہجے میں حیرت ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ مرسیا۔۔۔۔ تم یہاں اس وقت کیوں گھوم رہی ہو۔ میں جیکسن ہوں۔ ادھر آؤ میرے ساتھ۔ ورنہ ابھی ماری جاؤ گی"

اس آدمی نے جولیا کا بازو پکڑا اور پھر اُسے زبردستی گھسیٹتا ہوا کمرشل پلازہ کے ساتھ گلی کی طرف لیتا چلا گیا۔

"جیکسن تم۔۔۔۔ یہ تمہارا روپ۔ اوہ۔ تم یہاں"۔۔۔۔ جولیا نے بڑی طرح بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"احمق عورت۔ ابھی یہ پورا بازار ہولناک تباہی کی زد میں آنے والا ہے۔ ادھر آؤ جلدی کرو"۔۔۔۔ جیکسن جولیا کا بازو پکڑے اُسے

تقریباً گھسیٹتا ہوا گلی کے اندر دوڑتا گیا۔ اور پھر گلی کے تقریباً اختتام پر وہ ایک دروازے کے سامنے رکا۔ اس دروازے کی زنجیر باہر سے لگی ہوئی تھی۔ اس نے زنجیر کھولی اور دروازہ کھول کر جولیا سمیت اندر غائب ہو گیا۔ دروازہ اس نے بند کر دیا تھا۔ دروازے کی دوسری طرف ایک چھوٹا سا صحن تھا۔ جیکسن اُسے گھسیٹتا ہوا کونے میں موجود ایک گٹر کے دہانے پر پہنچا۔ جس کا ڈھکن کھلا ہوا تھا اور اندر جاتی سیڑھیاں جو لوہے کی بنی ہوئی تھیں صاف دکھائی دے رہی تھیں۔

"جلدی اترو نیچے۔ جلدی کرو"۔۔۔۔ جیکسن نے غراتے ہوئے کہا۔ اور جولیا کو تقریباً اٹھا کر اس نے اندر دھکیلنے کی کوشش کی۔ جولیا تیزی سے سیڑھیاں اترنے لگی۔ اور تھوڑی دیر بعد ہ ایک بڑے سے خشک گٹر میں کھڑی تھی۔ جیکسن بھی نیچے اتر یا تھا۔ اور اس نے گٹر کا ڈھکن بند کر دیا تھا۔

"یہ تم مجھے کہاں لے آئے ہو"۔۔۔۔ جولیا نے اس بار ندر سے سخت لہجے میں کہا۔

"میں تمہیں موت کے منہ سے بچا لایا ہوں۔ گو میرے ساتھی ناراض ہوں گے لیکن تمہیں اس طرح مرتا میں نہیں دیکھ سکتا۔ ں اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہوں۔ آؤ ادھر"۔۔۔۔ جیکسن نے ونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اور ایک بار پھر جولیا کا بازو پکڑے ہ اُسے گھسیٹتا ہوا گٹر میں دوڑنے لگا۔ گٹر کچھ دور جا کر اچانک ند ہو گیا۔ سامنے ایک ٹھوس دیوار سی تھی۔ جیکسن نے اس دیوار

ہا ـــ ہا ـــ ہا ـــ اب پاکیشیا کو تباہی سے کوئی نہیں
بچا سکتا ـــ ماسٹر کے حلق سے مسرت سے بھرپور چیختی
ہوئی آواز سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی جولیا کو یوں محسوس
ہوا جیسے اس کمرے کی چھت پر مسلسل خوف ناک میزائلوں کی
بارش ہو رہی ہو۔ کمرے کی حرکت لمحہ بہ لمحہ بڑھتی جا رہی تھی۔ اور پھر
یک لخت ایک انتہائی خوف ناک دھماکہ ہوا اور جولیا کو یوں محسوس
ہوا جیسے کمرے کی چھت اس کے اوپر آ گری ہو۔ اور اس کے ساتھ
ہی اس کا ذہن اس کا ساتھ چھوڑ گیا۔ اس کے ذہن پر گہرے اندھیرے
نے بھرپور یلغار کر دی تھی۔

اب لینڈ کا باشندہ جیسے ہی جولیا کو گھسیٹ کر کمرشل پلازہ کی
سائیڈ گلی میں غائب ہوا ـــ صفدر اور کیپٹن شکیل بجلی کی سی تیزی
سے اس گلی کی طرف دوڑے۔ لیکن چونکہ وہ کچھ فاصلے پر تھے۔ اس
لئے جب وہ گلی میں داخل ہوئے تو جولیا اور وہ آدمی جو یقیناً جیکن
تھا غائب ہو چکے تھے۔

"یہ یقیناً اس دروازے سے اندر گئے ہوں گے۔ اور کوئی جگہ
نہیں ہے" ـــ صفدر نے دوڑتے ہوئے ایک سائیڈ پر
موجود بند دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور کیپٹن
شکیل نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔ اور چند لمحوں بعد وہ دونوں
دروازے کے قریب پہنچ کر رک گئے۔ صفدر نے دروازے
کو دھکیلا لیکن دروازہ اندر سے بند تھا۔ لیکن دروازے کے
پٹ دھکیلنے کی وجہ سے درمیان سے کچھ کھل گئے۔ صفدر نے

اس جھری سے آنکھ لگا دی۔ دوسری طرف ایک چھوٹا سا صحن نظر آ
رہا تھا۔ جو کہ چاروں طرف سے اونچی اونچی دیواروں سے بند تھا۔
لیکن جولیا اور جیکسن وہاں نظر نہ آ رہے تھے۔ اسی لمحے صفدر کی
نظریں صحن میں گٹر کے دہانے پر جم گئیں۔ دہانے پر موجود ڈھکن ہل
رہا تھا۔ اور پھر وہ ایک جگہ ایڈجسٹ ہو کر ساکت ہو گیا۔

"اوہ۔ وہ اسے لے کر گٹر میں اتر گیا ہے"۔۔۔۔ صفدر نے
کہا اور پھر اس نے انتہائی پھرتی سے جیب سے سائیلنسر لگا
ریوالور نکالا۔ اور اس جھری سے نظر آنے والی زنجیر جو کہ دائیں بائیں
جا کر غائب ہو رہی تھی کا نشانہ لے کر اس نے ٹریگر دبا دیا۔ ٹھک کی
آواز کے ساتھ ہی زنجیر ٹوٹ گئی۔ اور دروازہ ایک دھماکے سے
کھل گیا۔ اور صفدر اچھل کر اندر داخل ہو گیا۔ ریوالور بدستور اس
کے ہاتھ میں تھا۔ کیپٹن شکیل اس کے پیچھے اندر داخل ہوا۔ اور
صفدر کے پیچھے دوڑتا ہوا اس گٹر کے دہانے تک پہنچ گیا۔

"ہوشیار رہنا۔ میں یہ ڈھکن ہٹا رہا ہوں۔ ہو سکتا ہے نیچے
سے فائر ہو"۔۔۔۔ صفدر نے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر
کہا اور کیپٹن شکیل نے سر ہلاتے ہوئے اپنا ریوالور سیدھا کر
لیا۔ صفدر اس دوران اپنا ریوالور جیب میں ڈال چکا تھا اور پھر جھک
کر اس نے گٹر کے ڈھکن کے دونوں سائیڈوں پر موجود کنڈوں
میں ہاتھ ڈالا اور ایک زوردار جھٹکے سے دہانے پر فٹ ڈھکن کو
اٹھا کر ایک طرف گھسیٹ لیا۔

وہ دونوں ہی بڑے محتاط انداز میں کھڑے دہانے کو دیکھ رہے

تھے۔ لیکن جب کچھ دیر تک اندر سے کسی ردعمل کا مظاہرہ نہ ہوا تو
صفدر نے آگے بڑھ کر احتیاط سے اندر جھانکا یہ خشک گٹر تھا۔
جو کہ خالی نظر آ رہا تھا۔

"وہ کہیں آگے نکل گئے ہیں۔ ہمیں اندر جانا ہو گا"۔۔۔۔ صفدر
نے مڑ کر کیپٹن شکیل سے کہا۔ اور پھر وہ سیڑھیاں اتر کر نیچے جانے
لگا۔ چند لمحوں بعد ہی وہ گٹر میں اتر چکا تھا۔ کیپٹن شکیل نے اس
کی پیروی کی اور وہ دونوں گٹر میں اتر گئے۔ گٹر خالی پڑا تھا۔ لیکن
کھلے ڈھکن سے آنے والی تیز روشنی کی وجہ سے انہوں نے
جولیا اور دوسرے آدمی کے قدموں کے نشانات ایک طرف جاتے
واضح طور پر دیکھ لئے اور پھر ریوالور سنبھالے وہ احتیاط سے آگے
بڑھنے لگے وہ دونوں گٹر کی دیوار کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔
کیونکہ انہیں ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ خطرے کی حدود میں
داخل ہو چکے ہوں۔ لیکن جب گٹر آگے جا کر یک لخت بند ہو
گیا تو وہ دونوں ٹھٹھک کر رک گئے۔ سامنے ایک ٹھوس دیوار
تھی۔ اور وہ دونوں اس طرح اس ٹھوس دیوار کو گھور رہے تھے
جیسے انہیں یقین نہ آ رہا ہو۔ کہ یہاں ٹھوس دیوار بھی ہو سکتی ہے۔

"یہ دونوں کہاں چلے گئے"۔۔۔۔ صفدر نے بڑبڑاتے
ہوئے کہا۔

"اس دیوار میں یقیناً کوئی راستہ ہو گا"۔۔۔۔ کیپٹن شکیل
نے جواب دیا۔

"لیکن جولیا کی طرف سے خاموشی کیوں ہے"۔۔۔۔ صفدر

نے قریب جاکر اُسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کیپٹن شکیل اس کی بات کا جواب دیتا۔ اچانک ایک خوف ناک اور کان پھاڑ دھماکہ ہوا۔ یہ دھماکہ اس قدر شدید تھا کہ وہ دونوں ہی اچھل کر اس دیوار سے اس طرح ٹکرائے جیسے گیند دیوار سے لگتی ہے۔ ان دونوں کے اس طرح ٹکرانے سے یک لخت دیوار کے درمیان ایک دروازہ نمودار ہوا۔ اور وہ دونوں ہی اس دروازے کے اندر اس طرح گرے کہ ان کے جسم آدھے اندر کی طرف تھے اور آدھے باہر۔ پورا گٹر اور دیوار اس طرح ہل رہی تھی جیسے خوف ناک زلزلے کی زد میں آگئی ہو۔ خوف ناک اور قیامت خیز دھماکوں کا سلسلہ مسلسل جاری تھا۔ وہ دونوں تیزی سے گھسٹتے ہوئے اندر رینگ گئے۔ یہ ایک چھوٹی سی مگر تنگ راہداری تھی اور سامنے فرش کے ساتھ ایک تنگ سا سوراخ نظر آرہا تھا۔ سوراخ کی دوسری طرف انہیں جولیا کی ہلکی سی چیخ سنائی دی تو وہ تیزی سے رینگتے ہوئے اس سوراخ کی طرف بڑھنے لگے۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ سوراخ تک پہنچتے اچانک ان کے سروں پر ایک قیامت خیز دھماکہ ہوا اور انہیں یوں محسوس ہوا جیسے چھت ان کے جسموں پر آگری ہو اور ان کے جسم ہزاروں ٹکڑوں میں تبدیل ہو گئے ہوں اور اس کے ساتھ ہی ان کے حواس ان کا ساتھ چھوڑ گئے۔

ٹائم بم کے سنتے ہی ایک لمحے کے لئے تو کیپٹن نعمان کے حواس اس کا ساتھ چھوڑ گئے۔ اس کے ذہن میں خوفناک تباہی کا منظر کسی فلم کی طرح ابھرا لیکن دوسرے لمحے اس کی سیکورٹی ٹریننگ اس کے کام آئی اور وہ لاشعوری طور پر چیختا ہوا مین گیٹ کی طرف دوڑ پڑا۔ ساتھ ہی وہ چیخ چیخ کر اپنے ساتھیوں کو ایمرجنسی ہدایات دے رہا تھا۔ اور پھر اس کے چیخنے اور ہدایات دینے کی بنا پر سیکورٹی کا عملہ انتہائی تیزی سے حرکت میں آگیا۔ اور حفاظتی انتظامات والا ٹرک اور عملہ بیرک سے نکل کر تیزی سے اس طرف کو دوڑ پڑا جدھر عمران ٹرکوں کو دھکیلتا ہوا لارنس ٹرک سے دور لے جا رہا تھا۔ یہ حفاظتی ٹرک بکتر بند گاڑی کی شکل میں تھا۔ اور یہ گاڑی خاص طور پر بم پروف بنائی گئی تھی۔ کیپٹن نعمان اچھل کر اس ٹرک پر چڑھا اور پھر اندر کود گیا۔ اس

گاڑی کے اندر انتہائی جدید حفاظتی انتظامات کئے گئے تھے۔

حفاظتی ٹرک جب لارنس ٹرک کے قریب پہنچا تو ٹرک میں سے مخصوص جھاگ لارنس ٹرک کی دونوں سائیڈوں میں اس طرح پھینکا جانے لگا کہ دودھیا رنگ کی جھاگ کی دیواریں سی لارنس ٹرک کی دونوں سائیڈوں پر کھڑی ہو گئیں۔ لیکن اُسی لمحے خوف ناک دھماکہ ہوا۔ اور پھر مسلسل دھماکے ہوتے چلے گئے۔ لارنس ٹرک میں موجود اسلحہ بڑے خوف ناک انداز میں پھٹ رہا تھا۔ لیکن دودھیا جھاگ کی دیواروں کی وجہ سے پھٹنے والا اسلحہ سائیڈوں پر پھیل نہ رہا تھا بلکہ جھاگ سے ٹکرا کر وہیں نیچے گر پڑتا۔

حفاظتی ٹرک کے اندر بیٹھے ہوئے کیپٹن نعمان کا چہرہ ستا ہوا تھا۔ اور آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں۔ لیکن اُسے اطمینان تھا کہ فوری حفاظتی اقدامات سے وہ باقی ٹرکوں اور اسلحے کو بچا لینے میں کامیاب ہو جائے گا۔ لیکن اُسی لمحے ملحقہ الرٹ کیمپ کی طرف سے انتہائی گونجدار الارم کی مخصوص آواز سنائی دی اور کیپٹن نعمان کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا دل بیٹھ گیا ہو۔ یہ ریڈ الارم تھا اس کا مطلب تھا کہ الرٹ کیمپ پر حملہ ہو گیا ہے۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے حفاظتی ٹرک کو ان سرنگوں کی طرف موڑ دیا۔ جو بموں سے حفاظتی بچاؤ کے لئے مخصوص انداز میں بنائی گئی تھی۔ ریڈ الارم کا مطلب تھا کہ الرٹ کیمپ تباہ ہو رہا ہے اور اب پورا دارالحکومت اس خوف ناک تباہی کی زد میں ہے الرٹ کیمپ کے اس ریڈ الارم کے بعد یہ حفاظتی ٹرک بھی حفاظت کے لئے بے کار ہو چکا تھا کیونکہ

الرٹ کیمپ میں خوف ناک میزائل نصب تھے۔ اور اب سب کچھ بے کار ہو چکا تھا۔ کیونکہ اب الرٹ کیمپ کے میزائلوں نے اس کیمپ کا باقی اسلحہ بھی بلاسٹ کر دینا تھا۔ اب تو جان بچانے کا رف ایک ہی راستہ تھا وہ مخصوص حفاظتی سرنگیں جو اس انداز ں بنائی گئی تھیں کہ سوائے ایٹم بم کے اور کوئی بم یا میزائل انہیں نقصان نہ پہنچا سکتے تھے۔

لیکن ٹرک ابھی حفاظتی سرنگوں سے کچھ دور تھا کہ ایک میزائل سے لگا اور ٹرک کے پرخچے اڑ گئے۔ کیپٹن نعمان اس خوفناک ماکے سے اڑتا ہوا فضا میں پہلے تو قوس کی صورت میں اٹھا پھر سر کے بل نیچے گرا۔ وہ بھی صرف اس لئے باہر نکل گیا تھا میزائل لگنے سے ایک سیکنڈ پہلے اس نے لاشعوری طور پر ظتی دروازہ کھول دیا تھا۔ کیپٹن نعمان ایک دھماکے سے حفاظتی نگ کے دہانے کے قریب زمین پر گرا۔ اور ایک لمحے کے لئے سے ایسا محسوس ہوا جیسے اس کا جسم سینکڑوں ٹکڑوں میں تبدیل یا ہو۔ قیامت خیز دھماکے اوپر فضا میں اور کیمپ میں مسلسل ہو ہے تھے۔ لیکن کیپٹن نعمان نیچے گرتے ہی لاشعوری طور پر اچھلا۔ دوسرے لمحے وہ سرنگ کے دہانے کے اندر جا گرا۔ اُسی ۔ اُسے احساس ہوا کہ اس کے ساتھ ایک اور انسانی جسم بھی ۔ کے دہانے میں پڑا ہوا ہے۔ اُسی لمحے ایک خوف ناک ٹ کی چکا چوند روشنی ہوئی اور کیپٹن نعمان عمران کو پہچان گیا جو نے کے اندر بے ہوش پڑا تھا۔ کیپٹن نعمان تیزی سے

آگے کی طرف رینگا اور ساتھ ہی اس نے عمران کو بھی گھسیٹنا شروع
کر دیا۔ اور چند لمحوں میں وہ عمران کو گھسیٹتا ہوا حفاظتی سرنگ کے اندر
پہنچ گیا۔ اب وہ محفوظ تھا۔ لیکن خوف ناک دھماکے اور میزائلوں
کے قیامت خیز شور نے اس کا پورا جسم سن کر دیا ہو۔ وہ حفاظتی
دیوار کی جڑ میں پڑا لمبے لمبے سانس لیتا رہا۔ اس کی حالت
واقعی اس کے کنٹرول سے باہر ہو چکی تھی۔ لیکن صرف یہی احساس
کہ وہ فوری طور پر خوف ناک موت سے بچ نکلا ہے۔ اس نے
جسم اور ذہن کو سہارا دے رکھا تھا۔

جب اس کے حواس ذرا بحال ہوئے تو وہ تیزی سے اٹھا۔
اور اس نے عمران کو بری طرح جھنجھوڑنا شروع کر دیا۔ اور چند لمحوں
بعد عمران کے ساکت جسم میں حرکت سی پیدا ہوئی اور پھر عمران
ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ لیکن ہوش میں آتے ہی اس کے
دونوں ہاتھ بے اختیار اٹھے۔ اور اس نے اپنے کان بند کر دیئے

"الرٹ کیمپ پر حملہ ہو گیا ہے ۔۔ باہر ہزاروں میزائل فائر
ہو رہے ہیں۔ زیرو کیمپ کا تمام اسلحہ بھی بلاسٹ ہو گیا ہے اب
دارالحکومت کسی صورت نہیں بچ سکتا" ـــــ کیپٹن نعمان نے
ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے کیپٹن نعمان نے گرم گرم لاوا
اس کے کانوں میں انڈیل دیا ہو۔ اس کا ذہن یہ خبر سنتے ہی پھٹنے
کے قریب ہو گیا۔ کیونکہ اسے الرٹ کیمپ کے بارے میں تفصیلات
کا علم تھا کہ وہاں انتہائی خوف ناک اسلحے کے اوپر نیچے تین گریڈ

ہیں۔ اور کیپٹن نعمان جس انداز میں بتا رہا تھا اس کا مطلب تھا کہ تینوں
گریڈ پھٹ گئے ہیں۔ اور اگر واقعی ایسا ہے تو پھر دارالحکومت تو ایک
طرف اس سے ملحقہ علاقوں میں ایک آدمی بھی زندہ نہ بچ سکے گا اور
نہ ہی کوئی عمارت باقی رہے گی۔ انتہائی خوف ناک تباہی دارالحکومت
کا مقدر بن چکی تھی۔

"اوہ اوہ ـــــ یہ کیسے ہو گیا۔ الرٹ کیمپ پر کیسے معلوم ہوا"
عمران نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"معلوم نہیں جناب۔ وہاں ریڈ الارم ہوا اور اس کے ساتھ ہی
میزائلوں کی بارش ہو گئی" ـــــ کیپٹن نعمان نے جواب دیا۔

اور عمران نے ہونٹ بھینچ لیئے۔ اب اس کے ذہن میں ماسٹر کی
ساری پلاننگ آ گئی تھی۔ واقعی انتہائی خوف ناک حربہ استعمال کیا گیا
تھا۔ ایسا حربہ کہ عمران کی ریڈی میڈ کھوپڑی بھی اس کا پہلے سے
اندازہ کرنے میں ناکام رہی تھی۔ اب وہ سمجھ گیا تھا کہ مجرموں نے
زیرو کیمپ اور الرٹ کیمپ کی تباہی کے لیئے کیا منصوبہ بندی
کی تھی۔ وہ ٹرک کے نیچے اونی بنڈلوں میں ٹائم بم چھپا کر لے
آئے تھے۔ اونی بنڈلوں کی وجہ سے جدید ایکریمین گائیگر ان بموں
کو ٹریس نہ کر سکے تھے۔ ٹرک کا رخ الرٹ کیمپ کی طرف تھا۔
اور ان بموں کے پھٹنے سے ٹرک میں لدا ہوا اسلحہ بلاسٹ ہو گیا۔
اس طرح ریز بم کو مطلوبہ حرارت ملی اور اس میں سے خوف ناک ریز
نکل کر الرٹ کیمپ پر پڑیں۔ اور ان مخصوص ریز نے وہاں موجود کمپیوٹرز
کو اس طرح ڈسٹرب کیا کہ وہ اپ سیٹ ہو کر اپنے ہی اسلحے بغیر

نشانوں کے بلاسٹ کرنے لگے۔ عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔ اور
پھر تیزی سے باہر کی طرف رینگنے لگا۔ میزائلوں کے چلنے اور پھٹنے
کی آوازوں سے حفاظتی سرنگ گونج رہی تھی۔ زمین خوف ناک
دھماکوں کی وجہ سے اس طرح لرز رہی تھی جیسے وہاں انتہائی خوفناک
زلزلہ آ گیا ہو۔ لیکن عمران کے ذہن میں ایک خیال آیا تھا۔ ایک امید
افزا خیال اور وہ اس خیال کی تصدیق کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ وہ تیزی
سے دہانے کی طرف رینگنے لگا۔

"آپ کہاں جا رہے ہیں کوئی میزائل اندر گر سکتا ہے۔ صرف
ہم اس سرنگ کے اندر ہی محفوظ ہیں" ——— کیپٹن نعمان نے
کہا۔

"پورا دارالحکومت تباہ ہو رہا ہے کیپٹن نعمان۔ لاکھوں بے گناہ
افراد موت کی بھینٹ چڑھ رہے ہیں۔ اس کے مقابلے میں ہماری
زندگیوں کی کیا حیثیت باقی رہ گئی ہے۔ میں صرف ایک بات چیک
کرنا چاہتا ہوں۔ کاش میرا خیال درست ہو تو پھر اس تباہی میں
قدرے کمی آ سکتی ہے" ——— عمران نے آگے کی طرف
رینگتے ہوئے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔ اور پھر وہ دہانے
میں پہنچ کر باہر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ زمین آگ کی طرح گرم ہو چکی تھی۔ لیکن
اس وقت عمران کو کسی چیز کی پرواہ نہ تھی۔ وہ جس انداز میں کھڑا تھا۔
اس طرح وہ یقیناً موت کے حقیقی خطرے سے دوچار ہو چکا تھا۔ کوئی
بم۔ میزائل یا اس کا اڑتا ہوا ٹکڑا اس کے جسم کو کاٹ سکتا تھا۔ لیکن
عمران کو اب کسی بات کی پرواہ نہ رہی تھی۔ اس نے کھڑے ہو کر

ادھر ادھر دیکھا۔ زیرو کیمپ مکمل طور پر تباہ ہو چکا تھا۔ وہاں موجود تمام اسلحہ
بلاسٹ ہو چکا تھا۔ لیکن اس بلاسٹنگ نے دارالحکومت کو نقصان
نہ پہنچایا تھا۔ کیونکہ یہ اکٹھا ہی بلاسٹ ہوا تھا۔ اس لئے اس کی تباہی
کی رینج صرف زیرو کیمپ کے احاطے تک ہی محدود تھی۔ لیکن
آسمان پر اڑتے ہوئے سینکڑوں میزائلوں کی پوری چھتری بنی ہوئی
تھی۔ یہ میزائل فوارے کی صورت میں الرٹ کیمپ سے نکل کر
پہلے اوپر بلندی تک جاتے اور پھر چاروں طرف اڑتے چلے جا
رہے تھے۔

عمران بے حس و حرکت کھڑا ان خوف ناک میزائلوں کو دیکھ رہا
تھا۔ اس کے انداز سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ انسان کی
بجائے پتھر کا بت ہو۔ جس کے تمام احساسات مفلوج ہو گئے
ہوں۔ اسے معلوم تھا کہ یہ میزائل جہاں گر رہے ہوں گے وہاں
کیا کیا قیامتیں برپا ہو رہی ہوں گی۔ لیکن وہ بے بس تھا۔ اس کا بس
چلتا تو شاید وہ اڑ کر تمام میزائل اپنے جسم پر لے لیتا۔ اور دارالحکومت
اور اس کے لاکھوں بے گناہ باشندوں کو بچا لیتا۔ لیکن ظاہر ہے
وہ ایسا نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے بے بس و مجبور کھڑا تھا۔ اس کی نظریں
الرٹ کیمپ کے اس سپاٹ پر جمی ہوئی تھیں۔ جہاں سے یہ
میزائل نکل رہے تھے۔ اور پھر چند لمحوں بعد جیسے ایک دھماکہ ہوتا
ہے۔ اس طرح اس کے ذہن میں خوشی امید ہی کا جھماکہ ہوا۔
اس نے محسوس کر لیا تھا کہ الرٹ کیمپ سے نکلنے والے میزائلوں
کی تعداد میں ہر لمحہ پہلے کی نسبت کمی ہوتی جا رہی تھی۔ اور یہی امید افزا

بات تھی۔

"آپ کیا دیکھ رہے ہیں۔ یہ تو ابھی گریڈ ون کے میزائل ہیں۔ ان کا رنگ سرخ ہے۔ اس کے بعد گریڈ ٹو اور پھر گریڈ تھری کی باری آئے گی"۔۔۔۔ اچانک کیپٹن نعمان کی آواز اُسے سنائی دی۔ وہ بھی شاید عمران کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔

"نہیں۔ اب مجھے امید لگ گئی ہے کہ نچلے دونوں گریڈ بیج گئے ہیں ورنہ جو سسٹم ہے۔ انہیں اب تک فائر ہو جانا چاہیئے تھا"۔۔۔۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔

"کس طرح بچ سکتے ہیں۔ ناممکن ہے"۔۔۔۔ کیپٹن نعمان نے کہا۔

"قدرت کو شاید ہم پہ رحم آ گیا ہے کیپٹن نعمان تم نے دیکھا کہ اب اکا دکا میزائل نکل رہے ہیں۔ اب ان کا زور ختم ہو گیا ہے۔ اور اب مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ ایسا کیوں ہوا ہے۔ میں نے ایک ٹائم بم ناکارہ بنا دیا تھا۔ یہ اسی کا کرشمہ ہے۔ اس طرح اس مخصوص ریز میزائل کو بلاسٹ ہوتے وقت صرف اتنی حرارت میسر ہوئی ہے کہ وہ صرف گریڈ ون کو تباہ کر سکے۔ اگر دونوں ٹائم بم بیک وقت پھٹ جاتے تو پھر ریز میزائل کو یقیناً وہ مطلوبہ حرارت میسر آ جاتی جو مجرم چاہتے تھے۔ اور اس کے بعد یہ ریز جو حرارت کی بنیاد پر طاقتور ہوتی ہیں۔ پورے الرٹ کیمپ کو تباہ کر دیتیں، تینوں گریڈز کو"۔ عمران نے آہستہ آہستہ کہنا شروع کر دیا۔

"ریز میزائل حرارت کیا مطلب"۔۔۔۔ کیپٹن نعمان نے حیرت

بھرے لہجے میں کہا۔

"مجرموں نے انتہائی خوفناک منصوبہ بندی کی تھی کیپٹن نعمان۔ انہوں نے اونی بنڈوں میں لپیٹ کر ٹرک کے نیچے انتہائی طاقتور ٹائم بم فٹ کئے تھے۔ ساتھ ہی انہوں نے ایک جدید ترین ہیٹ ریز میزائل فٹ کیا ہوا تھا۔ یہ جدید ترین ریز ہیں جو حرارت کے تحت بلاسٹ ہوتی ہیں۔ اور بلاسٹ ہوتے وقت انہیں جتنی حرارت میسر ہوتی ہے یہ اتنی طاقتور ہو جاتی ہیں۔ ان ریز کی خاصیت ہے کہ یہ ہر قسم کی حفاظتی ریز اور دیواروں وغیرہ کو کراس کر کے یہ سپر کمپیوٹر کے کنٹرول کو ڈسٹرب کر دیتی ہیں۔ الرٹ کیمپ کا ہر گریڈ سپر کمپیوٹر کنٹرول کے تحت ہے۔ اس طرح ان ریز کے حملے سے تینوں گریڈز کے سپر کمپیوٹر کا کنٹرول ڈسٹرب ہو جاتا اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ تینوں کمپیوٹر بیک وقت ڈی چارج ہو جاتے۔ اور پورا الرٹ کیمپ فائرنگ پوزیشن میں آ جاتا۔ فرسٹ گریڈ میں صرف طیارہ شکن میزائل ہیں۔ لیکن سیکنڈ اور خصوصاً تھرڈ گریڈ میں ایٹمی میزائل موجود ہیں۔ جو ویسے تو نشانوں پر فکس تھے لیکن سپر کمپیوٹر ڈسٹرب ہو جانے کی وجہ سے یہ فائر ضرور ہوتے۔ لیکن بغیر کسی ٹارگٹ کے اس طرح ان کی رینج بھی ڈسٹرب ہو جاتی۔ اور پھر یہ سارے میزائل بجائے دشمن ملکوں کے اہم نشانوں پر گرنے کے یہیں دارالحکومت اور اس کے گرد و نواح کے علاقوں میں گرتے اور اس کے بعد یہاں ایک تنکا بھی اصل حالت میں باقی نہ رہ سکتا تھا۔ لیکن میں نے ایک ٹائم بم ناکارہ کر دیا۔ اس طرح ایک ٹائم بم پھٹا۔ اور اس کی حرارت سے ہیٹ ریز میزائل بلاسٹ تو ہو گیا لیکن اُسے صرف اتنی حرارت

مل سکی کہ وہ صرف گریڈ ون کے سپر کمپیوٹر کو ڈسٹرب کر سکا ہے۔ باقی
دو گریڈ بچ گئے ہیں۔ کاش مجھے کچھ وقت اور مل جاتا۔ تو میں دوسرا
بم بھی ناکارہ کر دیتا۔ اس طرح اس خوفناک تباہی سے بھی ملک بچ جاتا۔
لیکن مقدرات اٹل ہوتے ہیں" ___ عمران نے کیپٹن نعمان کو تفصیل
سے سمجھاتے ہوئے کہا۔ اور کیپٹن نعمان اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ
کر عمران کو دیکھنے لگا۔ جیسے اسے یقین نہ آرہا ہو۔ کہ وہ واقعی کسی
انسان سے بات کر رہا ہے۔ یا کسی ماورائی مخلوق سے ہم کلام ہے۔
جس نے بغیر کسی ہتھیار کے صرف ہاتھوں سے اس قدر خوفناک
ٹائم بم کو اتنی جلدی ناکارہ کر دیا اور اس طرح انتہائی قیامت خیز تباہی سے
بہر حال ملک کو بچا لیا۔

اب میزائل نکلنے بند ہو گئے تھے۔ اور آسمان بھی اب آہستہ آہستہ
صاف ہوتا جا رہا تھا۔

"کیا اسلحے کا ڈرک بلاسٹ ہونے سے اس ریز میزائل کو مطلوبہ
حرارت نہیں مل گئی ہوگی" ___ کیپٹن نعمان نے ذہن میں ابھرنے
والے ایک خیال کے تحت پوچھا۔

"نہیں ___ ریز بم ٹائم بم کے پھٹنے سے بلاسٹ ہو گیا۔ اور یہ
موجود اسلحہ ظاہر ہے ایک سیکنڈ بعد بلاسٹ ہونا تھا۔ اس کا اثر
ہیٹ میزائل پر نہ پڑ سکتا تھا" ___ عمران نے سر ہلاتے ہوئے
کہا۔ اور پھر اچھل کر سرنگ کے دہانے سے باہر آ گیا۔ اس کا لباس
آدھے سے زیادہ پھٹ گیا تھا۔ اور پورا جسم مٹی اور گرد سے بے حال
ہو چکا تھا۔ لیکن بہر حال وہ نہ صرف زندہ تھا۔ بلکہ ٹوٹ پھوٹ سے بھی

بچا ہوا تھا۔ اب دھماکے بند ہو چکے تھے۔ اور دور سے صرف خطرے
کے سائرنوں اور لوگوں کی چیخ و پکار کی آوازیں ہی سنائی دے رہی
تھیں۔

عمران باہر نکلتے ہی تیزی سے اس طرف کو دوڑا۔ جس طرف پرنس
بازار تھا۔ اسے اب جولیا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل کا خیال آیا تھا۔
بظاہر تو اس پر خوفناک تباہی میں ان کا زندہ بچ جانا ناممکن نظر آتا تھا لیکن
ہونے کو تو کچھ بھی ہو سکتا تھا۔ اس لئے وہ بے تحاشا پرنس بازار
کی طرف دوڑا جا رہا تھا۔

خوف ناک دھماکے سے چھوٹے کمرے کی چھت گرتے ہی ماسٹر کو ایک لمحے کے لئے تو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے پورے جسم پر سینکڑوں من وزن آپڑا ہو۔ لیکن اُسی لمحے لاشعوری طور پر اس کا جسم اور زیادہ دیوار کے ساتھ سمٹا اور ساتھ ہی اُسے یہ بھی احساس ہوگیا۔ کہ دیوار کے بالکل ساتھ پڑے ہونے کی وجہ سے وہ ملبے کی زد میں براہِ راست آنے سے بچ گیا ہے۔ قیامت خیز دھماکے اور میزائلوں کے اڑنے کی خوف ناک آوازیں اُسے مسلسل سنائی دے رہی تھیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے باہر واقعی قیامت آگئی ہو۔ لیکن ان میزائلوں کی آوازیں اس کا سیروں خون بڑھا رہی تھیں۔ اس کا مطلب تھا کہ الرٹ کیمپ مشن کے عین مطابق تباہ ہوچکا ہے لیکن اب اُسے اس محفوظ ترین کمرے کی چھت گرنے سے اپنی موت قریب آتی نظر آرہی تھی۔ اُسے معلوم تھا کہ گریڈ ون کے بعد گریڈ ٹو اور

گریڈ تھری تباہ ہوں گے تو پھر ہر طرف ایسی تباہی آئے گی۔ اور تابکاری اثرات اس قدر تیزی سے پھیلیں گے کہ پھر اُسے بھی موت کے منہ سے کوئی نہ بچا سکے گا۔ اس لئے اس نے فوری طور پر اپنی جان بچانے کا سوچنا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھیوں کی طرف سے کوئی آواز سنائی نہ دے رہی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ سب ہلاک ہو چکے ہیں۔ لیکن اُسے اس بات کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہ تھی۔ کارکن تو ہوتے ہی قربانیاں دینے کے لئے ہیں اور اس قدر خوف ناک مشن کی تکمیل میں اگر تنظیم کے چند کارکن موت کی بھینٹ چڑھ ہی گئے ہیں تو یہ مہنگا سودا نہ تھا۔ لیکن اپنی جان بہر حال اُسے پیاری تھی۔ اس نے تیزی سے حرکت کرنے کی کوشش کی تاکہ اس ملبے سے نکل سکے وہ گریڈ تھری کی تباہی سے پہلے کسی ایسے محفوظ مقام تک پہنچنا چاہتا تھا جہاں تابکاری اثرات اس پر اثر انداز نہ ہوسکیں۔ اُسے معلوم تھا کہ یہاں سے قریب ہی ایک مصنوعی جھیل ہے۔ اور صرف پانی ہی تابکاری اثرات میں قدرے رکاوٹ ڈال سکتا تھا۔ اس لئے اس نے فیصلہ کرلیا کہ وہ یہاں سے نکل کر کسی طرح اس جھیل تک پہنچے اور پھر اس وقت تک پانی کے اندر رہے گا جب تک تابکاری اثرات کی شدید ترین لہر ختم نہیں ہو جاتی۔

تیزی سے حرکت کرنے سے ملبہ اس کے اوپر سے قدرے ہٹنے لگا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ملبے کے درمیان اتنا سوراخ کر لینے میں کامیاب ہوگیا جس سے وہ باہر نکل سکتا۔ اوپر آسمان اُسے نظر آرہا تھا جس پر اڑتے ہوئے میزائل بھی اب صاف نظر

آنے لگ گئے تھے۔ باہر آتے ہی اس نے یک لخت جمپ لیا اور دوسرے لمحے وہ کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا دیوار کے کنارے پر چڑھا اور پھر باہر آگیا۔ کمرشل پلازہ کی عظیم الشان عمارت تباہ ہو چکی تھی۔ ہر طرف اس کا ملبہ پھیلا ہوا تھا۔ اور شاید اس پلازہ کے دھماکے نے ہی ان کی حفاظت گاہ کی چھت توڑ دی تھی۔ بہرحال باہر آ کر وہ کسی جنگلی خرگوش کی طرح دوڑتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ اس کے دوڑنے کا انداز بالکل پاگلوں جیسا تھا۔ کیونکہ اب بھی میزائل اس علاقے میں گر رہے تھے۔ ہر طرف موت کی چیخ و پکار مچی ہوئی تھی انسانی لاشوں کے ٹکڑے ادھر ادھر کثیر تعداد میں بکھرے ہوئے پڑے تھے۔

وہ بے تحاشا دوڑتا ہوا اس طرف بڑھا جا رہا تھا جہاں اس کے ذہن کے مطابق مصنوعی جھیل تھی۔ کئی بار میزائل عین اس کے سر کے اوپر سے گزر گئے تھے۔ اور وہ ان کی زد میں آنے سے بال بال بچ گیا تھا۔ لیکن ان میزائلوں سے زیادہ اُسے گریڈ تھری کے ایٹمی میزائلوں سے خطرہ لاحق تھا۔ اس لئے وہ دوڑتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ واقعی جھیل تک پہنچ جانے میں کامیاب ہو گیا۔ جھیل میں شاید میزائل گر رہے تھے کیونکہ اس کا پانی بھی کئی جگہوں سے فوارے کی طرح اچھل کر آسمان کی طرف اٹھ کر اب نیچے گر رہا تھا۔ لیکن جھیل کی کئی سائیڈیں اب بھی نارمل تھیں۔ اور بے تحاشا دوڑتا ہوا ماسٹر آخر کار جھیل کے ایک نارمل اور اب تک محفوظ حصے تک پہنچ گیا۔ دوسرے لمحے اس نے پانی کے

اندر چھلانگ لگائی اور تیزی سے اس کی تہہ میں اترتا گیا۔ پانی کا درجہ حرارت کافی زیادہ محسوس ہو رہا تھا لیکن بہرحال وہ قابل برداشت تھا۔ تہہ میں پہنچ کر وہ چند لمحے پڑا رہا پھر تیزی سے اوپر کی طرف اٹھا۔ اور سطح پر آ کر نہ صرف اس نے ایک طویل سانس لیا۔ بلکہ تیز نظروں سے اس نے کنارے پر موجود ایک کیچڑ بھری غار بھی چیک کر لی۔ جو آدھی پانی کے اندر اور آدھی باہر تھی۔ اور وہ تیزی سے اس طرف کو تیرنے لگا۔ پھر اس نے اپنا جسم اس کیچڑ سے بھری ہوئی [illegible] کے اند[illegible]س طرح پھنسا دیا کہ اس کا تقریباً پورا جسم تو پانی کے
"اوہ۔ یہ د [illegible] ت گردن اور سر پانی سے باہر تھا۔ اور وہ جس وقت
بھی ان کے چہروں کے ہزارویں حصے میں اسے بھی پانی کے اندر
کی" ——— ماسٹر [illegible]س طرح ایڈجسٹ ہونے سے اُسے اب
بس نہیں چل رہا تھا کہ د [illegible] سے نجات مل گئی تھی۔ اب [illegible] اس کی
تباہ کر دیتا۔ لیکن ظاہر ہے کہ کوئی میزائل براہ [illegible] بس میں رکے
میں تمہارے چہروں پر مایو [illegible] ت کے واضح آثار دیکھنا
چاہتا ہوں۔ اور اب میں دیکھوں گا کہ [illegible] ی گریڈ کیوں نہیں تباہ ہوئے۔
انہیں بھی تباہ کروں گا۔ ہر صورت میں ہر قیمت پر" ——— ماسٹر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ مختلف سڑکوں سے ہوتا ہوا اپنے مخصوص ہیڈ کوارٹر کی طرف پیدل ہی بڑھتا گیا۔ کیونکہ ان حالات میں کسی سواری کے ملنے کا کوئی چانس ہی نہ تھا۔ تمام لوگ تو زخمیوں کو اٹھا کر ہسپتالوں میں لے جانے میں مصروف تھے۔ ماسٹر دیکھ رہا تھا کہ تمام کمرشل سواریاں جو عام حالات میں بغیر کرائے کے کسی کو

یقینی طور پر مل جانی تھی۔ کہ تینوں گرڈ لازماً تباہ ہو جاتے۔ لیکن یہ کمی کیوں ہوتی جا رہی ہے"۔۔۔۔ ماسٹر نے ہونٹ چباتے ہوئے سوچنا شروع کر دیا۔ لیکن بہرحال اس کے سوچنے سے تو صورت حال نہ بدل سکتی تھی۔ چنانچہ وہی ہوا۔ تھوڑی دیر بعد آسمان پر اڑتے ہوئے میزائل دکھائی دینے بند ہو گئے۔ اور پھر ہر طرف انسانی چیخ و پکار کے ساتھ ساتھ ایمبولینس پولیس اور فوجی گاڑیوں کے سائرن سنائی دینے لگے۔ اس کا مطلب تھا کہ مشن مکمل طور پر پورا نہ ہوا تھا صرف جزوی طور پر پورا ہوا تھا۔

"یہ تو بڑی زیادتی ہوئی۔ الرٹ کیمپ کو مکمل بکھرے ہوئے تھا مزہ تو تب آتا"۔۔۔۔ ماسٹر نے شیطا

پھر وہ جھٹکے سے غار سے نکل کر پانی میں اترا جا رہا تھا جہاں اسر کنارہ کی طرف آیا۔ اور چند لمحوں بعد ہی بار میزائل عین اس کے اسر کے اوپر سے اُ لباس پانی کی زد وہ ان کی زد میں آنے سے بال بال بچ گیا تھا۔ لیکن انے میزائلوں سے زیادہ اُسے گرڈ تھری کے ایٹمی میزائلوں سے خطرہ لاحق تھا۔ اس لئے وہ دوڑتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ واقعی جھیل تک پہنچ جانے میں کامیاب ہو گیا۔ جھیل میں شاید میزائل گرے تھے کیونکہ اس کا پانی بھی کئی جگہوں سے فوارے کی طرح اچھل کر آسمان کی طرف اٹھ کر اب نیچے گر رہا تھا۔ لیکن جھیل کی کئی سائیڈیں اب بھی نارمل تھیں۔ اور بے تحاشا دوڑتا ہوا ماسٹر آخر کار جھیل کے ایک نارمل اور اب تک محفوظ حصے تک پہنچ گیا۔ دوسرے لمحے اس نے پانی کے

مین روڈ کی طرف بڑھ گیا۔ میک اپ البتہ ابھی تک اپ لینڈ کے باشندوں کا تھا۔ کیونکہ وہ بغیر کیمیکلز کے اس میک اپ سے چھٹکارا حاصل نہ کر سکتا تھا۔ جب وہ مین روڈ پر پہنچا تو وہاں گو ہر طرف تباہی کے آثار پھیلے ہوئے تھے۔ اور بے شمار افراد ہلاک و زخمی ہوئے تھے۔ لیکن ماسٹر پاکیشیائی عوام کی دلیری اور حوصلہ مندی دیکھ کر حیران رہ گیا۔ کہ اس قدر خوف ناک تباہی کے باوجود امدادی کارروائیاں انتہائی منظم طریقے سے جاری تھیں۔ لوگوں کے چہروں پر خوف اور مایوسی کی بجائے حوصلہ اور جرأت کے آثار نمایاں تھے۔

"اوہ۔ یہ واقعی عجیب قوم ہے۔ اس قدر خوف ناک تباہی نے بھی ان کے چہروں پر مایوسی اور شکست کی ایک لکیر بھی پیدا نہیں کی"۔۔۔۔ ماسٹر نے ہونٹ چباتے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ خود جا کر الرٹ کیمپ کے باقی دو گرڈ بھی تباہ کر دیتا۔ لیکن ظاہر ہے اب یہ بات اس کے بس میں نہ رہی تھی۔

"میں تمہارے چہروں پر مایوسی اور شکست کے واضح آثار دیکھنا چاہتا ہوں۔ اور اب میں دیکھوں گا کہ باقی گرڈ کیوں نہیں تباہ ہوئے۔ انہیں بھی تباہ کر دوں گا۔ ہر صورت میں ہر قیمت پر"۔۔۔۔ ماسٹر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ مختلف سڑکوں سے ہوتا ہوا اپنے مخصوص ہیڈ کوارٹر کی طرف پیدل ہی بڑھتا گیا۔ کیونکہ ان حالات میں کسی سواری کے ملنے کا کوئی چانس ہی نہ تھا۔ تمام لوگ تو زخمیوں کو اٹھا کر ہسپتالوں میں لے جانے میں مصروف تھے۔ ماسٹر دیکھ رہا تھا کہ تمام کمرشل سواریاں جو عام حالات میں بغیر کرائے کے کسی کو

پائیدان پر کھڑا ہونے کی اجازت نہ دیتے تھے۔ اس وقت
رضا کارانہ طور پر زخمیوں کو ہسپتالوں تک لے جانے میں مصروف
تھے۔ فوجی گاڑیاں بھی اب جگہ جگہ گشت کرتی نظر آ رہی تھیں۔ فوجی
امدادی کارروائیوں کے ساتھ ساتھ ایسے میزائلوں اور بموں کو تلاش
کر رہے تھے جو کسی وجہ سے پھٹ نہ سکے تھے۔ اور ماسٹر یہ سب
دیکھتا آگے بڑھتا گیا لیکن وہ دل ہی دل میں حتمی فیصلہ کر چکا تھا کہ وہ
ایک بار پھر اس سے بھی زیادہ خوف ناک تباہی ان لوگوں پر لا کر رہے
گا۔

کیپٹن شکیل کی آنکھیں اچانک کھل گئیں۔ اُسے یوں
محسوس ہوا جیسے کسی غیبی طاقت نے اُسے جھنجھوڑ کر ہوش دلایا ہو۔
ہوش میں آتے ہی اُسے اپنے جسم پر بے پناہ بوجھ اور تکلیف
کا احساس ہوا۔ اور چند لمحے اس طرح نیم بے ہوشی کی کیفیت میں
پڑے رہنے کے بعد وہ لاشعوری طور پر کسمایا تو اُسے محسوس ہوا
کہ اس کی دائیں ٹانگ ایک بھاری سے بلاک کے نیچے دبی ہوئی
ہے۔ جب کہ باقی جسم پر ہلکی نوعیت کا ملبہ تھا۔ جو اس کے کسمانے
کی وجہ سے قدرے ادھر ادھر کھسک گیا تھا۔ کیپٹن شکیل نے
در زیادہ زور لگایا اور چند لمحوں کی کوشش کے بعد وہ اپنے جسم پر
موجود ملبہ ہٹا کر اٹھ بیٹھنے میں کامیاب ہو گیا۔ لیکن اس کی دائیں ٹانگ
صرف مفلوج سی محسوس ہو رہی تھی بلکہ وہ بدستور بھاری بلاک کے
نیچے دبی ہوئی تھی۔ اٹھ کر بیٹھتے ہی اس نے صفدر کو بھی اپنے ساتھ

ہی ملبے میں دبے ہوئے دیکھ لیا۔ صفدر پہلو کے بل پڑا ہوا تھا۔ اور اس کے جسم پر ایک بہت بھاری بلاک پڑا ہوا تھا۔ کیپٹن شکیل صفدر کی نازک پوزیشن کو فوراً سمجھ گیا۔ صفدر کی زندگی شدید خطرے میں تھی۔ اس بھاری بلاک کی وجہ سے یقیناً اس کے سینے پر بے پناہ دباؤ ہو گا۔ اور اس کا سانس رک جانے کا خدشہ نمایاں تھا۔ اس لئے اس نے بجائے اپنی ٹانگ کو بھاری بلاک سے نکالنے کے صفدر کے جسم پر موجود بھاری بلاک کو پہلے ہٹانے کی کوشش شروع کر دی۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے اس بھاری بلاک کے کناروں کو پکڑا اور پھر پورا زور لگا کر اس نے اُسے اوپر کو اٹھایا۔ لیکن جسم میں شدید درد اور ٹانگ پھنسی ہونے کی وجہ سے وہ اس بھاری بلاک کو دوسری طرف نہ دھکیل سکتا تھا۔ بس پوری قوت لگانے کے باوجود وہ صرف اُسے کچھ اوپر اٹھانے میں کامیاب ہو سکا تھا۔ اور یہ وزن بھی اس قدر زیادہ تھا کہ اس کے دونوں بازو کانپنے لگ گئے تھے۔ لیکن اب وہ صفدر کو اس پتھر کے نیچے سے نہ نکال سکتا تھا۔ صفدر بے ہوش پڑا تھا۔ اس لئے وہ خود بھی نہ نکل سکتا تھا۔ اور کیپٹن شکیل جانتا تھا کہ زیادہ سے زیادہ چند لمحوں بعد اس کے بازو اپنی طاقت کھو دیں گے۔ اور یہ بھاری بلاک ایک بار پھر پوری قوت سے صفدر پر گرے گا۔ اور اگر صفدر پہلے بچ گیا ہے تو اب اس کے بچنے کے امکانات نہ ہونے کے برابر ہو جائیں گے۔ وہ اب سوچ رہا تھا کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے۔ اسی لمحے اُسے محسوس ہوا کہ بلاک نیچے ہوتا جا رہا

ہے۔ اس کے بازو جواب دیتے جا رہے تھے۔ لیکن ظاہر ہے وہ صفدر کو اپنے ہاتھوں تو موت کے گھاٹ نہ اتار سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے فوری طور پر ایک اور مشکل فیصلہ کیا اور تیزی سے جھک کر اس نے اپنا سر اس بھاری بلاک کے نیچے کیا۔ اور گردن کو اکڑا کر اس نے گردن اور ایک ہاتھ کی مدد سے اس بلاک کو نیچے گرنے سے روک لیا۔ لیکن ٹانگ پھنسی ہونے کی وجہ سے اس کا اپنا جسم اس انداز میں اس قدر ٹیڑھا ہو گیا تھا کہ پورے جسم میں درد کی تیز لہریں دوڑنے لگ گئی تھیں۔ لیکن اس نے ہمت نہ ہاری اور دوسرے ہاتھ سے اس نے صفدر کو تیزی سے جھنجھوڑنا شروع کر دیا۔

"ہوش میں آؤ صفدر۔ جلدی ہوش میں آؤ" ——— ساتھ ساتھ وہ گھٹے گھٹے لہجے میں صفدر کو پکار بھی رہا تھا۔ لیکن بے پناہ وزن کی وجہ سے اب وہ اور زیادہ جھکتا جا رہا تھا۔ اور پھر اُسے محسوس ہونے لگا کہ اگر وہ چند لمحے اور اس پوزیشن میں رہا تھا تو اس کی ریڑھ کی ہڈی یقیناً ٹوٹ جائے گی۔ لیکن صفدر کو بچانا بھی ضروری تھا۔ چنانچہ وہ ایک ہاتھ سے مسلسل صفدر کو جھنجھوڑتا رہا۔ اور پھر اس کی کوششیں رنگ لائیں صفدر کی کراہ سنائی دی۔

"صفدر ——— جلدی سے اس بلاک کے نیچے کھسک جاؤ۔ جلدی کرو" ——— کیپٹن شکیل نے اس کی کراہ سنتے ہی پورا زور لگا کر چیختے ہوئے کہا۔ اور شاید صفدر اس کے اس طرح چیخنے سے صورت حال سمجھ گیا۔ اس نے تیزی سے کروٹ بدلی۔

اس وقت تک کیپٹن شکیل اور زیادہ جھک گیا تھا۔ لیکن صفدر نے جلدی سے دونوں ہاتھ اٹھا کر پتھر کو اپنے دونوں ہاتھوں پر سنبھال لیا۔

"قابو رکھنا میں سر باہر نکال رہا ہوں۔ پھر مل کر زور لگا کر اسے ہٹا دیں گے" ——— کیپٹن شکیل نے کہا اور اپنا دوسرا ہاتھ بھی پتھر کے کنارے پر رکھ کر اس نے بڑی مشکل سے نیچے پھنسا ہوا سر باہر نکالا۔ ایک لمحے تک اسے مجبوراً اپنے آپ کو سنبھالنے کے لئے لمبے لمبے سانس لینے پڑے۔ لیکن اسے احساس تھا کہ صفدر بھی زیادہ دیر تک اسے سنبھال نہ سکے گا۔ اس لئے اس نے ایک بار پھر اپنی قوت مجتمع کی اور بھاری بلاک کو دوسری طرف دھکیلنے کی کوشش شروع کر دی۔ لیکن بلاک واقعی بیحد بھاری تھا۔

"میرا جسم حرکت کر رہا ہے۔ تم چند لمحے اسے سنبھال لو۔ میں اس کے نیچے سے کھسک جاتا ہوں۔ یہ اٹھایا نہ جا سکے گا" ——— صفدر نے کہا۔

اور کیپٹن شکیل نے سر ہلاتے ہوئے بلاک کو اٹھانے میں پوری طاقت لگا دی۔ صفدر ہاتھ چھوڑ کر کھسکنے لگا۔ اور پھر عین اسی لمحے جب اس کا جسم بلاک کے نیچے سے نکلا۔ کیپٹن شکیل کی قوت جواب دے گئی اور بلاک ایک دھماکے سے نیچے گر گیا۔ اگر صفدر کو ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو اس بار یقیناً وہ کچلا جاتا۔ لیکن اب وہ محفوظ تھا۔

کیپٹن شکیل بلاک گرنے کے بعد فرش پر لیٹ گیا۔ اور زور زور سے سانس لینے لگا۔

"اوہ۔ تمہاری اپنی ٹانگ بھی دبی ہوئی ہے۔ اوہ۔ اس لئے تمہاری پوزیشن عجیب تھی۔ تم نے کمال کر دیا کیپٹن شکیل" ——— صفدر نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اسے شاید اب احساس ہوا تھا کہ کیپٹن شکیل نے اسے بچانے کے لئے کس قدر جان لیوا کوشش کی ہے۔

"اگر ٹانگ نہ دبی ہوتی تو شاید میں اس بلاک کو اٹھا ہی لیتا" کیپٹن شکیل نے زور زور سے سانس لیتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

اور صفدر سر ہلاتا ہوا تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے جلدی سے کیپٹن شکیل کی ٹانگ پر پڑا ہوا بلاک ایک ہاتھ سے اونچا کیا اور دوسرے ہاتھ سے اس نے کیپٹن شکیل کی ٹانگ کو باہر گھسیٹ لیا۔ کیپٹن شکیل بھی اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"جولیا کا پتہ کرو" ——— اسی لمحے کیپٹن شکیل کو جولیا کا خیال آ گیا۔

"اوہ۔ ہاں" ——— صفدر نے کہا اور تیزی سے آگے گری ہوئی چھت کی طرف بڑھ گیا۔ اور پھر اسے ایک طرف گرے ہوئے انتہائی وزنی بلاک کے نیچے کونے سے جولیا کا پیر باہر نکلا ہوا نظر آ گیا۔ اس کے ساتھ ہی ایک اور مرد کا پیر بھی موجود تھا۔ صفدر نے جھک کر اس بلاک کو اٹھانے کی

کوشش کی۔ لیکن یہ بلاک شاید سب سے بھاری تھا۔ اس لئے وہ اُسے پوری طرح نہ اٹھا سکا تھا۔

"کیپٹن شکیل۔ جولیا کو نیچے سے کھینچ لو۔ جلدی کرو"

صفدر نے چیخ کر کہا۔

اور کیپٹن شکیل فرش پر گھسٹتا ہوا آگے اس کی طرف بڑھا۔ کیونکہ اس کی ٹانگ قطعی طور پر مفلوج ہو چکی تھی۔ اس لئے وہ چلنا تو ایک طرف اٹھ کر کھڑا بھی نہ ہو سکتا تھا۔ اس نے جلدی سے جولیا کی ٹانگ دونوں ہاتھوں سے پکڑی اور اُسے جھٹکے سے گھسیٹنا شروع کر دیا۔ لیکن جولیا کے ساتھ وہ مرد کا جسم بھی گھسیٹنے لگا۔ تو کیپٹن شکیل سمجھ گیا کہ اس مرد کا جسم جولیا کے اوپر ہے اور جب تک اسے ساتھ نہ کھینچا جائے گا جولیا کا جسم باہر نہ آ سکے گا ادھر صفدر کا چہرہ سرخ پڑ چکا تھا۔ اور بلاک کے بے پناہ وزن کی وجہ سے اس کے بازو کانپنے لگ گئے تھے۔ چنانچہ کیپٹن شکیل نے جلدی سے اس مرد کی ٹانگ بھی ساتھ پکڑی اور پھر وہ خود پیچھے کی طرف کھسکتا ہوا ان دونوں کو بیک وقت باہر کی طرف گھسیٹنے لگا۔

اور پھر وہی پہلے جیسی پوزیشن ہوئی جیسے ہی جولیا اور اس مرد کا جسم باہر آیا صفدر کے ہاتھوں سے بلاک گر گیا اور ایک بار پھر زوردار دھماکہ ہوا۔ صفدر بھی نیچے بیٹھ کر زور زور سے ہانپنے لگا۔ جب کہ کیپٹن شکیل جولیا پر جھک گیا۔ جولیا زندہ تھی گو اس کی نبضیں خاصی ڈوب چکی تھیں۔ لیکن پھر بھی وہ زندہ ضرور تھی۔ کیپٹن شکیل نے جلدی سے اس کی جوتیاں اتار دیں اور پھر اس کے تلووں کی

مالش شروع کر دی۔ کیونکہ جولیا کی جو حالت تھی اس کے لئے یہ ضروری تھا ورنہ اگر وہ ویسے ہی اُسے ہوش میں لانے کی کوشش کرتا تو پھر جولیا کی حالت مزید بگڑ جاتی۔ اس کے تیزی سے چلتے ہوئے ہاتھوں کی وجہ سے جولیا کے چہرے کا رنگ بحال ہونے لگ گیا۔ اور جب کیپٹن شکیل نے محسوس کیا کہ اب جولیا کی حالت خطرے سے باہر ہو چکی ہے تو اس نے اُسے جھنجھوڑ کر ہوش میں لانا شروع کر دیا۔

"تم اپنی ٹانگ سنبھالو شکیل۔ اسے میں ہوش میں لاتا ہوں" صفدر نے اٹھ کر جولیا کی طرف کھسکتے ہوئے کہا۔

"یہ آدمی مر چکا ہے۔ اور اس کی پوزیشن بتا رہی تھی کہ اس کی وجہ سے ہی جولیا زندہ بچ گئی ہے۔ اس نے اپنا جسم جولیا کے اوپر اس طرح کر لیا تھا کہ بھاری بلاک کا تمام تر دباؤ اس کے جسم نے برداشت کیا ہے۔ ورنہ جولیا کا بچ جانا ناممکنات میں سے ہو جاتا"۔۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے سر ہلاتے ہوئے پیچھے ہٹ کر کہا۔

"یہ یقیناً جیکسن ہے۔ اور اس نے جولیا کو مرسیا سمجھ کر بچانے کی کوشش کی ہے"۔۔۔۔۔۔ صفدر نے جولیا کو ہوش میں لانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اس کے ساتھ جولیا ادھر آئی تھی۔ بہرحال اس نے مرسیا کی خاطر اپنی جان دے دی ہے۔ اور اس دور میں بھی لیلیٰ مجنوں والی کہانی درست ثابت کر دی ہے"۔۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل

سے اپنی ٹانگ کو دونوں ہاتھوں سے مسلتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"ارے ——— تم یہاں اطمینان سے بیٹھے گپیں ہانک رہے ہو ——— اچانک اوپر سے عمران کی آواز سنائی دی۔ اور عمران کی آواز سن کر وہ دونوں اس بُری طرح اچھلے جیسے کوئی انہونی ہونی ہوگئی ہو۔

"عمران صاحب۔ آپ زندہ ہیں۔ اوہ خدا کا شکر ہے۔ ورنہ ہم تو آپ کو رو بیٹھے تھے" ——— کیپٹن شکیل اور صفدر دونوں نے بیک آواز ہو کر کہا۔

"بس یہ بیٹھنے والی بات ہی تو غلط ہوگئی ہے۔ اب میں اتنا گیا گزرا بھی نہیں ہوں کہ تم بیٹھ کر مجھے روؤ اور میں تمہیں رونے دوں یہ میری توہین ہے۔ ہاں اگر تم کھڑے ہو کر روتے تو شاید میں اپنی اہمیت سمجھ کر ہی مرجاتا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور پھر وہ نیچے کود آیا۔

"یہ سب ہوا کیا ہے۔ یہ کیسی قیامت تھی" ——— صفدر نے کہا۔

اور عمران نے مختصر لفظوں میں انہیں ساری کہانی سنائی تو ان دونوں کی آنکھیں خوف سے پھیلتی چلی گئیں۔

"اوہ ——— اس قدر خوف ناک تباہی" ——— ان دونوں کے منہ سے بیک وقت نکلا۔ اسی لمحے جولیا نے بھی کراہ کر آنکھیں کھول دیں۔

"یہ آدمی کون ہے۔ یہ تو شاید مر چکا ہے" ——— عمران نے

جیکسن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔

"یہ مرسیا کا عاشق جیکسن ہے۔ بلکہ مرسیا کا مجنوں کہا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ اس نے اپنی جان دے کر جولیا کو بچا لیا ہے" صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے پرنس بازار میں اچانک اس کے جولیا سے ٹکرانے سے لے کر یہاں دھماکے تک سارے واقعات بتا دیئے۔

"اوہ ——— پھر تو یہ ماسٹر وغیرہ بھی اسی ملبے میں ہوں گے" عمران نے اچھلتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے ملبے کی طرف بڑھ گیا۔

"تم جولیا کو سنبھالو کیپٹن۔ میں عمران صاحب کی مدد کرتا ہوں" صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور اٹھ کر تیزی سے عمران کی طرف بڑھ گیا۔ جو اب پاگلوں کے سے انداز میں ملبے کو ہٹانے میں مصروف تھا۔ صفدر کے ساتھ شامل ہو جانے کی وجہ سے کام تیزی سے ہونے لگا۔ اور جب پورا ملبہ ہٹ گیا تو نیچے سے دو اور لاشیں برآمد ہوئیں۔ یہ دونوں بھی اپ لینڈ کے باشندے تھے۔

"اوہ۔ ان میں ماسٹر نہیں ہے۔ ان میں سے کوئی بھی اس کی قد و قامت کا نہیں ہے۔ وہ یا تو ان سے علیحدہ تھا یا پھر وہ نکل گیا ہے" ——— عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ جولیا بھی اب ہوش میں آچکی تھی۔ اور کیپٹن شکیل کی ٹانگ بھی مسلسل مالش کے بعد اب آہستہ آہستہ حرکت میں آنے لگ گئی تھی۔ ہڈی ٹوٹنے سے بچ گئی تھی۔ صرف بے پناہ دباؤ کی وجہ سے خون کا

دوران رک گیا تھا۔ اس لئے ٹانگ مفلوج ہو گئی تھی۔

" نکل کیسے گیا۔ اس خوف ناک ملبے سے کیسے نکل سکتا ہے"
صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" میرا خیال ہے وہ نکل گیا ہے۔ اس سائیڈ پر ملبے کی ایسی حالت تھی جیسے اس میں سے کوئی نکلا ہو۔ تم لوگ باہر آ جاؤ۔ میں اسے تلاش کرتا ہوں۔ وہ یقیناً یہیں کہیں قریب ہی ہو گا"
عمران نے کہا۔ اور پھر تیزی سے گڑھے سے اوپر جانے کی کوشش میں لگ گیا۔ گڑھا اس وقت کھائی کی صورت اختیار کر چکا تھا۔ جولیا اس دوران پوری طرح ہوش میں آ چکی تھی۔ اور کیپٹن شکیل نے اُسے مختصر لفظوں میں ساری صورت حال بتا دی تھی۔

" اوہ ——— بڑا ظلم ہوا۔ بڑی تباہی ہوئی ہے" ——— جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے آگے بڑھ کر کیپٹن شکیل کو سہارا دے کر کھڑا ہونے میں مدد دی۔ صفدر بھی اس کی طرف بڑھا۔ اور پھر ان دونوں کے سہارے سے کیپٹن شکیل بھی اس کھائی سے باہر آنے میں کامیاب ہو چکا تھا۔ اب اس کی ٹانگ خاصی حد تک حرکت کرنے لگی تھی۔

" جولیا ——— تم کیپٹن شکیل کو ساتھ لے کر ہسپتال چلی جاؤ۔ میں اور صفدر اس ماسٹر کی تلاش میں جائیں گے" ——— عمران نے تیز لہجے میں جولیا اور کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

" نہیں ——— ہسپتال جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب میں کافی ٹھیک ہوں" ——— کیپٹن شکیل نے کہا۔

" تو پھر اپنے فلیٹ چلے جاؤ۔ بشرطیکہ وہ اس قیامت خیز تباہی سے بچ گیا ہو۔ تمہیں آرام کی ضرورت ہے۔ آؤ صفدر۔ میں نے کسی حد تک اس ماسٹر کا سراغ لگا لیا ہے"
عمران نے کہا۔ اور صفدر کو لے کر تیزی سے ایک سائیڈ پر بڑھنے لگا۔

"ماسٹر بڑی بے چینی سے کمرے میں ٹہل رہا تھا اسے اپنے
ہیڈ کوارٹر پہنچے ہوئے کافی دیر ہو گئی تھی۔ اور یہاں آنے سے پہلے ا
نے سب سے پہلے اس بات کا پتہ چلانے کی کوشش کی تھی۔
کہ آخر الرٹ کیمپ کے باقی دو گریڈ کیوں تباہ نہیں ہوئے۔ اُسے
تھا کہ روسیاہی ہیڈ کوارٹر میں یقیناً اس بات پر باقاعدہ سوگ منایا جا رہا
ہو گا۔ اور ساری ذمہ داری اس پر ڈالی جا رہی ہو گی۔ اس لئے
وہ مکمل معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اس نے یہاں آتے ہی ہیڈکوا
میں موجود ڈاگی کو اس بارے میں مکمل معلومات حاصل کرنے کی
ہدایت کی تھی۔ ہیڈکوارٹر میں ڈاگی ہی زندہ بچا تھا کیونکہ ہیڈکوارٹر
کا بیشتر حصہ دو میزائل لگنے سے تباہ ہو گیا تھا۔ اور وہاں موجود
چار آدمی ہلاک ہو گئے تھے۔ البتہ ڈاگی دوسرے حصے میں تھا
اس لئے وہ بچ گیا تھا۔ ماسٹر وہاں سے ہوتا ہوا یہاں اپنے

مخصوص ہیڈ کوارٹر آیا تھا۔ اور اس نے ڈاگی کو وہیں سے انکوائری کے
لئے بھیج دیا تھا۔ اور اب وہ ڈاگی کی طرف سے رپورٹ کا منتظر
تھا۔ اس نے ڈاگی کو سمجھا دیا تھا۔ کہ وہ پریس رپورٹر بن کر جائے۔
اور تمام معلومات حاصل کر کے آئے۔ ڈاگی کو گئے ہوئے تقریباً
ایک گھنٹہ گزر گیا تھا۔ ماسٹر اسی کی انتظار میں بے چینی سے کمرے
میں ٹہل رہا تھا۔ پھر دروازے پر دستک کی آواز سن کر وہ چونک
پڑا۔

"کون ہے" ——— ماسٹر نے بند دروازے کے قریب جا
کر پوچھا۔

"ڈاگی ہوں باس" ——— دوسری طرف سے ڈاگی کی آواز
سنائی دی۔

اور ماسٹر نے جلدی سے کنڈی ہٹائی اور دروازہ کھول دیا۔
اگی جس کے ہاتھ میں ایک نوٹ بک تھی تیزی سے اندر داخل ہوا۔
"کیا رپورٹ لائے ہو" ——— ماسٹر نے دوبارہ دروازہ
ر کرتے ہوئے پوچھا۔

"میں ایکریمین ٹائمز کا نمائندہ بن کر وہاں پہنچا تھا۔ اور میں نے
ں کوششوں سے سیکورٹی کے ایک کیپٹن نعمان کو تلاش کر لیا۔
ں سے مکمل معلومات مل گئی ہیں" ——— ڈاگی نے کہا۔

"رپورٹ دو۔ باقی باتیں چھوڑ دو" ——— ماسٹر نے غراتے
ئے کہا۔

اوہ۔ یس سر۔ کیپٹن نعمان واحد آدمی ہے جو زیرو کیمپ سے

زندہ اور صحیح سلامت بچ نکلا ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ جب ٹرکوں کا عملہ پرنس بازار کی طرف گیا تو ملٹری انٹیلی جنس کے تین افراد جن میں ایک کرنل اور دو کیپٹن تھے۔ ایک غیر ملکی عورت کے ساتھ اندر داخل ہوئے اور باس یہ بتا دوں کہ میں نے یہ معلوم کر لیا ہے کہ وہ عورت جیکسن کی مرسیا تھی ـــــ ڈاگی نے کہا۔

" مرسیا ـــــ اوہ اوہ " ـــــ ماسٹر مرسیا کا نام سن کر بری طرح اچھل پڑا۔ کیونکہ مرسیا ان کے خفیہ اڈے تک پہنچی تھی۔ اور پھر دھماکہ ہو گیا۔ اور وہ ملبے میں دب گئے تھے۔

" ہاں باس۔ وہ مرسیا تھی۔ یہ چاروں افراد اندر آئے تو مرسیا اور دونوں کیپٹن تو پرنس بازار کی طرف چلے گئے۔ جب کہ وہ کرنل وہیں رہ گیا۔ کیپٹن نعمان زیرو کیمپ کی سیکورٹی کا انچارج تھا۔ اور کرنل نے ٹرکوں کی چیکنگ شروع کر دی۔ اور پھر اس نے وہ ٹرک تلاش کر لیا جس کے نیچے ٹائم بم فٹ تھے۔ اور اس نے ایک ٹائم بم ناکارہ بنا دیا۔ لیکن دوسرے کو ناکارہ کرنے کی اُسے مہلت نہ مل سکی اور ...." ـــــ ڈاگی نے اس کے بعد زیرو کیمپ کے دھماکوں۔ الرٹ کیمپ کے دھماکے۔ اور پھر اس کرنل اور کیپٹن نعمان کی حفاظتی سرنگوں میں پہنچنے اور پھر زندہ بچ نکلنے تک کی پوری تفصیل بتا دی۔

" اوہ۔ تو بلاسٹ ہونے سے پہلے ایک بم ناکارہ کر دیا گیا تھا۔ اسی لئے ریڈ میزائل کو مطلوبہ حرارت نہ مل سکی اور صرف ایک گریڈ تباہ ہوا۔ اوہ کاش میں اس وقت وہاں موجود ہوتا۔ یا پھر میں خیرد کو

کہہ دیتا کہ ٹائم بموں پر وقت کم فکس کر دیتا۔ بہرحال یہ مرسیا ان کے ساتھ کیسے پہنچ گئی " ـــــ ماسٹر نے ہونٹ چبلتے ہوئے کہا۔

" باس۔ میں نے مرسیا کی کوٹھی کو بھی چیک کیا ہے۔ مرسیا تو وہاں موجود نہیں ہے۔ البتہ وہاں راجر کی لاش تھی۔ اور مرسیا کا ملازم بھی غائب ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ مرسیا ان ملٹری انٹیلی جنس والوں کے ہتھے جب چڑھی تو راجر وہاں موجود تھا۔ راجر کی پیشانی کی کھال اتاری گئی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس پر خوفناک تشدد کیا گیا۔ اور یقیناً راجر سے اس مشن کے بارے میں معلومات حاصل کی گئی ہیں۔ راجر کو اتنا تو معلوم تھا کہ آپ کسی اہم مشن پر جوشنام کی پہاڑیوں سے ہو کر زیرو کیمپ پہنچیں گے اور جیکسن بھی آپ کے ساتھ ہوگا " ـــــ ڈاگی نے اپنے طور پر تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

" ہونہہ ـــــ اب ساری بات واضح ہو گئی۔ راجر سے انہوں نے معلومات حاصل کیں۔ اور پھر مرسیا کو وہ ساتھ لے کر کیمپ میں پہنچے۔ اگر ہم لوگ وہاں موجود ہوتے تو یقیناً جیکسن اُسے دیکھ کر چونکتا۔ اور اس طرح وہ جیکسن کا پتہ کر کے ہمارے پورے گروپ پر ہاتھ ڈال دیتے۔ یہ لوگ جب وہاں پہنچے تو ہم پرنس بازار میں اپنی مخصوص پناہ گاہ میں پہنچ چکے تھے۔ چنانچہ وہ کرنل وہاں رک گیا۔ اور وہ دو کیپٹن مرسیا کو ساتھ لے کر واپس بازار آ گئے۔ یہاں جیکسن چانک باہر چلا گیا تھا۔ چنانچہ جیکسن اور مرسیا کا ٹکراؤ ہو گیا۔

اور وہ مرسیا کو اپنے ساتھ لے کر وہاں پہنچ گیا۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ دو کیپٹن اس کا تعاقب کرتے ہوئے یقیناً وہاں پہنچے ہوں گے۔ لیکن اسی دوران تباہی کا آغاز ہو گیا۔ اور وہ راستے میں ہی کہیں رک گئے۔ اگر تباہی کا اچانک آغاز نہ ہو جاتا تو مرسیا کے پیچھے یہ لوگ ہم تک پہنچ جاتے اور پھر ہم بھیگے ہوئے چوہوں کی طرح پکڑ لئے جاتے۔ اوہ پکڑنے کے لئے انتہائی ذہانت سے منصوبہ بندی کی گئی تھی" ــــــ ماسٹر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یس باس ــــ واقعی ایسا ہی ہوا ہو گا" ــــــ ڈاگی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"وہ کرنل کون تھا" ــــــ ماسٹر نے پوچھا۔

"سر۔ اس کا نام تو معلوم نہیں ہو سکا۔ لیکن کیپٹن نعمان نے بتایا ہے۔ کہ اس نے بڑبڑاہٹ میں عمران اور ماسٹر دو نام لئے تھے نیم غشی کی حالت میں" ــــــ ڈاگی نے کہا۔

اور ماسٹر اس کی بات سن کر یک لخت کرسی سے اچھل کھڑا ہوا۔ اس کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیلتی چلی گئیں۔

"اوہ اوہ ــــــ تو یہ عمران تھا۔ علی عمران۔ اوہ یقیناً وہی ہو گا۔ مجھے پہلے ہی شک پڑ رہا تھا۔ کہ اس قدر ذہانت سے پُر منصوبہ بندی کوئی عام آدمی نہیں کر سکتا" ــــــ ماسٹر نے قدرے نیم ہذیانی انداز میں کہا۔

"علی عمران ــــــ یہ کون ہے ماسٹر" ــــــ ڈاگی بھی جو ماسٹر

کی حالت دیکھ کر بوکھلا کر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"کاش مجھ سے بے وقوفی نہ ہوتی۔ جو میں نے اسے صرف انا کی تسکین کے لئے چھوڑ دیا۔ ہاں مجھ سے واقعی حماقت ہوئی تھی۔ اب مجھے احساس ہو رہا ہے۔ لیکن اب میں اس حماقت کی تلافی کروں گا۔ اب عمران کو ماسٹر کے ہاتھوں سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ میں اس کے جسم کا ایک ایک ریشہ اپنے ہاتھوں سے علیحدہ کروں گا اب میں اسے بتاؤں گا کہ ماسٹر کیا حیثیت رکھتا ہے" ــــــ ماسٹر نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی وہ لاشعوری طور پر سامنے موجود میز پر زور زور سے مکے برساتا جا رہا تھا۔ جیسے اس کے سامنے میز کی بجائے عمران کا بے جان جسم پڑا ہوا ہو۔

الرٹ کیمپ کے گریڈ دن نے پاکیشیا کے دارالحکومت
میں واقعی خوف ناک تباہی مچا دی تھی۔ بے شمار عمارتیں تباہ ہو گئی
تھیں۔ ہلاک ہونے والوں کی تعداد بھی سینکڑوں تک پہنچ گئی تھی،
اور زخمیوں کا تو شمار ہی نہ تھا۔ پورے پاکیشیا میں سرکاری طور پر
سوگ منائے جانے کا اعلان کیا گیا تھا۔ اور پاکیشیا کے تمام
وسائل اس قیامت سے متاثر ہونے والوں کی فوری بحالی پر لگا دیئے
گئے تھے۔ گو عوام کی حد تک تو یہ تباہی خوف ناک تھی لیکن اعلیٰ حکام
جانتے تھے کہ یہ تباہی اس تباہی کا عشر عشیر بھی نہیں ہے۔ جو
الرٹ کیمپ کے گریڈ ٹو اور گریڈ تھری کی تباہی سے واقع ہوتی۔ چونکہ
گریڈ دن کی تباہی سے الرٹ کیمپ کا درجہ حرارت انتہائی غیر معمولی
ہو گیا تھا۔ صدر مملکت تک یہ رپورٹ پہنچ چکی تھی۔ کہ ایکسٹو کے
نمائندے علی عمران نے اپنی جان پر کھیل کر گریڈ ٹو اور گریڈ تھری

کو تباہ ہونے سے بچا لیا ہے۔ دوسرے لفظوں میں پورے پاکیشیا
کو مکمل تباہی سے بچا لیا تھا۔ اور صدر مملکت کے ذریعے اعلیٰ ترین
حکام بھی علی عمران کے اس کارنامے سے واقف ہو گئے تھے
اور اعلیٰ حلقوں میں ہر جگہ ایکسٹو اور علی عمران کی بے پناہ صلاحیتوں
کو واضح خراج تحسین ادا کیا جا رہا تھا۔ اور صدر مملکت نے تو یہ فیصلہ
کر لیا تھا کہ علی عمران کو پاکیشیا کا سب سے بڑا اعزاز دیا جائے گا۔
چنانچہ انہوں نے اس کا ذکر سر سلطان سے کیا تو سر سلطان
نے انہیں بتایا کہ علی عمران جس طبیعت کا آدمی ہے۔ وہ یہ اعزاز قبول
کرنے سے انکار کر دے گا۔ لیکن صدر مملکت مُصر تھے کہ علی عمران
کو اس اعزاز کو وصول کرنے پر رضامند کیا جاتے۔ چنانچہ سر سلطان
اس وجہ سے کئی بار بلیک زیرو کو فون کر چکے تھے۔ لیکن عمران کا
کہیں پتہ نہ چل رہا تھا۔ اور بلیک زیرو نے وعدہ کیا تھا کہ جیسے ہی
اس کا رابطہ عمران سے ہو گا۔ وہ اس کی بات سر سلطان سے
کرا دے گا۔

اس وقت بھی بلیک زیرو دانش منزل کے آپریشن روم میں
بیٹھا اس تباہی کی رپورٹیں پڑھنے میں مصروف تھا۔ دانش منزل
کو اس نے فوری طور پر کیمو فلاج کر کے ان اندھا دھند برسنے
والے میزائلوں سے محفوظ کر لیا تھا۔ لیکن رانا ہاؤس کی عمارت ان
میزائلوں کی زد میں آ گئی تھی اور جوزف اور جوانا دونوں ہی زخمی ہو
گئے تھے۔ اور بلیک زیرو نے انہیں سیکرٹ سروس کے
خصوصی ہسپتال میں داخل کرا دیا تھا۔ جہاں انتہائی تندہی سے ان

کا علاج کیا جا رہا تھا۔ اور اب ان دونوں کی حالت خطرے سے
باہر تھی۔ بلیک زیرو نے ــــــ ممبرز کو کال کر کے ان کی خیریت
دریافت کی تھی۔ وہ سب محفوظ تھے البتہ خاور جس بلڈنگ میں رہتا
تھا اس کا ایک حصہ تباہ ہو گیا تھا۔ لیکن خاور کا فلیٹ محفوظ رہا
تھا۔ بلیک زیرو بیٹھا سوچ رہا تھا کہ آخر عمران کہاں غائب ہو گیا
ہے۔ اس سے رابطہ ہی نہ ہو رہا تھا کہ اچانک آپریشن روم میں
مخصوص سیٹی کی آواز گونج اٹھی اور بلیک زیرو نے آواز سنتے ہی چونک
کر دیوار پر روشن ہو جانے والی سکرین کو دیکھا۔ اور ایک بار پھر چونک
پڑا۔ کیونکہ سکرین پر آنے والے مین گیٹ سے باہر ایک فوجی
کرنل کھڑا نظر آ رہا تھا۔ اس کی یونیفارم خاصی مسلی ہوئی تھی اور
وہ پریشان سا نظر آتا تھا۔

"کون ہے" ــــــ بلیک زیرو نے میز کے کنارے پر لگا
ہوا بٹن پریس کرتے ہوئے پوچھا۔

"گیٹ کھولو طاہر۔ میں عمران ہوں" ــــــ کمرے میں عمران
کی آواز گونجی اور بلیک زیرو نے چونک کر جلدی سے گیٹ کھولنے
والا بٹن دبا دیا۔ اس کے ساتھ ہی سکرین تاریک ہو گئی۔ اور پھر چند
لمحوں بعد عمران ڈھیلے قدم اٹھاتا آپریشن روم میں داخل ہوا۔ اور
سیدھا باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ بلیک زیرو اس کی حالت دیکھ
چکا تھا۔ اس لئے جب تک عمران باتھ روم سے باہر آتا۔ وہ اس
کے لئے بلیک کافی کا ایک بڑا کپ تیار کر چکا تھا۔

عمران میک اپ صاف کر کے اور نہا دھو کر عام لباس پہنے

جب باتھ روم سے باہر آیا۔ تو پہلے کی نسبت خاصا فریش لگ رہا
تھا لیکن اس کا ہمیشہ ہنستا مسکراتا چہرہ اس وقت ستا ہوا تھا۔ یوں لگ
رہا تھا جیسے اس کے ذہن پر کوئی بہت بڑا بوجھ ہو۔

"یہ کافی لیجئے۔ آپ بے حد تھکے ہوئے معلوم ہوتے ہیں"
بلیک زیرو نے کافی کا کپ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"شکریہ طاہر۔ دراصل اس خوفناک تباہی نے میرے ذہن
پر انتہائی برا اثر ڈالا ہے۔ کاش کسی طرح یہ تباہی رک جاتی"
عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اور کافی کا کپ اٹھا لیا۔

"واقعی انتہائی ہولناک تباہی ہوئی ہے۔ لیکن اگر آپ اپنی جان
پر کھیل کر گریڈ ٹو اور گریڈ تھری کو نہ بچا لیتے تو شاید پورا پاکیشیا ہی
فنا کے گھاٹ اتر جاتا" ــــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن جو کچھ ہو گیا ہے یہی میرے لئے
ناقابل برداشت ہے۔ میں نے اس ماسٹر کو تلاش کرنے کی
بے حد کوشش کی ہے۔ لیکن جھیل کے بعد اس کا اتہ پتہ معلوم
نہیں ہو سکا۔ میرا بس نہیں چل رہا کہ کسی طرح اس ماسٹر کا جلد از جلد
پتہ چل جائے۔ تاکہ میں اپنے ملک کے ہزاروں اور لاکھوں بے گناہ
افراد کا اس کمینے اور گھٹیا مجرم سے انتقام لے سکوں"
عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"وہ آپ کے ہاتھوں سے بچ کر نہ جا سکے گا۔ اس بات
کا مجھے یقین ہے" ــــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"اگر ایسا مجرم بھی میرے ہاتھوں سے بچ نکلتا ہے تو پھر مجھے

خودکشی کر لینی چاہیئے۔ میں اس کی نسلوں سے ایسا انتقام لوں گا کہ شاید ہی آج تک کسی کا انجام ایسا ہوا ہو"۔۔۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"سر سلطان کا فون کئی بار آ چکا ہے۔ اعلیٰ حکام کو آپ کی بے مثال بہادری اور جرأت کا علم ہو چکا ہے اور صدر مملکت مُصر ہیں۔ کہ آپ کو پاکیشیا کا سب سے بڑا اعزاز دیا جائے" بلیک زیرو نے کہا۔

"تمہیں معلوم تو ہے مجھے ان رسمیات سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ میرے لئے سب سے بڑا اعزاز اس کمینے مجرم کی میرے ہاتھوں ہلاکت ہوگی۔ تم سر سلطان کو کہہ دینا کہ یہ اعزاز سیکورٹی کے کیپٹن نعمان کو دے دیا جائے جس کی بروقت حاضر دماغی اور کارکردگی نے واقعی مجھے بے حد متاثر کیا ہے"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور بات ختم کرتے کرتے وہ چونک پڑا۔

"اوہ۔ کیپٹن نعمان سے بات ہو سکتی ہے۔ یقیناً اس ماسٹر کو علم ہو گیا ہو گا کہ الرٹ کیمپ کے دو گرینیڈ بچ گئے ہیں۔ اور وہ اب اس بات کا کھوج لگائے گا۔ کہ ایسا کیوں ہوا ہے۔ کیونکہ اس کی منصوبہ بندی کے مطابق تو دونوں ٹائم بموں کے پھٹتے ہی ریز میزائل کو مطلوبہ حرارت یقیناً مل جانی تھی۔ جس سے پورا الرٹ کیمپ تباہ ہو جاتا۔ لیکن تباہی اس کے نقطہ نظر سے ادھوری ہوئی ہے۔ اس لئے وہ یقیناً اس بات کی کھوج لگانے کی کوشش کرے گا۔ اور میرے خیال میں اس کے لئے اُسے کیپٹن نعمان

سے زیادہ بہتر آدمی اور کوئی نہیں مل سکتا۔ وہ یا اس کا کوئی آدمی لازماً اُسے اپروچ کرے گا"۔۔۔ عمران نے تیز تیز لہجے میں کہا اور بلیک زیرو نے سر ہلا دیا۔

"میں معلوم کروں کیپٹن نعمان کے متعلق"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ چیف سیکورٹی آفیسر سے معلوم کرو۔ میں اس سے بات کرنا چاہتا ہوں"۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور بلیک زیرو نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ باری باری کئی نمبر ڈائل کرتے اور پوچھ گچھ کرنے کے بعد وہ آخر کار کیپٹن نعمان سے رابطہ قائم کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ چیف سیکورٹی آفیسر نے ایکسٹو کا نام سنتے ہی کیپٹن نعمان کو فوری طور پر اپنے دفتر بلا لیا تھا۔

"یس سر ۔۔۔ میں کیپٹن نعمان بول رہا ہوں"۔۔۔ دوسری طرف سے کیپٹن نعمان کی قدرے سہمی ہوئی آواز سنائی دی۔ ظاہر ہے ایکسٹو کے متعلق اُسے بھی معلوم تھا کہ وہ کس قدر بااختیار آدمی ہے۔ اور کیپٹن نعمان کی آواز سنتے ہی عمران نے رسیور بلیک زیرو کے ہاتھوں سے لے لیا۔

"ہیلو کیپٹن نعمان۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ الرٹ کیمپ کے واقعے کے بعد آپ سے اس واقعے کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے کسی غیر سرکاری آدمی نے تو اپروچ نہیں کیا"۔۔۔ عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں دریافت کیا۔

"سر۔ ویسے چند صحافیوں نے مجھے اپروچ کیا ہے۔ اور اب بھی ان لوگوں کے فون آرہے ہیں۔ کیونکہ سب کو یہ معلوم ہو چکا ہے۔ کہ میں اس تمام واقع کا چشم دید گواہ ہوں۔ لیکن سر اب اعلیٰ حکام نے مجھے کسی قسم کا بیان دینے سے روک دیا ہے" ——— کیپٹن نعمان نے جواب دیا۔

"آپ اس سے پہلے کتنے صحافیوں کو تفصیلات بتا چکے ہیں" عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"سر۔ کچھ زیادہ نہیں ہیں۔ صرف تین صحافیوں کو میں نے بیانات دیئے ہیں۔ اس کے بعد بند کر دیئے ہیں۔ ان میں سے ایک غیر ملکی تھا باقی دو صحافی لوکل تھے" ——— کیپٹن نعمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"غیر ملکی کس اخبار سے متعلق تھا۔ اس کی پوری تفصیل بتاؤ" عمران نے چونک کر پوچھا۔

"ایکریمین ٹائمز کا نمائندہ تھا مسٹر جان ڈاگ اس کا نام تھا" کیپٹن نعمان نے جواب دیا۔

"وہ کب ملا تھا آپ سے" ——— عمران نے پوچھا۔

"جناب اس واقعے کے فوری بعد۔ سب سے پہلے ملنے والا بھی وہی تھا۔ اور جناب وہ بے حد کائیاں آدمی تھا بڑا کرید کرید کر ایک ایک بات پوچھ رہا تھا جناب" ——— کیپٹن نعمان نے جواب دیا۔

"آپ نے اس کا کارڈ دیکھا تھا یا اس کے متعلق معلومات کی

تھیں کہ وہ اصل رپورٹر تھا" ——— عمران نے پوچھا۔

"اوہ نو سر۔ میں نے اس کی ضرورت ہی نہ سمجھی تھی"۔ ویسے سر اس کے ہاتھ میں جو نوٹ بک تھی اس نوٹ بک پر اس کا پتہ لکھا ہوا تھا۔ تھرٹی فور ایونیو چارمنگ ہاؤس" ——— کیپٹن نعمان نے جواب دیا۔

"اس کا حلیہ اور قد و قامت کی پوری تفصیل بتائیں" ——— عمران نے پوچھا۔

اور جواب میں کیپٹن نعمان نے حلیہ قد و قامت اور پوری تفصیلات بتا دیں۔

"تھینک یو۔ اب اگر یہ صحافی آپ کو اپروچ کرے۔ تو آپ چیف سیکورٹی آفیسر کے ذریعے مجھے ضرور اطلاع دیں۔ گڈ بائی" عمران نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور رکھ دیا۔

"ایکریمین ٹائمز تو بہت مشہور اخبار ہے" ——— بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اخبار تو واقعی بے حد معروف ہے۔ لیکن مجھے نمائندہ جعلی لگتا ہے۔ جس قسم کا قد و قامت اور حلیہ کیپٹن نعمان نے بتایا ہے۔ ایسا حلیہ اور قد و قامت اس جیسے مشہور اخبار کے کسی صحافی کا نہیں ہو سکتا۔ اس ٹائپ کا آدمی شاید صحافت میں شاذ و نادر ہی ملے گا۔ بہر حال ابھی معلوم ہو جاتا ہے" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور پھر اس نے رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ——— پاکیشیا گزٹ" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری

طرف سے پوچھا گیا۔

"اعجاز صاحب سے بات کراؤ۔ میں ان کا ایک دوست عمران بول رہا ہوں"۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔۔۔ ہولڈ آن کیجئے"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد رسیور سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"جی کون صاحب ہیں۔ میں اعجاز بول رہا ہوں"۔۔۔ بولنے والے کے لہجے میں سپاٹ پن تھا۔

"کیا اس آپریٹر نے تمہیں میرا نام نہیں بتایا"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"اوہ عمران تم۔ دراصل مجھے آپریٹر کی بات پر یقین نہ آیا تھا۔ آج کیسے میں یاد آگیا"۔۔۔ دوسری طرف سے اعجاز کی ہنستی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میں نے سوچا کہ تمہیں خوشخبری سنا دوں۔ اب میں بھی تمہارا پیشہ ور بھائی بن گیا ہوں"۔۔۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"پیشہ ور بھائی۔ کیا مطلب۔ کیا کسی اخبار میں نوکری کر لی ہے" اعجاز کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"ایسے ویسے اخبار کو تو میں گھاس ہی نہیں ڈالتا۔ ایکریمین ٹائمز کا نمائندہ خصوصی مقرر ہوا ہوں۔ جان ڈاگ کی بجائے"۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایکریمین ٹائمز کا نمائندہ۔ جان ڈاگ کی جگہ۔ کیا مطلب۔ یہ جان ڈاگ

کون ہے۔ اور کیا ایکریمین ٹائمز والوں کو تم سے بڑا احمق نہ ملا تھا"۔ اعجاز نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ تو تمہارا نام لے رہے تھے۔ لیکن میں نے ثابت کر دیا کہ تم ابھی اخباری لائن میں اتنے گھاگ نہیں ہوتے۔ اور یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ جان ڈاگ کو نہیں جانتے تم"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"یہ نام تمہیں کس نے بتایا ہے۔ ایکریمین ٹائمز کا ایک ہی تو نمائندہ ہے یہاں مارتھی کانیز۔ یہ جان ڈاگ کا تو نام آج تک میں نے سنا ہی نہیں ہے"۔۔۔ دوسری طرف سے اعجاز نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اور تم ابھی کہو گے کہ میں نے تھرٹی فور ایونیو چارمنگ ہاؤس کا نام بھی نہیں سنا۔ جان ڈاگ کا دفتر وہیں ہے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"چارمنگ ہاؤس میں دفتر۔۔۔ کیا تم پاگل خانے سے تو نہیں بول رہے ہے۔ چارمنگ ہاؤس تو ایک رہائشی پلازہ ہے۔ اور جہاں تک مجھے معلوم ہے وہاں کسی اخبار کا کوئی دفتر نہیں ہے"۔ اعجاز نے جواب دیا۔

"ارے۔ پھر تو میرے ساتھ فراڈ ہو گیا۔ میں نے تو وہاں جا کر انٹرویو دیا۔ اب تم کہہ رہے ہو کہ وہاں دفتر ہی نہیں ہے"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم مجھے چکر دینے کی کوشش کر رہے ہو۔ تمہارا اتنی مدت کے بعد مجھے فون کرنے کے پیچھے کوئی خاص مقصد ہو گا۔ کھل کر بات

کرو" ـــــ اعجاز نے ناراض سے لہجے میں کہا۔

"بس۔ اتنا بتا دو کہ ایکریمین ٹائمز کے کتنے نمائندے یہاں موجود ہیں" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"صرف ایک ہے۔ مارتھی کانیز۔ اور وہ بھی آج کل ایکریمیا گیا ہوا ہے۔ میرا گہرا دوست ہے۔ زیادہ تر میرے پاس ہی بیٹھا رہتا ہے" ـــــ اعجاز نے جواب دیا۔

"اچھا ـــــ اب اگر وہ ملے تو میرا اسلام دے دینا۔ گڈ بائی" عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"اب تو یہ بات طے ہو گئی کہ یہ جان ڈاگ ایکریمین ٹائمز کا نمائندہ نہیں تھا۔ البتہ یہ چارمنگ ہاؤس والا کلیو اچھا ملا ہے۔ میں اپنے فلیٹ پر جا رہا ہوں۔ خاصا تھک گیا ہوں۔ کچھ دیر آرام کروں گا۔ تم ممبرز کو اس جان ڈاگ کی تلاش پر لگا دو۔ مجھے یقین ہے کہ یہ شخص لازماً ماسٹر کا نمائندہ ہو گا" ـــــ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

اور بلیک زیرو نے سر ہلا دیا۔

"وہ فیروز کی بات کی تھی کیپٹن شکیل نے۔ مجھے اب یاد آیا کہ اس کے بعد اس نے اس بارے میں کوئی رپورٹ نہ دی۔ آپ کے ساتھ گیا تھا۔ کیا کہا تھا اس بارے میں" بلیک زیرو نے اچانک چونک کر اس طرح پوچھا جیسے اُسے ابھی اس بات کا خیال آیا ہو۔

"وہ اسے ڈاج دے گیا تھا۔ بہرحال اس وقت تو میں ٹارگٹ

وہ ماسٹر ہے۔ اس کے بعد اس فیروز کو بھی دیکھ لیں گے" عمران نے کہا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔
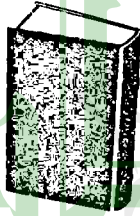
"ھونہہ ـــــ واپس آجاؤں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ ماسٹر ناکام واپس چلا جائے" ـــــ ماسٹر نے میز پر زور سے مکہ مارتے ہوئے کہا۔

"تو پھر آپ کا کیا پروگرام ہے۔ کیا آپ الرٹ کیمپ پر دوبارہ حملہ کریں گے" ـــــ سامنے بیٹھے ہوئے ڈاگی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"الرٹ کیمپ پر تو اب حملہ ناممکن ہے۔ اس کے لئے تو بھی منصوبہ بندی کی ضرورت ہے۔ اور اب تو وہ لوگ بے حد ہوشیار ہو چکے ہیں۔ میرا مطلب اس علی عمران سے انتقام لینے کا ہے۔ جس کی وجہ سے میرا مشن پوری طرح کامیاب بھی نہیں ہو سکا۔ اور

تمہارے علاوہ گروپ کے سارے افراد بھی ہلاک ہو چکے ہیں ۔
میں جب تک اس عمران سے انتقام نہ لوں کیسے واپس جا سکتا
ہوں "—— ماسٹر نے غصیلے انداز میں جواب دیا ۔ اس کی
آنکھیں بھوکے بھیڑیئے کی آنکھوں کی طرح چمک رہی تھیں ۔

" لیکن جب چیف باس کہہ رہے ہیں کہ آپ واپس آجائیں
تو پھر میرے خیال میں .... "—— ڈاگی نے کچھ کہنا چاہا ۔

" شٹ اپ ۔ اب اگر تم نے مزید لفظ منہ سے نکالا تو گولیوں
سے چھلنی کر دوں گا ۔ میں خود چیف باس ہوں ۔ سمجھے ۔ چیف باس
وہاں روسیاہ میں بیٹھا ہے ۔ اُسے کیا معلوم کہ میرے دل میں
انتقام کا کتنا بڑا لاوا ابل رہا ہے ۔ اس نے تو یہی کہا ہے کہ گریڈ دن
کی تباہی ہی ان کے مشن کے لئے بہت کافی ثابت ہوئی ہے ۔
لیکن یہ اس کے لئے کافی ہو سکتی ہے میرے لئے نہیں "
ماسٹر نے انتہائی غصیلے انداز میں چیختے ہوئے کہا ۔ اور ڈاگی نے
سہمے ہوئے انداز میں سر جھکا لیا ۔

" جو حکم باس ۔ میں ہر حکم کی تعمیل کے لئے حاضر ہوں "
ڈاگی نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا ۔

" سنو —— عمران تمہیں نہیں جانتا ۔ اس لئے اب تم نے
اس عمران کی نگرانی کرنی ہے ۔ تم نے اس کے فلیٹ کی مکمل نگرانی
کرنی ہے ۔ پھر جیسے ہی مجھے تمہاری طرف سے رپورٹ ملے گی ۔
کہ عمران فلیٹ میں پہنچ گیا ہے ۔ میں اس پر چڑھ دوڑوں گا ۔ پوری
طاقت سے "—— ماسٹر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا ۔

" یس باس ۔ آپ مجھے اس عمران کا حلیہ اور اس کا فلیٹ نمبر
بتا دیں ۔ اور باقی کام مجھ پر چھوڑ دیں ۔ میں اس عمران کو زندہ اغوا کر کے
یہاں آپ کے پاس لے آؤں گا میرے لئے یہ معمولی مسئلہ ہے "
ڈاگی نے بڑے با اعتماد لہجے میں کہا ۔

" اوہ ہاں ڈاگی ۔ مجھے تو خیال بھی نہ رہا تھا کہ تم واقعی اس کام میں
عالمی شہرت رکھتے ہو ۔ لیکن وہ دنیا کا انتہائی کایاں آدمی ہے ۔ یہ سوچ
لو "—— ماسٹر نے چونکتے ہوئے کہا ۔

" آپ قطعی بے فکر رہیں باس ۔ آپ دیکھیں تو سہی کہ وہ کس
طرح کچے دھاگے سے بندھا یہاں آتا ہے ۔ ویسے اگر آپ حکم
دیں تو میں اُسے وہیں قتل بھی کر سکتا ہوں "—— ڈاگی نے کہا ۔

" اوہ نو ۔ میں اُسے اپنے ہاتھوں سے ختم کرنا چاہتا ہوں ۔ خود
اپنے ہاتھوں سے ۔ ٹھیک ہے ۔ تم اُسے اغوا کر کے یہاں مت
لے آؤ ۔ اُسے سپیشل سنٹر پہنچا دو ۔ اور پھر مجھے ریڈ کاشن دے
دینا ۔ میں خود ہی وہاں پہنچ جاؤں گا ۔ کیونکہ تمہارے یہاں لے جاتے
ہی میں یہ جگہ چھوڑ دوں گا "—— ماسٹر نے کہا ۔

" وہ کیوں باس "—— ڈاگی نے چونک کر پوچھا ۔

" اس لئے کہ عمران اگر مرسیا اور راجر تک پہنچ چکا ہے تو ہو سکتا
ہے کہ یہ جگہ اس کے علم میں ہو ۔ گو راجر یا مرسیا اس جگہ سے واقف
نہیں ہیں لیکن میں کوئی رسک نہیں لینا چاہتا "—— ماسٹر نے
کہا اور پھر اس نے عمران کے فلیٹ کا نمبر اور اس کا حلیہ وغیرہ
ڈاگی کو تفصیل سے بتا دیا ۔

"او کے باس" ــــــ ڈاگی نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور ماسٹر کے سر ہلانے پر وہ مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے دروازے سے باہر نکلتے ہی ماسٹر تیزی سے اٹھا۔ اور ملحقہ ڈریسنگ روم کے دروازے کی طرف بڑھ گیا تھوڑی دیر بعد جب وہ باہر آیا تو ایک بار پھر وہ عمران کے باورچی سلیمان کے میک اپ میں تھا۔ اس نے اپنے طور پر ایک متبادل سکیم تیار کی تھی۔ کہ اگر ڈاگی ناکام ہو جائے تو پھر وہ اپنی سکیم پر عمل کرے گا۔ اور وہ سکیم یہ تھی کہ وہ عمران کے ملازم سلیمان کو ختم کر کے اس کی جگہ خود لے لے گا اور اس کے بعد اس کے ہاتھ عمران کی گردن تک پہنچنے میں کوئی رکاوٹ باقی نہ رہے گی۔ وہ پہلے ڈاگی کا کام دیکھنا چاہتا تھا۔ ڈاگی واقعی اغوا کرنے کا ماہر تھا لیکن ماسٹر جانتا تھا کہ عمران کس ٹائپ کا آدمی ہے۔ اس لئے اُسے ڈاگی کی کامیابی کی صرف ففٹی پرسنٹ امید تھی۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلا۔ اور پھر چند لمحوں بعد وہ ایک سپورٹس کار میں بیٹھا تیزی سے عمران کے فلیٹ کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔ اس سڑک پر جہاں عمران کا فلیٹ تھا پہنچ کر ماسٹر نے کار ایک سائیڈ پر روکی۔ اس کے کلرڈ شیشے چڑھائے اور پھر اس نے کار کے ڈیش بورڈ سے ایک چھوٹا سا باکس نکالا۔ اس باکس میں پتلے پتلے ماسک موجود تھے۔ ماسٹر نے ان میں سے ایک ماسک سلیکٹ کیا۔ جس کے ساتھ سیاہ رنگ کے گھنگھریالے بالوں کی وگ اٹیچ تھی۔ اس نے ماسک کو چہرے پر چڑھایا۔ وگ ایڈجسٹ کی۔ اور پھر

بیک مرر میں دیکھتے ہوئے اس نے ہاتھوں سے ماسک کو اس طرح سیٹ کیا کہ اس کے چہرے کے نقوش یکسر بدل گئے۔ اب وہ کوئی مقامی نوجوان لگ رہا تھا۔ اس نے ڈبل میک اپ اس لئے کر لیا تھا تاکہ سلیمان کے اغوا سے پہلے کہیں عمران کی نظر اس پر نہ پڑ جائے اس طرح وہ یقیناً مشکوک ہو جاتا۔

ڈبل میک اپ کر کے اس نے کار کے شیشے اتارے۔ اور کار کو عمران کے فلیٹ کے سامنے واقع ایک کیفے کی طرف بڑھا لے گیا۔ کار اس نے کیفے کے سامنے روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ کیفے کے ہال میں داخل ہو گیا۔ کیفے کے فرنٹ رخ پر تمام شیشے لگے ہوئے تھے جن سے باہر کا منظر بالکل صاف نظر آتا تھا۔ کیفے کا ہال تقریباً خالی تھا۔ اس لئے ماسٹر کو ایسی سیٹ منتخب کرنے میں کوئی دقت پیش نہ آئی۔ جہاں سے وہ اطمینان سے بیٹھ کر عمران کے فلیٹ کا بھرپور انداز میں جائزہ لے سکتا تھا۔ اس نے کوک منگائی اور آہستہ آہستہ اُسے پینے لگا۔

ابھی اُسے وہاں بیٹھے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ اس نے فلیٹ کی سیڑھیوں سے عمران کے باورچی سلیمان کو اترتے دیکھا۔ وہ چونک کر اُسے دیکھنے لگا۔ سلیمان نیچے اتر کر تیز تیز قدم اٹھاتا سڑک پار کر کے اس طرف کو بڑھنے لگا۔ جدھر شاپنگ مارکیٹ تھی۔ سلیمان کے ہاتھ میں ایک بڑا سا بیگ تھا۔ اور ماسٹر سمجھ گیا کہ سلیمان سامان کی خریداری کے لئے مارکیٹ جا رہا ہے۔ اس نے جیب سے ایک چھوٹا نوٹ نکالا۔ اُسے بوتل کے نیچے رکھا اور خود تیز تیز قدم

اٹھاتا کیفے سے باہر نکلا۔ اور اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ سلیمان اب اس سڑک پر غائب ہو گیا تھا جس کے اختتام پر مارکیٹ تھی۔ اس نے کار موڑی اور اُسے آہستہ آہستہ چلاتا ہوا اُس سڑک کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے کار کی سائیڈ فرنٹ سیٹ کو اس طرح اوپر اٹھا دیا جیسے صندوق کا ڈھکن کھولتے ہیں اور پھر اندر سے ایک چھوٹی سی سپرے گن باہر نکالی کر سیٹ بند کر دی۔ یہ سپرے گن اتنی چھوٹی تھی کہ اس کی ہتھیلی میں آجاتی تھی۔ اس نے سپرے گن جیب میں ڈالی اور کار مارکیٹ کی سائیڈ پر روک کر اس کے شیشے چڑھا دیئے۔ اور پھر دروازے لاک کئے بغیر وہ نیچے اترا اور تیز تیز قدم اٹھاتا مارکیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ جلد ہی اُسے سلیمان شاپنگ کرتا دکھائی دے گیا۔ وہ مختلف دکانوں سے مختلف سامان خرید کر اپنے بیگ میں ڈالے جا رہا تھا۔ ماسٹر خاموشی سے اُسے دیکھتا رہا۔ جب سلیمان کا بیگ بھر گیا تو سلیمان واپسی کے لئے مڑا۔ مارکیٹ کے مین گیٹ تک وہ پہنچا تھا کہ ماسٹر تیز تیز قدم اٹھاتا اس کی طرف بڑھ گیا۔

"جناب ایک منٹ" ____ ماسٹر نے بڑے نرم لہجے میں سلیمان کے قریب پہنچتے ہوئے کہا۔ اور سلیمان ٹھٹھک کر رک گیا وہ غور سے ماسٹر کو دیکھ رہا تھا۔

"فلیٹ نمبر ۲۰۸ کہاں ہے جناب۔ میں نے تو بڑا تلاش کیا ہے۔ اگر آپ جانتے ہیں تو بتا دیجئے" ____ ماسٹر نے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"اوہ ____ وہ تو ساتھ والی سڑک پر ہے۔ ادھر تو نہیں ہے" سلیمان نے چونک کر جواب دیا۔

"ساتھ والی سڑک پر۔ مگر میں نے تو وہاں بھی تلاش کیا ہے۔ اوہ پلیز۔ کیا آپ میری رہنمائی کریں گے۔ ادھر میری کار کھڑی ہے۔ اس میں آجائیے۔ آپ کی بے حد مہربانی ہو گی" ____ ماسٹر نے گھگھیاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آئیے" ____ سلیمان نے رضامند ہوتے ہوئے کہا۔ اور ماسٹر اُسے لے کر کار کی طرف بڑھ آیا۔ اس نے جلدی سے آگے بڑھ کر سائیڈ سیٹ کا دروازہ اس طرح کھولا جیسے سلیمان باورچی کی بجائے کوئی اہم وی۔ آئی۔ پی شخصیت ہو۔ اور سلیمان چوڑا ہو کر سیٹ پر بیٹھ گیا۔ تھیلا اس نے اپنی ٹانگوں کے آگے رکھ لیا۔ ماسٹر گھوم کر دوسری طرف ڈرائیونگ سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔ اور اس نے دروازہ بند کر کے کار کو موڑا اور آہستہ آہستہ آگے بڑھانے لگا۔

"ذرا جلدی چلئے۔ آپ کی کار تو نئی لگ رہی ہے۔ لیکن چل بیل گاڑی کی طرح رہی ہے" ____ سلیمان نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس کا ریڈی ایٹر لیک ہو گیا ہے۔ اس لئے انجن گرم ہو گیا ہے" ____ ماسٹر نے جواب دیا۔ اور پھر اس نے ایک جھٹکے سے کار ایک سائیڈ پر روک دی۔

"ارے کیا ہوا" ____ سلیمان نے چونک کر کہا۔

"کچھ نہیں۔ بس ذرا زیادہ گرم ہو گئی ہے۔ ابھی چند منٹ میں چل پڑے گی۔" ——— ماسٹر نے جیب میں ہاتھ ڈال کر چھوٹی سی سپرے گن کو ہتھیلی میں ایڈجسٹ کرتے ہوئے کہا۔ اور پھر ہاتھ باہر نکال لیا۔

"یہ آپ کی ناک پر مکھی" ——— ماسٹر نے اچانک سپرے گن والا ہاتھ تیزی سے سلیمان کی ناک کی طرف بڑھایا اور ساتھ ہی ہتھیلی کو موڑ کر پریس کر دیا۔ سپرے گن سے نکلنے والی بے رنگ گیس سیدھی سلیمان کے نتھنوں کے اندر چڑھ گئی۔ سلیمان نے بے اختیار چھینکنے کی کوشش کی۔ اس کا انداز تو چھینکنے والا ضرور بنا لیکن بجائے چھینک آنے کے اس کی آنکھیں بند ہوتی گئیں اور جسم ڈھیلا پڑ کر سیٹ پر ہی ڈھیر ہو گیا۔

ماسٹر نے جلدی سے شیشے چڑھائے۔ دروازے لاک کئے اور ساتھ ہی اس نے سلیمان کے جسم پر موجود لباس اتارنا شروع کر دیا۔ اس کے ہاتھ انتہائی تیزی سے چل رہے تھے۔ اُسے اطمینان تھا کہ کلرڈ شیشوں کی وجہ سے باہر سے کسی کو کچھ نظر نہ آ سکے گا۔ اس نے سلیمان کا لباس اتارا۔ اور پھر اپنا لباس اتار کر وہ سلیمان کا لباس پہننے میں مصروف ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ لباس پہن چکا تھا۔ پھر اس نے ماسک اتار کر اُسے واپس ڈیش بورڈ میں رکھا۔ اب وہ سلیمان کے میک اپ میں تھا۔ اپنے لباس میں موجود ضروری چیزیں اور جدید اسلحہ اس نے پہلے ہی نکال لیا تھا۔ اس کارروائی کے اختتام پر اس نے سیٹ پر ڈھیر ہوئے سلیمان

کے سینے پر ہاتھ رکھا۔

"اسے ختم ہی کر دینا چاہئے۔ خواہ مخواہ کی مصیبت" ——— ماسٹر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور جیب سے ایک چھوٹا سا پستول نکال لیا۔ جس کے آگے بڑا نفیس سا سائیلنسر لگا ہوا تھا۔ اس نے پستول کا رخ سلیمان کی طرف کیا ہی تھا کہ یک لخت کسی نے کار کے دروازے پر دستک دی۔ اور ماسٹر نے چونک کر اپنی طرف سے باہر دیکھا۔ اس کا پستول والا ہاتھ تیزی سے واپس جیب میں چلا گیا تھا۔ کیونکہ باہر اُسے ٹریفک سارجنٹ کھڑا نظر آ رہا تھا۔ ماسٹر نے جلدی سے شیشہ تھوڑا سا نیچے کیا۔ تاکہ ٹریفک سارجنٹ کو سلیمان کی صحیح پوزیشن نظر نہ آئے۔

"آپ نے کار غلط پارک کی ہے۔ اسے آگے لے کر دائیں طرف کی پارکنگ میں روکئے" ——— ٹریفک سارجنٹ نے کرخت لہجے میں کہا۔

"اوہ ——— یس آفیسر۔ تھینک یو" ——— ماسٹر نے جلدی سے کہا۔ اور پھر کار کو تیزی سے آگے بڑھا لے گیا۔ دائیں طرف واقعی ایک چھوٹی سی آف سائیڈ پارکنگ بنی ہوئی تھی۔ جس میں چند کاریں موجود تھیں۔ ماسٹر نے سر ہلاتے ہوئے کار پارکنگ کے قدرے ہٹ کر ایک کونے میں روکی۔ ابھی وہ کار روک ہی رہا تھا کہ اس نے پارکنگ بوائے کو تیزی سے اپنی طرف بڑھتے دیکھا۔ تو وہ جلدی سے دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔

"ارے سلیمان صاحب آپ اور اس کار میں"

پارکنگ بوائے نے بڑے حیرت بھرے لہجے میں ماسٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ عمران صاحب کے ایک مہمان کی کار تھی۔ میں نے سوچا کہ سڑک کی نسبت یہاں زیادہ محفوظ رہے گی" ـــــ ماسٹر نے سلیمان کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے دروازہ بند کر کے اُسے لاک کر دیا۔

"اوہ اچھا۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں اس کا خاص خیال رکھوں گا" لڑکے نے مسکراتے ہوئے کہا اور ماسٹر اس کا شکریہ ادا کر کے تیزی سے واپس سڑک کی طرف بڑھ گیا۔ پارکنگ بوائے نے چاک سے کار پر ایک نشان لگایا اور پارکنگ میں داخل ہونے والی ایک اور کار کی طرف بڑھ گیا۔ ماسٹر مطمئن انداز میں سر ہلاتا ہوا واپس فلیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ فلیٹ کی سیڑھیاں چڑھ کر وہ دروازے پر پہنچا تو دروازہ لاک نہ تھا۔ البتہ اس کے پٹ بھڑے ہوئے تھے۔ سلیمان نے شاید اُسے اس لئے لاک نہ کیا تھا کہ اس کا ارادہ فوری واپسی کا تھا۔ ماسٹر نے دروازے پر دباؤ ڈالا اور اُسے کھول کر عمران کے فلیٹ میں داخل ہو گیا۔ چند لمحے وہ خاموشی سے کھڑا اندر سے آہٹ لیتا رہا۔ لیکن اندر مکمل خاموشی تھی۔ چنانچہ اس نے مڑ کر دروازہ بند کیا لیکن اُسے لاک نہ کیا۔ اور آگے بڑھ گیا۔ فلیٹ واقعی خالی پڑا ہوا تھا۔ پہلے تو ماسٹر پورے فلیٹ میں گھوم کر اس کا جائزہ لیتا رہا۔ اور پھر وہ باورچی خانے میں پہنچا ہی تھا کہ اُسے بیرونی دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔

"ارے سلیمان۔ کیا ہوا تمہیں۔ کیا اب حریدوں نے الٹا اثر کرنا شروع کر دیا ہے۔ کہ تم دروازہ بند کرنا ہی بھول گئے ہو"

دروازے سے عمران کی مخصوص چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"آپ بند کر دیجئے۔ میں مصروف ہوں" ـــــ ماسٹر نے باورچی خانے سے ہی سلیمان کے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے وہی پسٹول نکالا اور باورچی خانے کے دروازے کی اوٹ سے لگ کر کھڑا ہو گیا۔ تاکہ عمران اگر ادھر آئے تو وہ اچانک اس پر حملہ کر سکے۔

"اچھا اب یہ کام بھی مجھے ہی کرنا ہو گا۔ ٹھیک ہے چلئے بنا لاؤ۔ یہ تمہاری سزا ہے" ـــــ عمران کی آواز سنائی دی۔ اور پھر عمران کے قدموں کی آواز گیلری میں سے ہوتی ہوئی آگے آتی سنائی دی۔ اور ماسٹر کا جسم مستعد ہو گیا۔ لیکن اُسی لمحے عمران کے قدموں کی آواز ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گئی۔

"میں تمہیں ایسی چائے پلواؤں گا کہ تم ہمیشہ یاد رکھو گے"۔ ماسٹر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور جلدی سے ایک طرف رکھی الیکٹرک کیتلی کی طرف بڑھ گیا۔ اُسی لمحے اُسے کال بیل بجنے کی آواز سنائی دی۔

"دیکھنا سلیمان۔ کون آگیا ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے لوگ مجھے ڈسٹرب کرنے کے انتظار میں رہتے ہیں" ـــــ عمران کی تیز آواز سنائی دی اور ماسٹر سر ہلاتا ہوا باورچی خانے سے نکلا۔ اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کی کنڈی کھولی تو سامنے کھڑے

ڈاگی کو دیکھ کر چونک پڑا۔ ڈاگی اصل شکل صورت میں تھا۔

"عمران صاحب ہیں" ___ ڈاگی نے ماسٹر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"ہاں۔ ہیں۔ ڈرائنگ روم میں" ___ ماسٹر نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"کون ہے سلیمان" ___ عمران کی آواز سنائی دی۔

"کوئی صاحب ہیں۔ نام تو میں نے پوچھا نہیں" ___ ماسٹر نے سلیمان کی آواز اور لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور ڈاگی کے لئے راستہ چھوڑ دیا۔ ڈاگی سر ہلاتا ہوا تیزی سے آگے بڑھ گیا اور ماسٹر کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ دوڑ گئی۔ اب صورت حال اس کے نزدیک زیادہ تسلی بخش ہو گئی تھی۔

عمران نے دانش منزل سے نکل کر سیدھا اپنے فلیٹ پر
پہنچا۔ وہ واقعی خاصا تھکا ہوا تھا۔ ایک لمحے کے لئے اسے خیال آیا
کہ وہ خود جا کر چارمنگ ہاؤس میں اس جابر کے جسم پر قبضہ کرے۔ لیکن
پھر اس نے ارادہ بدل دیا۔ کیونکہ ہو سکتا مسکراتے ہوئے کہا اور اس لئے
اس نے یہ کام سیکرٹ سروس کے م کیا۔ اور جیسے ہی عمران کا ہاتھ
فلیٹ میں جا کر اطمینان سے اس ما اگ اچانک کسی لٹو کی طرح گھوما
منصوبہ بندی کرنا چاہتا تھا۔ تاکہ صوفے پر بیٹھ گیا۔ جیسے وہ کسی سرکس
اسے یہ بھی خطرہ تھا کہ کہیں ماسٹر کندھوں سے اتر کر اس کے آدھے
نے یہ فیصلہ بھی کر رکھا تھا کہ اگر اس طرح بے بس بیٹھا ہوا پلکیں جھپکا
چھوڑ دے گا۔
رہا ہو کہ اس کے ساتھ ایسا بھی ہو سکتا
فلیٹ میں پہنچ کر وہ ا
بیٹھا ہی تھا اور اس نے ___ "یہ کیا کیا ہے تم نے"

عادت تھی کہ وہ جب بھی کوئی منصوبہ بندی کرنے لگتا تو آرام کرسی پر
آنکھیں بند کر کے بیٹھ جاتا۔ اور چائے کی چسکیاں لیتے لیتے منصوبہ
بندی تیار کر لیتا۔ لیکن اُسی لمحے کال بیل کی آواز سنائی دی۔ اور
عمران چونک پڑا۔

"دیکھنا سلیمان۔ کون آگیا ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے لوگ مجھے
ڈسٹرب کرنے کے انتظار میں رہتے ہیں" ـــــ عمران کا لہجہ خاصا
ناخوشگوار تھا۔ اور ساتھ ہی اس نے دوبارہ آنکھیں بند کر لیں۔

"عمران صاحب ہیں" ـــــ دروازہ کھلنے کی آواز کے ساتھ
ہی ایک اجنبی سی آواز عمران کے کانوں میں پڑی۔

"ہاں ہیں۔ ڈرائنگ روم میں" ـــــ سلیمان کی آواز سنائی
دی۔

"کون ہے" ـــــ عمران نے اونچی آواز میں پوچھا۔
کیونکہ سلی مرت سے ہٹ کر آنے والے کو ٹریٹ
کیا تھا کہ ایسی کون سی شخصیت ہوسکتی ہے
گیا ہے۔ ورنہ اس کی تو عادت تھی
سے واپس لوٹا دیا کرتا تھا۔

نے پوچھا نہیں" ـــــ سلیمان
سکراتے ہوئے سر ہلا دیا۔
بات کی تھی۔

ـــــ چند لمحوں بعد وہی اجنبی
ن نے چونک کر آنکھیں

کھولیں۔ اور دوسرے لمحے وہ چونک کر سیدھا ہو گیا۔ کیونکہ دروازے
پر وہی آدمی جان ڈاگ کھڑا تھا۔ جس کا حلیہ اور قد و قامت کی تفصیل
کیپٹن نعمان نے اُسے بتائی تھی۔ اور جس کی تلاش کے لئے اس
نے سیکرٹ سروس کے ممبران کی ڈیوٹی لگائی تھی۔

"صرف علی عمران نہیں۔ علی عمران ایم۔ ایس سی۔ ڈی۔ ایس سی
(آکسن) بڑی محنت کرنی پڑتی ہے تب یہ ڈگریاں ملتی ہیں" ـــــ عمران
نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ اچھا اچھا۔ میرا نام جان ڈاگ ہے۔ اور میں ایکریمین ٹائمز
کا سپیشل نمائندہ ہوں" ـــــ جان ڈاگ نے مسکراتے ہوئے
کہا۔ اور ساتھ ہی اپنا ہاتھ مصافحے کے لئے بڑھا دیا۔

"ایکریمین ٹائمز۔ اچھا اچھا وہ چیتھڑا اخبار۔ لیکن آپ کا لباس تو
شاندار ہے چیتھڑے اخبار کے رپورٹر کے جسم پر بھی تو چیتھڑے
ہونے چاہئیں" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ہاتھ
بڑھا کر بڑے پرجوش انداز میں مصافحہ کیا۔ اور جیسے ہی عمران کا ہاتھ
جان ڈاگ کے ہاتھ میں آیا جان ڈاگ اچانک کسی لٹو کی طرح گھوما۔
اور پھر وہ یوں دھڑام سے ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ جیسے وہ کسی سرکس
میں تماشہ دکھا رہا ہو۔ اس کا کوٹ کندھوں سے اتر کر اس کے آدھے
بازوؤں تک پہنچ گیا تھا۔ اور وہ اس طرح بے بس بیٹھا ہوا پلکیں جھپکا
رہا تھا جیسے اُسے یقین نہ آرہا ہو کہ اس کے ساتھ ایسا بھی ہوسکتا
ہے۔

"کیا ـــــ کیا مطلب ـــــ یہ کیا کیا ہے تم نے"

جان ڈاگ کی حیرت اور پریشانی سے پُر آواز سنائی دی۔

" تم جو کچھ میرے ساتھ کرنا چاہتے تھے مسٹر جان ڈاگ۔ بس میں نے وہی کچھ تمہارے ساتھ کر دیا۔ تم مجھے بے بس کرنا چاہتے تھے ناں۔ اب تم بتاؤ گے کہ تمہارا باس ماسٹر کہاں ہے " ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کون ماسٹر ــــ تم ایک صحافی کے ساتھ غلط سلوک کر رہے ہو " ــــ جان ڈاگ نے بپھرے ہوئے لہجے میں کہا۔

" سنو مسٹر جان ڈاگ۔ تم نے کیپٹن نعمان سے مل کر الرٹ کیمپ کے پورے واقعات کی تفصیل معلوم کی۔ اور تم نے وہاں اپنے آپ کو ایکریمین ٹائمز کا نمائندہ بتایا۔ لیکن تم شاید نہیں جانتے کہ ایکریمین ٹائمز خاصا معروف اخبار ہے۔ اس لئے اس کے اصل نمائندے کا با آسانی پتہ چلایا جا سکتا ہے۔ اور فوراً ہی معلوم ہو گیا کہ ایکریمین ٹائمز کے کسی نمائندے کا نام جان ڈاگ نہیں ہے۔ کیپٹن نعمان سے تمہارا حلیہ بھی معلوم ہو گیا۔ اور شاید تمہاری رہائشگاہ جارمنگ ہاؤس بھی۔ لیکن شاید ہماری قسمت کچھ زیادہ ہی زوروں پر ہے۔ کہ تم اُسی حلیے میں اور اُسی نام سے خود چل کر یہاں آ گئے "۔

عمران کا لہجہ یک لخت بے حد سنجیدہ ہو گیا۔

" یہ سب غلط ہے۔ میں نمائندہ ہوں ایکریمین ٹائمز کا " جان ڈاگ نے اصرار کرتے ہوئے کہا۔

" او۔ کے ــــ میں انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ فیاض کو کہہ دیتا ہوں۔ وہ صحافیوں کا بڑا مداح ہے۔ وہ تمہیں یہاں سے لے جائے

گا۔ اور پھر وہ خود ہی باقی ساری تفتیش کرے گا۔ کیا خیال ہے " ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ٹیلی فون کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اچانک دروازے پر سلیمان نمودار ہوا۔

" صاحب۔ یہ دیکھیں۔ یہ کیا ہے۔ یہ فرش پر پڑا تھا " ــــ سلیمان نے آگے بڑھ کر ایک چھوٹا سا کیپسول عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

" فرش پر پڑا تھا " ــــ عمران نے حیرت سے کیپسول کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اور ابھی وہ عمران کے ہاتھ سے کیپسول لینے کے لئے ہاتھ بڑھا ہی رہا تھا کہ سلیمان نے انگلیوں میں پکڑے ہوئے کیپسول کو یکلخت دبا کر توڑ دیا۔ کیپسول کے ٹوٹتے ہی عمران کا جسم ایک جھٹکے سے پیچھے ہوا۔ اور ایک لمحے کے لئے لڑکھڑانے کے بعد وہ صوفے سے اس طرح ٹک گیا جیسے اس کا جسم مفلوج ہو گیا ہو۔ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں لیکن چہرہ پتھر کا بن چکا تھا۔

" ہا ــ ہا ــ ہا۔ یہ ہے تمہاری اوقات " ــــ اُسی لمحے سلیمان کے حلق سے زوردار فاتحانہ قہقہہ نکلا۔ لیکن آواز اجنبی تھی۔

" ب۔ ب۔ باس۔ آپ " ــــ اُسی لمحے جان ڈاگ کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔ کیونکہ سلیمان کے میک اپ میں موجود ماسٹر نے اس بار بات اپنے اصل لہجے میں کی تھی۔

" ہاں۔ مجھے پہلے ہی یقین تھا کہ عمران تمہارے بس کا روگ نہیں ہے اور میرا اندازہ درست نکلا اگر میں اس کے باورچی کے میک اپ میں یہاں موجود نہ ہوتا تو یہ یقیناً تمہارے ذریعے آسانی سے مجھ تک پہنچ سکتا تھا " ــــ ماسٹر نے تلخ لہجے میں کہا۔

" ب۔ ب۔ باس۔ یہ میرے تصور سے بھی زیادہ ہوشیار آدمی ثابت ہوا

ہے" —— جان ڈاگ نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ —— تم ناکام رہے ہو۔ اور تم جانتے ہو کہ میرے نزدیک ناکامی کتنا بڑا جرم ہے۔ اب عمران سے تو میں خود نمٹ لوں گا۔ یہ تو کم از کم چار گھنٹوں تک درست نہیں ہو سکتا۔ اور میں نے باورچی خانے میں بڑی تیز چھریاں دیکھ لی ہیں۔ میں یہاں اطمینان سے اس کے جسم کی ایک ایک بوٹی علیحدہ کروں گا۔ لیکن تم چھٹی کرو" —— ماسٹر نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔ اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ کوٹ کی جیب سے باہر آیا اور پھر اس سے پہلے کہ جان ڈاگ کچھ کہتا ماسٹر کے ہاتھ میں موجود سائیلنسر لگے ریوالور سے شعلہ نکلا اور جان ڈاگ چیخ کر وہیں صوفے پر ہی گر گیا اسے تڑپنے کی بھی مہلت نہ ملی کیونکہ گولی نے اس کی آدھی کھوپڑی اڑا دی تھی۔

"ہونہہ —— ناکام آدمی" —— ماسٹر نے نفرت آمیز لہجے میں کہا۔ اور پھر وہ ریوالور ہاتھ میں پکڑے سامنے بیٹھے ہوئے عمران کی طرف گھوم گیا۔

"اچھی طرح دیکھ لو مجھے۔ میرا نام ماسٹر ہے۔ کاش تم اس وقت زیرو کیمپ میں آجاتے جب میں وہاں موجود تھا۔ تو میں تمہارا خاتمہ وہیں کر دیتا اس طرح تم الرٹ کیمپ کے باقی دو گریڈ نہ بچا سکتے۔ لیکن تم نے میرے مشن کو مکمل طور پر پورا ہونے سے روک کر ناقابل معافی جرم کیا ہے۔ اس لئے میں تمہاری موت بن کر یہاں آیا ہوں۔ یقینی اور عبرت ناک موت" —— ماسٹر نے دانت پیسنے کے انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔ عمران اسی طرح بے حس و حرکت بیٹھا ہوا تھا۔ وہ پلکیں بھی نہ جھپکا رہا تھا۔

"میں نے عبرت ناک موت کہا ہے تو یقین رکھو عمران۔ تمہاری موت عبرت ناک ہی ہوگی۔ میں تمہیں آسان موت نہیں ماروں گا"

ماسٹر نے ریوالور جیب میں ڈالا اور پھر اس نے جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکالا اور آہستہ آہستہ صوفے پر بیٹھے عمران کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کی تیز اور گھورتی ہوئی نظریں عمران پر جمی ہوئی تھیں۔ اس نے پیر مار کر درمیان میں موجود تپائی ایک طرف اڑا دی۔ اور خنجر لہراتا ہوا عین عمران کے سامنے جا کر رک گیا۔ ایک لمحے کے لئے وہ بڑے قابل نفرت انداز میں عمران کو دیکھتا رہا۔ پھر اس کے ہونٹ بھنچ گئے۔ آنکھوں سے سفاکی اور انتہائی سرد مہری جھلکنے لگی۔ اور ساتھ ہی اس کا خنجر والا ہاتھ اوپر کو اٹھا۔ عمران بڑی بے بسی کے عالم میں مفلوج حالت میں اس کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ اور ظاہر ہے۔ ماسٹر کا ہاتھ روکنے والا کوئی نہ تھا۔

"ہٹاؤ اس کار کو۔ اس نے تو ادھر کا سارا راستہ ہی روک لیا ہے" ——— پارکنگ میں داخل ہونے والی کار کے ڈرائیور نے سر باہر نکالتے ہوئے پارکنگ بوائے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ۔ ہاں جناب۔ آج اتفاق سے کاریں زیادہ آگئی ہیں۔ ورنہ میں پہلے ہی سلیمان کو کہہ کر اسے کونے میں پارک کرواتا۔ ٹھہریئے میں دیکھتا ہوں شاید چابی اگنیشن کے اندر ہو" ——— پارکنگ بوائے نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور تیزی سے اس کار کی طرف بڑھا جسے عمران کا باورچی سلیمان پارک کر کے گیا تھا۔ کار کے شیشے کلرڈ تھے۔ اس لئے باہر سے اندر نہ دیکھا جاسکتا تھا۔ لیکن پارکنگ بوائے نے شیشے کے ساتھ آنکھیں لگا دیں۔ اور گھور کر اندر جھانکنے لگا۔ دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک

زوردار چیخ نکلی۔ اور وہ ایک جھٹکے سے پیچھے ہٹا۔

"کیا ہوا" ——— کار کے ڈرائیور نے حیرت بھرے انداز میں پوچھا۔

"اندر ایک آدمی بے ہوش پڑا ہے۔ سلیمان صاحب جیسا لیکن وہ تو میرے سامنے نکل کر گئے ہیں" ——— پارکنگ بوائے نے اس انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ جیسے اسے خود اپنی بات پر یقین نہ آرہا ہو۔

"کک ——— کک ——— کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم نشے میں ہو" کار کے ڈرائیور نے چونک کر کہا۔ اور جلدی سے کار کا دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔

"دیکھو دیکھو یہ آدمی۔ ارے ہاں۔ یہ تو سلیمان صاحب ہی ہیں لیکن" ——— پارکنگ بوائے نے دوبارہ شیشے سے آنکھیں چپکاتے ہوئے کہا۔ اور دوسری کار کا ڈرائیور بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا۔ اور اس نے بھی شیشے سے آنکھیں لگا دیں۔

"اوہ واقعی۔ ٹھہرو میرے پاس ماسٹر کی ہے۔ میں اس لاک کو کھولنے کی کوشش کرتا ہوں" ——— ڈرائیور نے کہا اور ہاتھ میں پکڑی ہوئی چابیوں کے رنگ سے اس نے ایک چابی انگلیوں کی مدد سے علیحدہ کی اور اس کی مدد سے کار کا ڈور لاک کھولنے کی کوشش شروع کر دی۔ اور پھر چند لمحوں کی کوششوں کے بعد ہلکے سے کھٹکے کی آواز سنائی دی۔ اور ڈرائیور نے جلدی سے دروازے کا ہینڈل کھینچا تو دروازہ کھل گیا۔ اندر شدید گرمی کی وجہ

سے سلیمان کا پورا جسم پسینے میں ڈوبا ہوا نظر آ رہا تھا۔ ڈرائیور اور پارکنگ بوائے دونوں نے بے اختیار سلیمان کو جھنجھوڑنا شروع کر دیا۔ اور چند لمحوں بعد ہی سلیمان نے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے جسم پر صرف ایک زیر جامہ اور بنیان تھی۔ باقی لباس موجود نہ تھا البتہ ایک لباس ڈرائیونگ سیٹ پر پڑا ہوا تھا۔

"سلیمان صاحب سلیمان صاحب۔ ہوش میں آئیں" پارکنگ بوائے نے چیختے ہوئے کہا۔

"گک ـــ گک ـــ کیا ہوا۔ ارے یہ کیا ہوا۔ میرا لباس" سلیمان نے ہوش میں آتے ہی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ ـــ وہ آپ تو کار یہاں پارک کر کے چلے گئے تھے۔ پھر اندر اور اس طرح بے لباس حالت میں" ـــ پارکنگ بوائے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسے شاید اب تک سمجھ نہ آ رہی تھی کہ یہ کیا چکر چل گیا ہے۔

"میں کار پارک کر کے گیا تھا۔ اوہ دھوکہ۔ بہت بڑا دھوکہ" سلیمان اچھل کر کار سے باہر نکل آیا۔

"کیسا دھوکہ سلیمان صاحب۔ کیا ہوا" ـــ پارکنگ بوائے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ دوسری کار کا ڈرائیور خاموش کھڑا تھا۔

"وہ میرا لباس اتار کر گیا ہے۔ اور تم کہہ رہے ہو کہ وہ میں تھا تو یقیناً اس نے میرا میک اپ بھی کیا ہوگا۔ اوہ اوہ۔ تو یہ چکر ہے" سلیمان کو اب پوری بات سمجھ میں آ گئی تھی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر

ڈرائیونگ سیٹ پر پڑا ہوا لباس اٹھایا اور اسے جلدی جلدی پہننے لگا۔

"یہ کار تو ہٹا دیں۔ راستے میں موجود ہے" ـــ دوسری کار کے ڈرائیور نے اب اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم خود اسے ہٹا دو" ـــ سلیمان نے کہا۔ اور جلدی سے کار میں پڑا ہوا اپنا تھیلا اٹھا کر وہ اپنے فلیٹ کی طرف بھاگ پڑا۔ پارکنگ بوائے اور اس ڈرائیور نے شاید کچھ کہا تھا۔ لیکن سلیمان نے ان کی ایک نہ سنی۔ اور تیزی سے بھاگتا ہوا وہ سائیڈ روڈ سے مین روڈ پر آیا۔ جہاں اس کا فلیٹ تھا۔ اور چند لمحوں بعد وہ اپنے فلیٹ کی سیڑھیوں تک پہنچ گیا۔ اب وہ پوری طرح محتاط ہو گیا تھا۔ کیونکہ اسے یقین تھا کہ نقلی سلیمان لازماً فلیٹ کے اندر موجود ہوگا۔ وہ احتیاط سے سیڑھیاں چڑھتا ہوا دروازے تک پہنچ گیا۔ دروازے کی درمیانی جھری ذرا سی کھلی ہوئی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ دروازہ اندر سے بند نہ تھا۔ سلیمان نے آہستہ سے دروازے کو دبایا تو دروازے کے پٹ بے آواز انداز میں کھلتے گئے۔ اسے ڈرائنگ روم سے کسی کے باتیں کرنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ وہ اندر داخل ہو کر بلی کی طرح دبے پاؤں راہداری کی دیوار کے ساتھ چپٹ کر چلتا ہوا ڈرائنگ روم کے دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ ابھی وہ دروازے تک نہ پہنچا تھا کہ ڈرائنگ روم سے اسے ایک انسانی چیخ سنائی دی۔ پہلے تو سلیمان یہ چیخ سن کر بے اختیار اچھلا لیکن دوسرے لمحے اس

نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ کیونکہ چیخنے والے کی آواز بھی اجنبی تھی۔
دروازے کے قریب پہنچ کر وہ رک گیا۔

"میں نے عبرت ناک موت کہا ہے۔ تو یقین رکھو عمران تمہاری
موت عبرت ناک ہی ہو گی۔ میں تمہیں آسان موت نہ ماروں گا"
ایک غراتی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور یہ آواز سنتے ہی سلیمان
پہچان گیا کہ یہ اُسی آدمی کی آواز ہے۔ جس نے اس سے فلیٹ کا
پتہ پوچھا تھا۔ اور پھر اُسے کار میں بے ہوش کر کے یہاں آ گیا تھا۔
سلیمان آہستہ سے بڑھا۔ اور اس نے سر آگے کر کے
ڈرائنگ روم میں جھانکا۔ دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ کیونکہ سامنے
صوفے پر عمران پتھر کا بت بنا ہوا بیٹھا تھا۔ اور ایک آدمی جس نے
اس کا لباس پہنا ہوا تھا ہاتھ میں خنجر اٹھائے آہستہ آہستہ اس کی
طرف بڑھ رہا تھا۔ سائیڈ صوفے پر ایک آدمی کی لاش پڑی ہوئی تھی۔
جس کی آدھی کھوپڑی غائب ہو چکی تھی۔ اس خنجر بردار آدمی کی سلیمان
کی طرف پشت تھی۔ اس لئے سلیمان جلدی سے آگے بڑھا۔ اُسی
لمحے اس آدمی کا خنجر والا ہاتھ اوپر کو اٹھا ہی تھا کہ سلیمان کا ہاتھ اس
سے بھی زیادہ تیزی سے حرکت میں آیا۔ اور اس کے ہاتھ میں موجود
بیگ اڑتا ہوا ایک دھماکے سے اس آدمی کی کھوپڑی سے ٹکرایا۔
اور وہ آدمی اچانک ضرب کھا کر چیختا ہوا اچھلا اور منہ کے بل صوفے
پر بیٹھے عمران کے اوپر جا گرا۔ اور زوردار جھٹکے سے وہ صوفے
کو عمران سمیت الٹاتا ہوا پیچھے جا گرا۔ اس کی ٹانگیں اوپر کو اٹھی
تھیں اور دھڑ نیچے کو تھا کہ سلیمان نے بجلی کی سی تیزی سے

آگے بڑھ کر اس کی دونوں ٹانگیں پکڑ کر اُسے پوری طرح الٹا دیا۔
اور اس آدمی کا جسم ایک دھماکے سے پشت کے بل پچھلی دیوار
سے ٹکرایا اور پھر وہ لہرا کر سائیڈ میں فرش پر گر گیا۔ لیکن دوسرا
لمحہ سلیمان کے لئے انتہائی سخت ثابت ہوا کیونکہ نیچے گرتے
ہی وہ آدمی کسی سپرنگ کی طرح اچھلا اور اس کا جسم کسی گیند کی
طرح اچھل کر سلیمان کے سینے سے ٹکرایا اور سلیمان الٹ کر
اس صوفے پر جا گرا۔ جس پر آدھی کھوپڑی والی لاش پڑی تھی۔
"ہونہہ۔ تو تم ہوش میں بھی آ گئے اور یہاں بھی پہنچ گئے"
سلیمان کو ٹکر مارنے والے نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے
کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ اچھلا اور گرے ہوئے صوفے کو
پھلانگتا ہوا وہ صوفے پر گرتے ہوئے سلیمان کے سر پر جا پہنچا۔
اس نے تیزی سے جیب سے وہ سائیلنسر لگا ریوالور نکالنے کی
کوشش کی۔ کیونکہ خنجر اس کے ہاتھوں سے گر چکا تھا۔ لیکن اب
سلیمان بھی سنبھل گیا تھا۔ اس لئے نیچے گرتے ہی سلیمان نے
حیرت انگیز عقلمندی اور مہارت کا مظاہرہ کرتے ہوئے بجائے
اچھل کر سیدھا کھڑا ہونے کی بجائے وہ تیزی سے نیچے کی طرف
پھسلا اور اس کی دونوں ٹانگیں ماسٹر کی پنڈلیوں پر پورے زور سے
پڑیں۔ اور ماسٹر بے اختیار لڑکھڑا کر پیچھے کو ہٹا ہی تھا کہ سلیمان
نے اچھل کر اس کی ناف میں ٹکر ماری۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس
کے اپنے حلق سے زوردار چیخ نکل گئی کیونکہ ماسٹر نے پیچھے لڑکھڑاتے
ہوئے انتہائی برق رفتاری سے ٹکہ جھکتے ہوئے سلیمان کی کنپٹی

پر چھوڑ دیا تھا۔ اور ماسٹر اور سلیمان دونوں ہی ضرب کھا کر اکٹھے ہی نیچے
فرش پر بچھے ہوئے قالین پر گر پڑے۔ اور پھر ماسٹر نے پہل کی اور اچھل
کر وہ سلیمان کے اوپر سوار ہو گیا۔ ساتھ ہی اس نے گھٹنے کی زوردار
ضرب سلیمان کی پسلیوں میں ماری۔ ایک لمحے کے لئے تو سلیمان
کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا سانس سینے میں ہی اٹک گیا ہو لیکن
دوسرے لمحے اس کی پھیلی ہوئی ٹانگیں تیزی سے سمٹیں۔ اور ماسٹر
چیختا ہوا سائیڈ پر الٹ گیا۔ سلیمان نے قوس کی صورت میں ٹانگیں
گھما کر اس کے پہلو میں ماردی تھیں۔ اور پھر ان دونوں کے درمیان
وہیں فرش پر ہی خوفناک جنگ چھڑ گئی۔ لیکن اس جنگ میں ماسٹر
کا پلہ بہرحال بھاری تھا۔ سلیمان نے ماسٹر کو قابو میں کرنے کی
بے حد کوشش کی لیکن ماسٹر لڑائی بھڑائی کے فن میں سلیمان سے
کہیں آگے تھا۔ اس لئے چند لمحوں کی الٹ پھیر کے بعد وہ سلیمان
کو بے بس کر لینے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے سلیمان کی دونوں
ٹانگیں اس کے چہرے کی طرف موڑ کر اپنے جسم کا پورا دباؤ ان پر
ڈال دیا اور سلیمان کے حلق سے اس قدر زوردار چیخیں نکلنے لگیں۔
جیسے اس کی روح اس کے جسم کا ساتھ چھوڑ کر نکل رہی ہو۔ اس کی
ریڑھ کی ہڈی پر اس قدر دباؤ آگیا تھا کہ اسے یقین ہو گیا تھا کہ ایک
لمحے بعد اس کی ریڑھ کی ہڈی کئی جگہوں سے ٹوٹ جائے گی۔ فرش
پر پھیلے ہوئے اس کے ہاتھ اس طرح ٹیڑھے میڑھے انداز میں
گھومنے لگے جیسے اس کے بازوؤں میں کسی نے طاقتور کرنٹ
چھوڑ دیا ہو۔

"میں تمہیں پیس کر رکھ دوں گا"۔۔۔۔ ماسٹر نے اچھل کر زوردار
آخری جھٹکا دیتے ہوئے غرا کر کہا۔ لیکن اسی لمحے سلیمان کا ہاتھ ایک
سائیڈ پر پڑے ہوئے خنجر کے دستے سے ٹکرایا اور سلیمان کو معلوم
ہی نہ ہوا کہ کیا ہوا۔ بس اسے اپنا پھڑکتا ہوا ہاتھ حرکت میں آتا محسوس
ہوا اور اس کے ساتھ ہی ماسٹر کے حلق سے کربناک چیخ نکلی اور وہ الٹ
کر پیچھے گرا۔ سلیمان نے پوری قوت سے خنجر اس کی پسلیوں میں
ار دیا تھا۔
ماسٹر کے نیچے گرتے ہی سلیمان کا جسم ایک جھٹکے سے سیدھا
ہوا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ ایک بار پھر تیزی سے پیچھے کو ہٹ کر سیدھا
وا اور اس نے خنجر پر گرفت نہ چھوڑی تھی۔ چنانچہ اس بار خنجر الٹ کر
نیچے گرے ہوئے ماسٹر کی گردن میں دستے تک گھس گیا۔ اور ماسٹر
ا جسم پانی سے نکلنے والی مچھلی کی طرح تڑپنے لگا اور ڈرائنگ روم
ن کے حلق سے نکلنے والی کربناک چیخ سے گونج اٹھا۔
سلیمان کا جسم چند لمحے تک تو بے حس و حرکت پڑا رہا۔ پھر
اچھل کر سیدھا ہوا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ ماسٹر ابھی
ب قالین پر پڑا تڑپ رہا تھا۔ وہ ایک ہاتھ سے گردن سے خنجر باہر
کھینچنے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن اس کا چہرہ مسخ ہو گیا تھا اور آنکھیں
ہی سے بے نور ہوتی جا رہی تھیں۔
سلیمان کی اپنی حالت بے حد خراب تھی۔ اسے یوں محسوس ہو رہا
جیسے اس کا ذہن اور جسم اس کے کنٹرول میں نہ رہا ہو۔ اور پھر وہ
لوں کے سے انداز میں جھکا اور اس نے ایک جھٹکے سے ماسٹر

کی گردن میں گھسا ہوا خنجر باہر کھینچ لیا۔ قالین پر ہر طرف خون کے
دھبے چمکنے لگے تھے۔ خنجر باہر کھینچتے ہی سلیمان ایک بار پھر جھکا۔
اور پھر اس کا ہاتھ بالکل اس انداز میں چلنے لگا جیسے وہ گوشت کا قیمہ
بنا رہا ہو۔ وہ پاگلوں کے سے انداز میں مسلسل خنجر ماسٹر کے سینے میں
مارتا جا رہا تھا۔ ماسٹر کا جسم ساکت ہو چکا تھا لیکن سلیمان کا ہاتھ رکنے
میں ہی نہ آ رہا تھا۔

"ارے۔ اب بس بھی کرو۔ کیا واقعی قیمہ بنا کر چھوڑو گے"۔
اچانک عمران کی آواز سنائی دی اور عمران کی آواز سن کر سلیمان کا
ہاتھ اس طرح رکا جیسے چابی بھرے کھلونے کی چابی ختم ہو جاتی ہے۔
اور وہ فرش پر دھڑام سے بیٹھا اور زور زور سے ہانپنے لگا۔ اس طرح
جیسے کئی میل سے مسلسل دوڑتا ہوا آ رہا ہو۔

"آج تم نے واقعی کام دکھایا ہے سلیمان۔ ورنہ آج واقعی میں
بے بس ہو چکا تھا"۔۔۔۔ عمران نے جواب سیدھا کھڑا ہو چکا تھا آگے
بڑھ کر سلیمان کو بازو سے پکڑ کر اٹھایا اور دوسرے لمحے اسے سینے
سے لگا لیا۔

"آپ ۔۔۔ آپ تو پتھر بن چکے تھے"۔۔۔۔ سلیمان نے ہانپتے
ہوئے کہا۔

"ہاں۔ مفلوج کر دینے والی گیس نے واقعی مجھے پتھر بنا دیا تھا۔ لیکن
سر کے بل الٹا پڑے رہنے کی وجہ سے دوران خون ذہن کی طرف
ہو گیا۔ اس طرح میں خود بخود ٹھیک ہو گیا"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

"یہ ۔۔۔ یہ مجھے کار میں بند کر کے آ گیا تھا"۔۔۔۔ سلیمان نے
علیحدہ ہٹتے ہوئے قابل نفرت انداز میں فرش پر پڑی ماسٹر کی لاش
کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ جس کی گردن کے ساتھ ساتھ اس کا سینہ
بھی خنجروں سے چھلنی ہو چکا تھا۔

"یہ بہت بڑا مجرم تھا۔ قومی مجرم۔ دارالحکومت پر لائی ہوئی یہ
خوفناک تباہی اس کی وجہ سے آئی تھی۔ اور میں نے اس سے
عبرتناک انتقام لینے کا فیصلہ کیا تھا۔ لیکن شاید قدرت نے یہ انتقام
تمہارے ہاتھوں مقدر کر دیا تھا۔ اور جس طرح تم نے اس کی لاش
پر خنجر چلائے ہیں شاید میں ایسا نہ کر سکتا۔ بہرحال مبارک ہو۔ تم نے
آج اتنا بڑا کارنامہ سر انجام دیا ہے کہ پورا پاکیشیا تمہارا ممنون
ہو گا"۔۔۔۔ عمران نے جذباتی لہجے میں کہا۔

"اچھا۔ اتنا بڑا مجرم تھا۔ اوہ۔ مجھے کیا معلوم تھا۔ میں تو بس....."
سلیمان کی آنکھیں عمران کی بات سن کر خوف سے پھیلنے لگیں۔ اس
کی حالت بتا رہی تھی کہ اگر اسے پہلے معلوم ہو جاتا کہ وہ جس سے لڑ رہا
ہے وہ اتنا بڑا مجرم ہے تو شاید سلیمان خوف سے بے ہوش
ہو جاتا"۔

"اسے ہی قدرت کا انصاف کہتے ہیں کہ اپنے آپ کو ماسٹر کہلانے
والا ایک باورچی کے ہاتھوں ذلیل ہو کر مرا۔ بہرحال آج سے تمہاری
تنخواہ ڈبل"۔۔۔۔ عمران نے مسکرا کر سلیمان کا کندھا تھپتھپاتے
ہوئے کہا۔

"یعنی آدمی مارنے پر تنخواہ ڈبل ہوتی ہے۔ اوہ۔ آج پتہ چل گیا۔

اب آپ دیکھیں کہ میں کیا کرتا ہوں۔ اب میں چائے بنانے میں وقت ضائع کرنے کی بجائے آدمی ہی مارا کروں گا" ۔۔۔ سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ڈرائنگ روم عمران کے قہقہے سے گونج اٹھا۔

"فی الحال اس کا بونس تو پیشگی دے دیجئے۔ تاکہ مجھے یقین آ جائے کہ واقعی آدمی مارنے سے تنخواہ ڈبل ہو جاتی ہے" ۔۔۔ سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم نے آج میری جان بچائی ہے سلیمان۔ اس لئے آج تمہارا دن ہے۔ جو چاہو لے لو۔ جتنا چاہو لے لو" ۔۔۔ عمران نے بڑے شاہانہ انداز میں کہا۔

"یہ تو الٹا چکر چل پڑا۔ آدمی مارنے سے تنخواہ ڈبل ہوتی ہے تو جان بچانے سے سب کچھ بلکہ جتنا چاہو مل جاتا ہے۔ اب میں کیا کروں۔ آدمی ماروں یا جان بچاؤں" ۔۔۔ سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"فی الحال تم چائے بناؤ۔ میں طاہر کو فون کر لوں" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور آگے بڑھ کر اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو" ۔۔۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"سلیمان مر گیا بلیک زیرو" ۔۔۔ عمران نے لہجہ سنجیدہ بناتے ہوئے کہا۔

"گک ۔۔۔ گک ۔۔۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ سلیمان یعنی کہ......" ۔۔۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو کی بُری طرح ہکلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ میں درست کہہ رہا ہوں" ۔۔۔ عمران نے اُسی طرح جواب دیا۔

"اوہ اوہ ۔۔۔ ویری سیڈ۔ کیا الرٹ کیمپ کے میزائلوں کی وجہ سے۔ اوہ۔ ویری سیڈ" ۔۔۔ بلیک زیرو کی غم سے نڈھال آواز سنائی دی۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ اُسے سلیمان کی موت کی خبر سن کر شدید صدمہ پہنچا ہے۔

"الرٹ کیمپ کے میزائلوں سے نہیں بلکہ ان میزائلوں کے انتقام کی وجہ سے۔ اور یہ بھی سن لو کہ اُسے مارنے والا بھی سلیمان ہی ہے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ سلیمان مر گیا اور اُسے مارنے والا بھی سلیمان ہے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے بُری طرح الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور عمران نے ہنستے ہوئے اُسے سارے واقعات تفصیل سے بتا دیئے۔

"اوہ۔ خدا کی پناہ۔ آپ نے تو سلیمان کی موت کی خبر سنا کر میرے ہوش اڑا دیئے۔ اس کیس کا ہیرو تو سلیمان ثابت ہوا۔ بڑی گڈ۔ ونڈرفل" ۔۔۔ بلیک زیرو نے اس بار اطمینان کی طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"میں نے ماسٹر سے انتقام لینے پر اس کی تنخواہ ڈبل کر دی۔ تو وہ

الرٹ کیمپ کے میزائلوں سے ہونے والی تباہی سے بھی بڑی تباہی پر تل گیا۔ اس لئے مجبوراً مجھے اُسے لیول کرنے کے لئے کہنا پڑا۔ کہ میری جان بچانے پر اُسے منہ مانگا انعام ملے گا۔ اب وہ سوچ رہا ہے کہ آدمی مارے یا جان بچائے" ـــــــ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور دوسری طرف سے بلیک زیرو کا اس قدر بلند قہقہہ سنائی دیا کہ عمران نے بے اختیار رسیور کان سے ہٹا لیا۔

" ویسے عمران صاحب۔ سلیمان نے آج جو کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ اس پر اُسے واقعی شاندار انعام ملنا چاہیئے" ـــــــ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

" میں نے بھی یہی سوچا ہے۔ میں آج ہی ساتھ والے فلیٹ کی باورچن کا رشتہ سلیمان کے لیئے پکا کرنے جاؤں گا۔ بڑے دنوں سے سلیمان اُسے نئے نئے کھانے پکانے کی ترکیبیں سکھانے کی کوشش میں مصروف تھا" ـــــــ عمران نے کہا۔ اور بلیک زیرو ایک بار پھر قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

ختم شد